5669

باسمہٖ تعالیٰ

~~5669~~

درسِ قدوری

مترجم وشارح

حضرت علامہ سیّد محمّد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی

مرتبہ: تنویر احمد قادری

ناشر
ادارہ اشاعت تبلیغ اسلام
پشاور

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

درسِ قدوری

مترجم وشارح

حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی

مرتبہ: تنویر احمد قادری

ناشر

ادارہ اشاعت تبلیغ اسلام

پشاور

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ﴾

اشاعت نمبر ۱۱۷

نام کتاب :۔ قدوری

تصنیف :۔ ابو الحسن احمد بن محمد بن جعفر المعروف امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ

نام ترجمہ :۔ درسِ قدوری

مترجم و شارح :۔ سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ :۔ تنویر احمد قادری

تاریخ اشاعت :۔ باراول ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ ہجری مطابق جون ۲۰۰۲ء

کمپوزنگ :۔ باسط حسین قادری

مطبوعہ :۔ نیو کامران پرنٹرز لاہور

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، محلّہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور

ہدیہ :۔ ۲۵۰/= روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، محلّہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور

دارالاخلاص، صدف پلازہ محلّہ جنگی، پشاور

مکتبہ سرحد، خیبر بازار، پشاور

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱	عرض مترجم	
۲	ہدیہ تشکر	
۳	مقدمہ	
۴	تقریظ	
۵	خطبہ	۱
۶	**کتاب الطہارت**	۳
۷	وضو کے فرائض	۵
۸	وضو کی سنتیں	۶
۹	وضو کے مستحبات	۷
۱۰	وضو توڑنے والی چیزیں	۱۰
۱۱	غسل کے فرائض	۱۲
۱۲	غسل کی سنتیں	۱۲
۱۳	غسل واجب کرنے والی چیزیں	۱۴
۱۴	غسل مسنون	۱۶
۱۵	پانی کے احکام	۱۶
۱۶	کھڑے پانی کا حکم	۱۸
۱۷	جاری پانی کا حکم	۲۰
۱۸	بڑے تالاب (دہ×دہ) کا حکم	۲۱
۱۹	استعمال شدہ پانی کا حکم	۲۱
۲۰	چمڑے کی دباغت کا حکم	۲۲
۲۱	کنویں کے احکام	۲۲
۲۲	جھوٹے پانیوں کا بیان	۲۶
۲۳	**باب التیمم**	۲۸
۲۴	تیمم کا طریقہ	۲۸
۲۵	تیمم کس چیز سے جائز ہے	۳۰
۲۶	تیمم توڑنے والی چیزیں	۳۱
۲۷	تیمم کے مسائل	۳۱
۲۸	باب موزوں پر مسح کے بیان میں	۳۶

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۲۹	مسح کی مدت	۳۶
۳۰	مسح کا طریقہ	۳۶
۳۱	مسح توڑنے والی چیزیں	۳۷
۳۲	مسح کے مسائل	۳۸
۳۳	اعضائے وضو پر مسح کرنے کا بیان	۳۹
۳۴	باب الحیض	۴۰
۳۵	حیض کی مدت	۴۰
۳۶	حیض کی تعریف	۴۰
۳۷	حیض کے مسائل	۴۱
۳۸	استحاضہ کی تعریف	۴۲
۳۹	مستحاضہ و معذور کے مسائل	۴۳
۴۰	نفاس کی تعریف	۴۴
۴۱	نفاس کی مدت	۴۵
۴۲	نفاس کے مسائل	۴۵
۴۳	باب ہے نجاستوں کو پاک کرنے کے بیان میں	۴۶
۴۴	نجاست دور کرنے والی چیزیں	۴۶
۴۵	نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ	۴۷
۴۶	نجاست غلیظہ وخفیفہ	۴۸
۴۷	نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی نجاست	۴۹
۴۸	استنجے کے مسائل	۴۹
۴۹	کتاب الصلوٰۃ	۵۱
۵۰	نمازوں کے اوقات	۵۴
۵۱	نمازوں کے اوقات مستحبہ	۵۶
۵۲	وتر کا مستحب وقت	۵۷
۵۳	باب الاذان	۵۸
۵۴	اذان کے مسائل	۵۹
۵۵	باب ہے شرائط نماز کے بیان میں جو نماز سے پہلے ہیں	۶۷
۵۶	طہارت	۶۷
۵۷	ستر عورت	۶۷
۵۸	نیت	۷۰
۵۹	استقبال قبلہ	۷۰
۶۰	باب ہے نماز کے طریقہ کے بیان میں	۷۱
۶۱	نماز میں طمانیت واجب ہے	۷۱
۶۲	نماز کے فرائض	۷۳
۶۳	نماز کا طریقہ	۷۴
۶۴	جہری وسری نمازیں	۹۲
۶۵	نماز وتر	۹۲
۶۶	قنوت کا بیان	۹۲
۶۷	قرات کے مسائل	۹۵
۶۸	باب جماعت کے بیان میں	۹۶
۶۹	امامت کی شرائط	۹۶
۷۰	عورتوں کی جماعت	۹۸
۷۱	ترتیب صفوف	۹۹
۷۲	عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا	۹۹

Marfat.com

نمبرشمار	فہرست ابواب	صفحہ
۷۳	اقتداء کی شرائط	۱۰۳
۷۴	مکروہات نماز	۱۰۴
۷۵	باب ہے نماز میں بے وضو ہو جانے کے بیان میں	۱۰۶
۷۶	خلیفہ کرنے کا بیان	۱۰۶
۷۷	شرائط بنا	۱۰۶
۷۸	باب فوت شدہ نمازوں کی قضا کے بیان میں	۱۱۰
۷۹	قضاء نمازوں میں ترتیب	۱۱۰
۸۰	باب ان اوقات کے بیان میں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۱۱۲
۸۱	باب النوافل	۱۱۴
۸۲	نفل نمازوں کے مسائل	۱۱۴
۸۳	باب سجود السہو	۱۱۷
۸۴	باب صلوٰۃ المریض	۱۲۱
۸۵	باب سجود التلاوۃ	۱۲۴
۸۶	سجود تلاوت کے مسائل	۱۲۴
۸۷	باب صلوٰۃ المسافر	۱۲۷
۸۸	مسافر کی تعریف	۱۲۷
۸۹	مسافر کے احکام	۱۲۸
۹۰	وطن اصلی و وطن اقامت کے مسائل	۱۲۰
۹۱	دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا	۱۳۰
۹۲	کشتی میں نماز پڑھنا	۱۳۰
۹۳	باب جمعہ کی نماز کے بیان میں	۱۳۱
۹۴	شرائط نماز جمعہ	۱۳۱
۹۵	جمعہ واجب ہونے کی شرائط	۱۳۲
۹۶	نماز جمعہ کے مسائل	۱۳۲
۹۷	جمعہ کے آداب	۱۳۵
۹۸	باب صلوٰۃ العیدین	۱۳۶
۹۹	عید فطر کے دن مستحبات	۱۳۶
۱۰۰	نماز عید کا وقت	۱۳۶
۱۰۱	نماز عید کا طریقہ	۱۳۷
۱۰۲	زوال کے بعد ہلال کی گواہی	۱۳۸
۱۰۳	عید قربان کے دن مستحبات	۱۳۸
۱۰۴	تکبیرات تشریق	۱۳۹
۱۰۵	باب ہے سورج گرہن کی نماز کے بیان میں	۱۴۱
۱۰۶	باب ہے طلب بارش کی نماز کے بیان میں	۱۴۲
۱۰۷	باب ہے ماہ رمضان میں قیام کرنے کے بیان میں	۱۴۳
۱۰۸	باب صلوٰۃ الخوف	۱۴۸
۱۰۹	باب ہے جنازہ کے بیان میں	۱۵۰
۱۱۰	موت آنے کا بیان	۱۵۰
۱۱۱	غسل میت	۱۵۰
۱۱۲	کفن کا بیان	۱۵۳
۱۱۳	کفنانے کا طریقہ	۱۵۳
۱۱۴	مسئلہ ضروریہ	۱۵۴

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱۱۵	نماز جنازہ کی شرائط	۱۵۴
۱۱۶	نماز جنازہ کے مسائل	۱۵۴
۱۱۷	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۵۵
۱۱۸	مسجد میں نماز جنازہ	۱۶۹
۱۱۹	جنازہ لے چلنے کا بیان	۱۷۷
۱۲۰	قبر و دفن کا بیان	۱۷۷
۱۲۱	باب الشہید	۱۸۵
۱۲۲	شہید کی نماز جنازہ	۱۸۵
۱۲۳	باب خانہ کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کا بیان	۱۸۸
۱۲۴	کتاب الزکوٰۃ	۱۹۰
۱۲۵	زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شروط	۱۹۲
۱۲۶	ادائیگی زکوٰۃ کی شرط	۱۹۴
۱۲۷	باب ہے اونٹ کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۷
۱۲۸	باب ہے گائے کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۱
۱۲۹	باب ہے بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۳
۱۳۰	باب ہے گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۴
۱۳۱	زکوٰۃ نکالنے کا معیار	۲۰۵
۱۳۲	سائمہ کی تعریف	۲۰۶
۱۳۳	مال کا ہلاک ہو جانا	۲۰۶
۱۳۴	باب ہے چاندی کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۷
۱۳۵	باب ہے سونے کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۰۹
۱۳۶	باب ہے سامان کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۱۰
۱۳۷	باب ہے کھیتیوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۱۲
۱۳۸	باب ہے کہ کس کو زکوٰۃ دینا جائز اور کس کو دینا جائز نہیں	۲۱۵
۱۳۹	متفرق مسائل	۲۱۸
۱۴۰	باب صدقۃ الفطر	۲۲۴
۱۴۱	صدقۂ فطر واجب ہونے کی شرائط	۲۲۴
۱۴۲	صدقۂ فطر کن افراد کی طرف سے ادا کیا جائے	۲۲۴
۱۴۳	صدقۂ فطر کی مقدار	۲۲۵
۱۴۴	صدقۂ فطر کی ادائیگی کا مستحب وقت	۲۲۶
۱۴۵	کتاب الصوم	۲۲۷
۱۴۶	روزے کی اقسام	۲۲۷
۱۴۷	روزے کی نیت کا بیان	۲۲۷
۱۴۸	چاند دیکھنے کا بیان	۲۲۸
۱۴۹	روزے کی تعریف و وقت	۲۲۹
۱۵۰	روزہ کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا	۲۳۰
۱۵۱	روزہ توڑنے والی چیزیں	۲۳۰
۱۵۲	وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہے	۲۳۱
۱۵۳	وہ صورتیں جن میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے	۲۳۱
۱۵۴	روزے کے مکروہات	۲۳۳
۱۵۵	روزہ توڑنے کا کفارہ	۲۳۴
۱۵۶	معذوروں کا بیان	۲۳۵

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ	نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱۵۷	روزے کے متفرق مسائل	۲۳۶	۱۸۱	طواف صدر	۲۵۸
۱۵۸	باب الاعتکاف	۲۳۷	۱۸۲	حج کے متفرق مسائل	۲۵۹
۱۵۹	اعتکاف کی تعریف	۲۳۷	۱۸۳	باب القران	۲۶۰
۱۶۰	اعتکاف کے محرمات ومفسدات	۲۳۷	۱۸۴	باب التمتع	۲۶۲
۱۶۱	اعتکاف کے مباحات ومکروہات	۲۳۸	۱۸۵	حج تمتع کی اقسام	۲۶۲
۱۶۲	کتاب الحج	۲۳۹	۱۸۶	حج تمتع کا طریقہ	۲۶۲
۱۶۳	حج واجب ہونے کی شرائط	۲۳۹	۱۸۷	حج تمتع کے متفرق مسائل	۲۶۳
۱۶۴	ادائیگی کی شرائط	۲۴۰	۱۸۸	باب الجنایات	۲۶۶
۱۶۵	میقات کا بیان	۲۴۱	۱۸۹	وہ جنایات جن میں صرف صدقہ یا دم واجب ہے	۲۶۶
۱۶۶	احرام کا بیان	۲۴۲	۱۹۰	حج کو توڑنے والی چیزیں اور ان کا کفارہ	۲۶۸
۱۶۷	حج کی نیت اور تلبیہ	۲۴۲	۱۹۱	وہ چیزیں جن سے حج نہیں ٹوٹتا مگر صدقہ یا دم لازم آتا ہے	۲۷۰
۱۶۸	وہ امور جو محرم پر حرام ہیں	۲۴۳	۱۹۲	شکار کرنے یا اس پر دلالت کرنے کا بدلہ	۲۷۳
۱۶۹	وہ امور جو محرم کے لیے جائز ہیں	۲۴۵		شکار کو زخمی کرنا یا ایذا دینا	۲۷۵
۱۷۰	طواف قدوم	۲۴۶	۱۹۳	جن جانوروں کو مارنے پر محرم پر	
۱۷۱	صفا ومروہ کی سعی	۲۴۶	۱۹۴	کچھ لازم نہیں	۲۷۶
۱۷۲	منیٰ کی طرف روانگی	۲۵۰	۱۹۵	تعداد دم شکار	۲۷۶
۱۷۳	وقوف عرفہ	۲۵۰	۱۹۶	حرم کی گھاس یا درخت کاٹنے کی جزاء	۲۷۷
۱۷۴	مزدلفہ آمد	۲۵۲	۱۹۷	متفرق مسائل	۲۷۷
۱۷۵	جمرۃ العقبہ کی رمی	۲۵۴	۱۹۸	باب عمرہ وحج سے رک جانے کے بیان میں	۲۷۹
۱۷۶	رمی کے مسائل	۲۵۴	۱۹۹	محرم کو حج یا عمرہ سے روک دینے	
۱۷۷	حج کی قربانی	۲۵۴			
۱۷۸	سرمنڈوانا یا ترشوانا	۲۵۴			
۱۷۹	طواف زیارۃ یا طواف فرض	۲۵۵			
۱۸۰	رمی جمار ثلثہ	۲۵۶			

Marfat.com

نمبرشمار	فہرست ابواب	صفحہ	نمبرشمار	فہرست ابواب	صفحہ
	کے اسباب	۲۷۹	۲۰۵	باب قربانی کے جانور کے بیان میں	۲۸۳
۲۰۰	محصر کا طرز عمل	۲۷۹	۲۰۶	ھدی کی اقسام	۲۸۳
۲۰۱	احصار کے متفرق مسائل	۲۸۰	۲۰۷	وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں	۲۸۳
۲۰۲	باب ہے فوت شدہ حج کے بیان میں	۲۸۲	۲۰۸	ھدی کے متفرق مسائل	۲۸۴
۲۰۳	پانچ ایام جن میں عمرہ مکروہ ہے	۲۸۲			
۲۰۴	عمرہ کی تعریف	۲۸۲			

فہرست رسائل

از (فقیر) سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی

۱۔ حضور ﷺ کے اسم گرامی لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا۔ ۵۹ تا ۶۴

۲۔ داڑھی منڈے امام یا حافظ قرآن کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ۔ ۱۴۳ تا ۱۴۷

۳۔ مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ ۱۵۵ تا ۱۶۸

۴۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ ۱۶۹ تا ۱۷۶

۵۔ جنازے کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا مسئلہ ۱۷۷ تا ۱۸۳

۶۔ نماز مقبول۔ ۵۱، ۶۷، ۷۱، ۷۵، ۷۸، ۸۱، ۸۵، ۹۰،

۷۔ سراج المشکوٰۃ فی مسائل الزکوٰۃ۔ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰ تا ۱۹۵، ۲۱۵ تا ۲۲۳

۸۔ تراویح میں عورتوں کی امامت و جماعت مکروہ تحریمہ ناجائز اور ممنوع ہونے پر فتویٰ ۱۰۱ تا ۱۰۲
از مفتی سرحد علامہ مولانا سید مبارک شاہ صاحب گیلانی

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

عرض مترجم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين الصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله وصحبه واولياء امته اجمعين ط لاسيما على غوث افخم سيد نا ومولينا ابو محمد محى الدين سيدنا شيخ عبدالقادر الحسنى الحسينى الجيلانى رضى الله عنه المكين الامين ۔

امابعد! زیر نظر کتاب ''قدوری'' فقہ حنفی کی ایک مستند و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی قدوری رحمتہ اللہ علیہ (۳۶۲ھ۔۴۲۸ھ) کی تصنیف لطیف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت سے نوازا، ہر دور کے علماء کرام نے اسے درس میں شامل رکھا اور اس کے حواشی قلم بند کئے۔

ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند کے دینی مدارس میں رائج نظامِ تعلیم ''درس نظامی'' میں یہ ایک نصابی کتاب کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے جبکہ مملکت خداداد پاکستان کی مختلف جامعات میں بھی بطور نصابی کتاب اسلامیات کے مضمون میں شامل ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ کمیاب ہونے کی بدولت طلباء و طالبات کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس فقیر نے درس فقہ کے دوران جب ''قدوری'' پڑھانا شروع کی تو محترم الحاج تنویر احمد صدیقی قادری ترجمہ ریکارڈ کرتے رہے اور بعد ازاں بڑی محنت سے

Marfat.com

اسے کیسٹ سے تحریری شکل میں منتقل کیا اور اب ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، پشاور کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں جو بلا شبہ ایک بہت بڑی دینی و علمی خدمت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی بارگاہ عالیہ میں یہ مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور ادارہ ہذا کے جملہ اراکین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ خیر و بھلائی کے کاموں میں حاجی صاحب کی بھرپور معاونت کر رہے ہیں اور عوام و خواص کو اس سے مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(فقیر) سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی

یکہ توت پشاور شہر

۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۸ مئی ۲۰۰۲ء

Marfat.com

هدیۂ تشکر

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، پشاور جس کا قیام آج سے تقریباً ۱۶ برس قبل عمل میں آیا اور ماہانہ اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ نادر و معیاری کتب پر مشتمل ایک عمدہ لائبریری بھی قائم کی گئی۔ ادارہ ھذا کی اشاعت اول کے منظر عام پر آتے ہی یہ بازگشت بھی سنائی دی کہ اشاعت و ترسیل کا یہ مفت سلسلہ کب تک جاری رہے گا کیونکہ یہاں تو بڑے بڑے لوگ حوصلہ ہار جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس مادی دور میں خالصتاً علمی بنیادوں پر کام کرنا کوئی آسان شغل نہیں کیونکہ کتابت سے طباعت تک مراحل بہت پریشان کن ہوتے ہیں۔ لیکن ان تمام مشکلات اور کٹھن مراحل میں رب کائنات کی رحمت بے پایاں اور حضور پاک ﷺ کی عنایت بیکراں سے ادارہ ھذا اب تک اپنے قارئین کرام کو مسلسل (۱۱۶) اشاعتیں پیش کر چکا ہے۔ ادارہ کے ۱۶ سال مکمل ہونے پر خصوصی اشاعت "درس قدوری" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے یہ ابتدائی نصابی کتب میں سے ہے جو صدیوں سے درسِ نظامی میں پڑھائی جارہی ہے۔ میں نے اپنی پڑھائی کے دوران سے اپنے استاد محترم حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی کی آواز مبارکہ میں تقریباً ۴۲ کیسٹوں میں ریکارڈ کرلیا جو میرے پاس کیسٹ لائبریری میں محفوظ ہیں اس کو مرتب کرنے کے بعد شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کی اشاعت میں ہر ممکن میری رہنمائی و مدد فرمائی۔

جن میں محترم جناب مولانا سمیع اللہ صاحب (ڈبل ایم اے، ایم فل) خطیب جامع مسجد نور گلبہار نمبر ۳

محترم جناب مفتی فرید حسین گیلانی صاحب خطیب جامع مسجد (کھجوری) پھندو پایاں

ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی صاحبہ جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی

ان تمام حضرات نے عربی متن اور ترجمہ کی تصحیح فرمائی۔

Marfat.com

کمپوزنگ کے فرائض جناب باسط حسین قادری صاحب نے بڑی عمدگی سے شب و روز محنت کر کے ادا کیے اور جناب محمد قمر صدیقی قادری (ایم اے اسلامیات، ایم اے انگلش) نے ترتیب و تصحیح میں ہر ممکن مدد فرمائی اور جناب محمد شہزاد قادری (ایم بی اے) نے اشاعتی کام میں معاونت فرمائی۔

اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ ان سب کی سعی اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے امید ہے کہ آپ حضرات کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی۔

قارئین کرام

سے التماس ہے کہ مجھ ناچیز کو اور میرے مرحوم والدین کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

ناظم ادارہ

تنویر احمد قادری

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

مقدمہ

علم فقہ اور اس کی حقیقت

نحمدہ مصلیا ومسلما.

پہلی وحی :۔ قرآن کریم کا پہلا حکم اقراء نازل کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی ہدایت کے لئے جو وحی آئے گی وہ کتاب ہو گی جو لکھی جائے گی وہ قرآن ہو گی جو پڑھی جائے گی۔ اسلام نے سب سے پہلے دنیا میں نہ توحید ورسالت کا اعلان کیا نہ اخلاق نہ انسانی حقوق کا اعلان کیا۔ بلکہ اقراء کے مطالبہ سے علم وحکمت کا آغاز فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ سب شئ سے مقدم علم ہے، اور احکام وہدایت پر عمل کرنا علم پر موقوف ہے۔ کیوں کہ بغیر علم کے نہ دین سمجھ آتا ہے نہ تو توحید ورسالت کے راز کھل سکتے ہیں۔ نہ کائنات کی حقیقت کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ نہ خلقت انسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ نہ ارض وسماء کے خزانے مل سکتے ہیں۔ نہ جمادات نہ نباتات سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے نہ کوئی معاملہ طے ہو سکتا ہے۔ نہ واقعات ضبط ہو سکتے ہیں نہ تاریخ عالم محفوظ ہو سکتی۔
نہ حالات دنیا وآخرت معلوم ہو سکتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو عطیہ علم عطا فرمایا۔ تاکہ وہ قوت علم سے پوری دنیا میں کمال حاصل کر کے تمام مخلوقات پر فائق رہے۔ اور کفر وباطل کا مقابلہ کرتے ہوئے خلافت الٰہی کے فرائض سرانجام دے سکے۔ اس کے علاوہ حکم اقراء سے سبق دیا کہ قرآن کریم کو نظر عمیق سے پڑھ جس میں بے شمار علوم ہیں ان میں سے ایک علم فقہ ہے جو قرآن وحدیث کے منشی ومراد کو ظاہر کرتا ہے۔

علم فقہ کی تعریف :۔ علم بمعنی جاننا اور واقع کے مطابق پکا یقین کرنا۔ فقہ بمعنی غالب آنا۔ عقلمند ہونا فقیہ وہ عالم ہے جو قوت علم سے استنباط کر کے باطل پر غلبہ پاتے ہوئے حق کو سمجھنے والا ہو، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ بمعنی شق اور فتح کے ہیں۔ اس کے مطابق فقیہ وہ عالم ہے جو قوت علم سے اصول شریعت

Marfat.com

کے حقائق کھول کر مسائل واحکام کو عیاں کرنے والا ہو۔

هو عبارة باحكام شرعية الثابتة لافعال المكلفين خاصة .

موضوع فقہ :۔افعال مکلفین (عاقل بالغ) سے بحث کرنا جن کا تعلق حلت، حرمت اباحت وجوب، سنت سے ہو۔

غرض فقہ :۔رضاء الٰہی، سعادت دارین اور تعمیل اوامر، نواہی سے احتراز اور فرض وسنت کا جاننا۔

فقہ اور قرآن :۔وما كان المؤمنون۔۔۔۔يتفقهوا في الدين اس آیت شریفہ میں فقہ سے مراد احکام دین ہیں اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ احکام شریعت کا سمجھنا اجتہاد کرنا ضروری ہے تا کہ اس پر عمل ہو کر زندگی بسر ہو سکے۔

(۲) ولكن كونوا ربانيين . حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، عباس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ربانیین سے مراد فقہاء علماء ہیں۔جو حضرات احکام شریعت کو بخوبی سمجھ اور اجتہاد کر سکتے ہیں وہ رب والے ہیں۔

(۳) ومن يؤت الحكمة فقد اوتى خيرا كثيرا۔جس کو حکمت (فقہ) دی گئی ہے۔اس کو خیر کثیر دی گئی ہے اس آیت میں حکمت سے مراد فہم وعلم اور احکام ہیں۔پھر علم وفہم احکام شریعت کا نام فقہ ہے سوا اس کے قرآن وحدیث پر عمل کرنا ناممکن ہے بلکہ احکام فقہ اسلام کی بنیاد ہیں۔

فقہ اور حدیث شریف :۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا۔ من يرد الله به خيرا يفقه في الدين ۔ (جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے)۔اور دین کی سمجھ کا نام فقہ ہے۔بغیر فقہ کے دین کا سمجھنا محال ہے کیونکہ احکام شریعت پر عمل کرنے کے لیے علم فقہ ضروری ہے

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا فقيه واحد اشد على التسطن من

Marfat.com

جمیل احمد نوری

الف عابد (ہزار عابد شیطان کا مقابلہ کرے تو اس سے زیادہ سخت اور سنگین مقابلہ ایک فقیہ عالم کا ہوتا ہے کیونکہ عالم شیطان کے مکروفریب سے دوسرے کو آگاہ کر سکتا ہے بخلاف عابد کے کہ وہ ذاتی بچاؤ کر سکتا ہے۔ گویا فقیہ عالم ہزار عابد سے زیادہ قوت رکھتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ شیطان کی ہلاکت کا باعث محض اکثریت عابدین نہیں بلکہ قوت علم دین ہے۔ اگر وہ صرف ایک ہو کافی ہے بہر حال عالم دین ایک قوت ہے جو طاغوتی طاقتوں کی ہلاکت کا موجب ہے اور کفر و باطل فسق و فجور پر غالب ہے۔

(۴) سنن دارمی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ بمجلسين في مسجده فقال كلاهما على خير واحد هما افضل من صاحبه اما هؤ لايرعون الله ويرغبون اليه فان شأ اعطاهم وان شاء منعهم واما هو لاء فيتعلمون الفقه اماالعلم ويعلمون الجاهل منعهم افضل وانمابعثت معلما فجلس فيهم۔

یعنی کہ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو ٹولے علیحدہ علیحدہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک ٹولہ ذکر اذکار میں مشغول تھا۔ ایک تعلیم دین فقہ میں مشغول تھا۔ ان دونوں پر جب حضور اکرم ﷺ گزرے اور فرمایا کہ یہ دونوں نیکی پر ہیں۔ لیکن دین اور احکام فقہ کے سکھانے والے ان سے افضل ہیں۔ پھر آپ ﷺ اس علمی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ علم دین اور فقہ کے معلمین کو افضل فرما کر اس کو عملاً پسند فرمایا کیونکہ اس مجلس فقہ میں احکام کے حقائق و دقائق معلوم کئے جارہے تھے تاکہ بصیرت تامہ سے عمل ہو سکے۔

(۵) ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ لا يجتمعان في منافق حسن سمعت ولا فقه في الدين۔ (حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو خصلتیں حسن سیرۃ اور فقاہت منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں) کیونکہ حسن سیرۃ اور فقاہت کا محل صدق قلب ہے اور منافق کے دل میں صداقت نہیں ہوتی لہذا وہ ان دو صفتوں سے موصوف نہیں ہو سکتا۔

(۶) حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان الناس لكم تبع وان رجالايا تو نكم من اقطار الارض يتفقهون في الدين فاذا توكم فاستوصوابهم خيرا۔ (حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

Marfat.com

لوگ تمہارے تابعدار ہیں وہ ملک کے اطراف سے فقاہت حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس آئیں گے تم ان سے خوب حسن سلوک کرنا تاکہ وہ احکام دین کو سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ۔افضل العبادة التفقه فی الدین .لکل شیٔ عماد عمادالدین الفقه(اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر عبادت فقاہت فی الدین ہے۔ ہر شے کا ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

من تفقه فی دین الله عزوجل کفاه الله تعالیٰ اهمه ورزقه من حیث لا یحتسب .

(جو دین میں فقاہت حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد کی کفایت کرتا ہے۔ اور اس فقیہ کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے۔ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا)۔

مجتہدین کے سات طبقے

مجتہدین کو سات طبقوں پر منقسم کیا گیا ہے۔

پہلا طبقہ :۔ اجتہاد مطلق کے ساتھ اجتہاد فرمانے والے حضرات مجتہدین کاملین کا جیسے ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہ ہیں۔

دوسرا طبقہ :۔ امام اعظم رحمت اللہ علیہ کے شاگردوں کا ہے جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور زفر ہیں اور ان کو مجتہدین فی المذہب کہا جاتا ہے اور یہ حضرات ادلہ اربعہ سے احکام شرعیہ کا استخراج فرماتے ہیں ان قواعد کے مطابق جن کو استخراج احکام کے لئے امام اعظم نے مقرر فرمایا ہے اور ان کو متقدمین احناف بھی کہا جاتا ہے۔

تیسرا طبقہ :۔ متاخرین حنفیہ کے اکابرین کا ہے جیسے امام خصاف اور امام طحاوی اور امام کرخی اور شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور قاضی خاں ہیں۔ یہ لوگ ان مسائل میں اجتہاد فرماتے ہیں جن میں صاحب مذہب سے کوئی روایت نہیں اور یہ لوگ صاحب مذہب کی مخالفت پر قادر نہیں نہ اصول میں نہ فروع میں۔

چوتھا طبقہ :۔ مقلدین سے اصحاب تخریج کا ہے جیسے ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ ہیں یہ حضرات کسی قسم کے

Marfat.com

اجتہاد پر تو قادر نہیں ہیں لیکن اجتہاد کے تمام اصول پر حاوی اور تمام ماخذوں کو ضبط کرنے والے ہونے کی بناء پر کسی مجتہد کے اتباع میں کس قول مجمل ذو جہتین کی تفصیل اور کسی حکم مبہم محتمل امرین کی تشریح کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور چند نظیروں میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس کرتے ہیں،

پانچواں طبقہ :۔ مقلدین میں سے اصحاب ترجیح کا ہے اور کفوی نے اس میں صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ کو شمار فرمایا ہے اور ان کا کام چند روایات سے ایک کو دوسری روایت پر ترجیح دینا ہے مثلاً کہا کرتے ہیں کہ یہ روایت زیادہ صحیح ہے اور یہ بلحاظ درایت زیادہ واضح ہے اور یہ قیاس کے زیادہ موافق ہے اور یہ لوگوں کے لئے زیادہ نافع ہے لیکن عمدۃ الرعایہ میں کہا گیا ہے کہ امام قدوری کی شان قاضی خاں کی شان سے برتر ہے اور صاحب ہدایہ قاضی خاں سے کم نہیں لہذا قاضی خاں کو طبقہ ثالثہ میں شمار کر کے صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ کو طبقہ خامسہ میں شمار کرنا ہرگز مناسب نہیں۔

چھٹا طبقہ :۔ ان مقلدین کا ہے جو اقوی اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایات اور روایات نادرہ کے مابین تمیز دینے پر قادر ہیں لہذا ان کو اصحاب تمیز کہا جاتا ہے شمس الائمہ کردری اور جمال الدین حصیری اور حافظ الدین نسفی اور متاخرین سے اصحاب متون جیسے صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع وغیرہم ہیں اور ان کی شان ہے کہ اپنی کتابوں میں اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نقل نہ کریں۔ اور یہی طبقہ حضرات فقہاء کا ادنیٰ طبقہ ہے اور جو لوگ ان سے بھی گرے ہوئے ہوں ان پر حضرات فقہاء کی پوری تقلید ضروری ہے اور یہ لوگ صرف بطور حکایت فتویٰ دے سکتے ہیں کسی قسم کے استنباط کا حق ان کو نہیں ہے

ساتواں طبقہ :۔ ان مقلدین کا ہے جو نہ استخراج احکام پر قادر ہیں نہ ترجیح پر نہ تمیز پر غلط و صحیح کے درمیان یہ لوگ کتابوں میں جو کچھ پاتے ہیں یاد کر لیتے ہیں۔ فی الحقیقت یہی لوگ حضرات فقہاء میں داخل نہیں بنابریں بعض حضرات نے حضرات فقہاء کے چھ طبقہ کہا ہے اور بعض حضرات نے مجتہدین کاملین کو طبقات فقہاء سے خارج کر کے حضرات فقہاء کا پانچ طبقہ کہا ہے، پس پانچ یا چھ یا سات ہونے کے اقوال کے مابین منافات نہیں نیز

Marfat.com

یاد رہے کہ امام ابو یوسف اور امام ابو محمد بھی مجتہدین کاملین میں داخل ہیں ان کو مجتہدین فی المذہب میں شمار کرنا اس لحاظ سے ہے کہ یہ حضرات بلحاظ ادب اپنے استاد امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ان اصولوں میں مخالفت نہیں فرماتے کہ اجتہاد کے لئے انہوں نے مقرر فرمایا ہے بخلاف امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے اصول اجتہاد جداگانہ اور ادلہ سے استنباط احکام کے طریقے الگ الگ ہیں ان میں سے کوئی کسی اصل اور طریقہ میں دوسرے کا پیروکار نہیں ہے۔

بعض اصطلاحات فقہ

اجتہاد :۔ ادلہ اربعہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے احکام شرعہ کے استنباط کو اجتہاد کہا جاتا ہے

مجتہدین :۔ اجتہاد فرمانے والوں کو حضرات مجتہدین کہا جاتا ہے، اور ان کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ **مجتہدین فی الشرع** :۔ ان کو مجتہدین مطلق اور مجتہد مستقل بھی کہا جاتا ہے، یہ وہ حضرات فقہاء ہیں جو استخراج احکام کے اصول وضوابط مقرر فرماسکتے ہیں اور قرآن وحدیث سے استنباط احکام کی پوری طاقت رکھتے ہیں اور آیات واحادیث اور آثار صحابہ کا کامل تتبع کر چکے ہیں اور متعارض دلیلوں سے ہر ایک کا مطلب مدلل بیان کر چکے ہیں اور روزمرہ پیش آنے والے واقعات کے احکام ان مسائل سے نکال کر بیان کر سکتے ہیں جن سے حضرات سلف نے نکال کر بیان فرمایا ہے جیسے ائمہ اربعہ ہیں۔

۲۔ **مجتہدین فی المذہب** :۔ وہ حضرات فقہاء ہیں جو اصول اجتہاد میں کسی مجتہد مطلق کا متبع ہوں اور ان ہی اصول کے ماتحت استخراج مسائل پر پوری طاقت رکھتے ہوں اور دلائل کے ماخذوں پر واقف ہوں اور کسی مسئلہ فروعیہ میں اگر اپنے مجتہد مطلق سے اختلاف ہو جائے تو اپنی رائے پر دلائل قویہ قائم کر دیتے ہیں۔ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ من تلامذہ ابی حنیفہ رحمہم اللہ علیہ۔

مجتہد فی المسائل :۔ وہ حضرات فقہاء ہیں جو اول دو قسم کے مجتہدین کی تقلید کر کے استنباط مسائل کر سکتے ہیں اور اپنے امام اور دیگر آئمہ کے اقوال کا ماہر ہوں۔ اور امر جدید پیش آنے پر ان اقوال سے مدلل فتوی دے سکتے

Marfat.com

ک

ہوں۔ جیسے امام طحاوی امام کرخی اور امام خصاف اور شمس الائمہ حلوائی وغیرہ۔

شیخین، صاحبین، طرفین

شیخین :۔

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کو شیخین کہتے ہیں۔

صاحبین :۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کو صاحبین کہتے ہیں۔

طرفین :۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کو طرفین کہتے ہیں۔

اور صاحبِ قدوری نے یہی اصطلاحات استعمال کیے ہیں۔

آئمہ ثلثہ

اگر ائمہ ثلثہ احناف کہا جائے تو ان سے امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ علیہ مراد ہوتے ہیں اور اگر مطلق ائمہ ثلثہ کہا جائے تو ان سے امام شافعی امام مالک اور احمد بن حنبل مراد ہوتے ہیں۔

عنہ اور عندہ کا فرق

عنہ اس پر دال ہے کہ یہ امام اعظم کا مذہب نہیں بلکہ امام اعظم سے مروی ہے اور عندہ امام اعظم کا مذہب ہونے پر دال ہے اور عندہ یا مذھبہ کہنے کی صورت میں امام اعظم کا مذہب مراد ہوتا ہے اور عندھما سے صاحبین کا مذہب مراد ہوتا ہے البتہ اگر امام ابو یوسف کا مذہب الگ بیان کیا جائے تو عندھما سے طرفین مراد ہیں اور اگر امام محمد کا مذہب الگ بیان کیا جائے تو عندھما سے شیخین مراد ہیں۔

Marfat.com

ل

مترجم اور ترجمہ

مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی جس گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔وہ گذشتہ کئی صدیوں سے اب تک غیر منقطع طور پر مذہب واخلاق ،رشد وہدایت ،تصنیف و تالیف ،علم وادب کا گہوارہ رہا ہے۔ان حسنات کی جلوہ گری ان کی شخصیت ہی میں نہیں بلکہ علمی ،ادبی اور دینی خدمات میں بھی ملتی ہے۔ تحریر و تقریر میں موصوف کو جو غیر معمولی درک ہے وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔اور وطن عزیز کے دینی علمی وسیاسی مسائل پر جیسا عبور ہے۔اس کے سبب سے مولانا امیر شاہ صاحب کی تحریروں کو ملک بھر میں جو وقعت حاصل ہے۔وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔آپ کی مطبوعہ کتب کی تعداد ۲۰ کے قریب ہیں ۔جن میں تذکرہ علماء ،مشائخ سرحد جلد اول و دوئم ،حفاظ پشاور ،تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ،انوار غوثیہ جو شمائل ترمذی شریف کی اردو میں سب سے ضخیم شرح ہے۔جس کا ایک ایک حرف عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا اور قاری کو عمل وفکر کی دعوت دیتا ہے۔جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔"شرح غوثیہ" یہ بخاری شریف کے پہلے دو پاروں کا اردو ترجمہ وشرح ہے۔انوار گیلانی اردو ترجمہ وشرح خلاصہ کیدانی جو ابتدائی متداول کتب سے ہے جس کو جناب تنویر احمد قادری نے بڑے احسن طریقہ سے مرتب کیا۔اور ماہانہ درس قرآن آپ ہی نے ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام ،پشاور کی جانب سے شائع کر کے بے حد خراج تحسین حاصل کیا۔گویا کہ ہر تصنیف ،تالیف اپنی جگہ ایک شاہکار ہے اور آپ کی تمام کتب ماخذ کے درجے تک پہنچ چکی ہیں،

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام ،پشاور کی جانب سے شائع کردہ کتاب "درس قدوری" جو ابتدائی متداول کتب میں سے ہے اور کئی صدیوں سے درس نظامی میں پڑھائی جارہی ہے۔جس کی عربی میں متعدد شروح نظر سے گزری ہیں جن میں "الجوہرۃ النیرہ" بے حد مقبول و معروف ہے لیکن اردو زبان میں اتنی ضخیم شرح نہیں گزری یہ شرح کئی حیثیتوں سے منفرد ہے۔

یہ کتاب ارکان اسلام کے احسن ترین طریقہ ادائیگی کی طرف گامزن کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ہر رکن اسلام کو مختلف ابواب میں منقسم کرتے ہوئے ترجمہ اور شرح کو نہایت سلیس اردو زبان میں مرتب کیا گیا ہے اس لئے مجھے یہ کہنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ یہ کتاب فقہ حنفی کے مقلدین طلباء ،علماء کرام اور عوام الناس کے لئے بیش بہا علمی خزانہ ہے۔کتاب ھذا میں جہاں جہاں ضروری سمجھا گیا ہے۔

Marfat.com

علامہ موصوف کے وہ رسائل جو حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے صاحبین کی آراء کی روشنی میں مرتب کیے گئے ہیں متن کی وضاحت کے لئے حواشی میں شامل کیے گئے ہیں جن میں تفضیل تقبیل ابھامین یعنی حضور پاک ﷺ کے اسم گرامی لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت ہے، مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ، مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ، جنازے کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا مسئلہ، داڑھی منڈے امام یا حافظ کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ، اور نماز مقبول وغیرہ ان تمام رسائل کے حوالہ جات نہایت مستند کتب سے دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ان رسائل سے قدوری کی شرح کو چار چاند لگ گئے ہیں تو بے جانہ ہوگا۔ ہر مسئلہ کی اتنی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ قاری کو کسی مسئلہ کے سمجھنے میں ذرہ برابر دقت نہ ہوگی، ضرورت اس امر کی تھی کہ ان تمام زرین اصولوں اور ضوابط کو یکجا کیا جاتا در حقیقت یہ کام بہت مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ میں محترم جناب قبلہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ کے اس ہونہار شاگرد محبی و مخلصی جناب تنویر احمد صدیقی القادری نے بڑے احسن طریقے سے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ اور ان تمام بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کر دیا ہے۔

بقول اقبال مرحوم ؎

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!

میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام، پشاور طباعت کے میدان میں اسلام کی بے لوث خدمت کے جذبہ سے مزین ہے۔ میں ادارہ کے ناظم اعلیٰ جناب تنویر احمد قادری صاحب اور ان کے معاونین کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اس سعی کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو:۔ **قریش علی**

چیئر مین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک لاء اینڈ شریعۃ پشاور یونیورسٹی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت علامہ و مولانا محمد سمیع اللہ صاحب خطیب جامع مسجد نور، شنواری ٹاؤن، گلبہار نمبر ۳ پشاور
ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم فل
انسٹرکٹر اسلامیات زرعی تربیتی ادارہ ترناب فارم پشاور یونیورسٹی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔ اور اس میں اپنے احکام، اوامر و نواہی کو بیان فرمایا ہے۔ مگر صرف عربی زبان جاننے سے محض عقل کے ذریعے منشاء الٰہی کے مطابق قرآن مجید سے اوامر و نواہی کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن نہیں بلکہ ان کو سمجھنے کیلئے احادیث نبوی ﷺ کی طرف رجوع ضروری ہے۔ اس لئے ارشاد پروردگار ہے۔ ویعلمھم الکتاب۔ وہ ان کو کتاب الٰہی کی تعلیم دیتا ہے۔ یعنی تعلیم نبوی ﷺ کی روشنی میں منشاء الٰہی کے مطابق قرآن مجید سے احکامات الٰہی کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اور ناسخ و منسوخ آیات کو جانا جا سکتا ہے۔ تاکہ ناسخ پر عمل ہو، منسوخ پر عمل نہ کیا جائے۔ اور محکم آیات کو جان کر ان پر عمل کیا جائے اور متشابہ آیات پر صرف ایمان لایا جائے اور ان کو مزید نہ چھیڑا جائے۔ لیکن احادیث میں بھی کہیں اجمال ہے۔ ان کو سمجھنے کے لئے تفصیل والی احادیث کی طرف رجوع لازمی ہو جاتا ہے عام آدمی اجمالی احادیث سے منشاء الٰہی کے مطابق احکامات قرآنی پر عمل نہیں کر سکتا، مثلاً ارشاد پروردگار ہے۔

یاایھاالذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ الخ

"اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو دھو لو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک"

بظاہر آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرو چاہے وضو ہو یا نہ ہو۔ لیکن منشاء الٰہی یہ ہے کہ جب وضو نہ

Marfat.com

ق

ہو تو تب وضو کر لو۔ اور اگر وضو ہو تو پھر نماز کیلئے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیز آیت کریمہ میں نیت وضو، مضمضہ، استنشاق مسح اذنین وغیرہ امور مذکور نہیں حالانکہ کامل وضو کیلئے یہ ضروری ہیں۔ نیز احادیث میں کچھ منسوخ ہیں۔ ان پر عمل نہیں۔ اور کچھ موضوعی یا انتہائی ضعیف، عام آدمی آسانی سے ان کو معلوم نہیں کر سکتا۔

پھر اوامر کہیں فرضیت کیلئے ہیں، کہیں وجوب کے لئے کہیں سنت کیلئے اور کہیں استحباب کے لئے۔ اور نواھی بھی کہیں حرمت کے لئے ہیں کہیں کراہت تحریمی اور کہیں کراہت تنزیہی کے لئے۔ تمام آدمی قرآن وحدیث میں ان کے مواقع کو نہیں جان سکتا۔ ان کے جاننے کے لئے فقہ کی طرف رجوع لازمی ہے۔ اس لئے فقہاء نے احکام کو نو اقسام پر تقسیم کیا ہے۔ فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی۔ لھذا منشاء الٰہی کے مطابق قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے فقہ کا جاننا ضروری ہے۔

کتاب قدوری فقہ حنفی میں قدیم ترین قابل اعتماد اور جامع ترین کتاب ہے۔ اس لئے مختلف فقہاء نے اس کی شروحات لکھی ہیں۔ لیکن اردو دان طبقہ کے لئے ایک اردو ترجمہ اور شرح کی ضرورت تھی۔

پیر طریقت رہبر شریعت بقیت السلف حضرت سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی مدظلہ العالی نے اس کتاب کا عام فہم سلیس اردو میں ترجمہ اور شرح لکھ کر اہل پاکستان پر بڑا احسان فرمایا۔ جس طرح کتاب بے مثال ہے اس طرح یہ ترجمہ اور شرح بھی بے نظیر ہے۔ کتاب کو مرتب کرتے وقت جناب حاجی تنویر احمد قادری صاحب نے حضرت کے مرتبہ رسائل جو مختلف اوقات میں شائع کیے گئے تھے شرح میں شامل کر دیئے جس سے شرح کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اور جہاں اختصار بہتر تھا وہاں اختصار سے کام لیا۔ اور عوام تک پہنچانے کے لئے جناب حاجی تنویر احمد قادری صاحب نے شب وروز محنت کر کے اس کو زیور طبع سے آراستہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مقبول فرما کر ان کو خدمت دین حقہ کیلئے مزید ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے ادارہ اشاعت وتبلیغ اسلام کے زیر اہتمام کئی کتابیں شائع کی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ راقم الحروف نے کتاب کو شروع سے آخر تک ایک طائرانہ نظر سے دیکھا۔ کتاب کے ترجمہ وشرح کو لاجواب پایا۔ تاہم انسان خطا کا پتلا ہے۔ کہیں نادانستہ خطا سرزد ہوئی ہو تو تصحیح کے لئے ناشر کو مطلع فرما کر مشکور وماجور ہوں۔

Marfat.com

امام قدوری کے مختصر حالات

یہ مشہور امام ابو الحسن احمد بن محمد بن جعفر فقیہ قدوری ہیں۔ یہ بزرگ ابو عبداللہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ حدیث کی روایت میں صدوق و ثقہ مانے گئے ہیں خطیب بغدادی وغیرہ محدث ان کے شاگرد تھے۔ ان کی تصانیف سے مختصر قدوری متن اور شرح کرخی اور تجرید خلافیات کے مسائل میں سات جلدوں میں ہیں۔ جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خلافیات مسائل مع دلائل فریقین کے بڑے بسط کے ساتھ لکھے ہیں اور کتاب **التقریب فی الخلافیات** بھی انہیں کی تصنیف ہے اس میں فریقین کے اختلافات و مسائل **مستنبطہ** کا صرف ذکر کیا ہے اور دلائل سے بحث نہیں ہے

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بغداد میں بعمر ۶۶ سال اتوار ۵ رجب ۴۲۸ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی روز ''درب ابی خلف'' میں مدفون ہوئے، اور اس کے بعد آپ کی نعش کو، شارع منصور کی طرف منتقل کر لیا گیا۔ اب آپ ابو بکر خوارزمی حنفی کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ قدوری بضم قاف نسبت ہے قدورہ کی طرف جو بغداد میں ایک گاؤں کا نام ہے یا بیع قدور کے سبب سے ان کی یہ نسبت ہوئی قدور بضم قاف جمع قدر بالکسر بمعنی ھانڈی

بعض نسخوں میں آپ کی کنیت ابو الحسین بھی آئی ہے

Marfat.com

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ہ

قَالَ الشَّیۡخُ الۡاِمَامُ الۡاَجَلُّ الزَّاھِدُ الۡعَالِمُ اَبُو الۡحَسَنِ اَحۡمَدُ بۡنُ مُحَمَّدُ بۡنُ اَحۡمَدُ بۡنِ جَعۡفَرِ الۡبَغۡدَادِیِّ الۡمَعۡرُوۡفُ بِالۡقُدُوۡرِیِّ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، رحم والا ہے

ہر قسم کی تعریف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کہ پرورش کرنے والا ہے۔ تمام جہانوں کا اور انجام متقیوں کے لیے اور درود و سلام اللہ کے رسول محمد ﷺ پر ہے اور (ان کے اتباع میں) آپ کی اولاد پر اور آپ کے تمام صحابہ پر درود و سلام ہے۔ فرماتے ہیں شیخ وقت، پیشوائے قوم، جلیل القدر، نیک شعار علم میں، ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بغدادی جو قدوری کے نام سے مشہور ہیں

﴿بسم اللّٰہ﴾ صاحب قدوری نے کتاب اللہ کی اتباع اور طریقہ تحریر کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کی دوسری یہ کہ جملہ مصنفین حضرات کا جو طریقہ اس پر عمل کیا تیسری یہ کہ تبرکاً ابتدا اسم اللہ سے فرمائی بسم اللہ میں اللہ تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں ایک ذاتی دو صفاتی (حواشی مستخلص)۔

﴿اللّٰہ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور خاص نام ہے کسی دوسرے پر کسی صورت میں بھی بولا نہیں جا سکتا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی صفات کا جامع ہے اسی لیے اس کو اسم اعظم بھی کہتے ہیں۔

﴿الرحمن﴾ رحمٰن از جہت لفظ خاص ہے یعنی اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی اور پر نہیں ہو سکتا اور معنیٰ عام ہے (تمرتاشی)

﴿الحمد﴾ جان لو کہ حمد لغت میں ثناء ہے زبان سے بوجہ تفضیل اس کا تعلق نعمت سے ہو یا نہ ہو۔ اور اصطلاح میں وہ فعل ہے جو خبر دیتا ہے منعم کی تعظیم کا، جس کی ثناء کی جاتی ہے (حواشی قاموس۔ تمرتاشی)

Marfat.com

﴿رب﴾ لفظ رب وزن فعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اس کا مادہ تربیت ہے کسی چیز کو تدریجاً اس کی منزل تک پہنچانا تربیت کہلاتا ہے۔

﴿عالمین﴾ اسم کی زیر کے ساتھ عالم کی جمع ہے۔ جس کا اطلاق سوائے ذات باری تعالیٰ کے ہر موجود پر ہوتا ہے یعنی روایات میں عالم نام ہے ذوی العقل کے لئے مخلوق میں سے اور وہ فرشتے ہیں انسان و جنات ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ رب ٹھہرا ذوی العقول کا تو تمام مخلوق کا رب ٹھہرا کیونکہ تمام اشیاء تابع ہیں ذوی العقول کے اور انہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں (حلبی کبیر)

﴿العاقبة﴾ یہاں موصوف محذوف ہے یعنی اچھی اور نیک عاقبت اور درجات عالیات (مختصر)

﴿للمتقین﴾ متقین جمع متقی کی ہے متقیوں کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں کسی کے نزدیک متقی وہ ہے جو اپنے کو شرک سے بچائے اور بعض کے نزدیک جو گناہوں سے بچے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو اپنے کو ان تمام محارم سے بچائے جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ جانے لیکن متقی کی بہترین تعریف وہ ہے جو مولیٰ تعالیٰ نے فرمائی اور وہ یہ قول باری تعالیٰ کا ہے۔ " الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوة و مما رزقنھم ینفقون " یعنی متقی وہ ہے جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور نماز کو تمام لوازمات کے ساتھ صحیح اوقات میں ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں (مختصر)

﴿الصلوة﴾ لفظ صلوة اگر رب تعالیٰ کی طرف سے ہو تو بمعنی رحمت کے ہیں اور اگر فرشتوں کی طرف سے ہو تو معنی استغفار کے ہیں اور مومنین کی طرف سے بمعنی تسبیح کے ہیں اور صلوة لغت میں بمعنی دعا ہے۔ (غنية المتملی)

﴿نبی و رسول﴾ رسول وہ ہے جس کی شریعت ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب عنایت فرمائی ہو اس لئے رسول ﷺ خاص ہوا نبی سے یعنی ہر نبی صاحب کتاب نہیں بعض علماء کے نزدیک اس کے برعکس ہے

﴿محمد ﷺ﴾ لفظ محمد ﷺ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے " جس کی بار بار تعریف کی جائے۔ " چونکہ حضور ﷺ کا ہر زمانہ میں اولین و آخرین کی زبانوں پر آپ کی تعریف و توصیف کے نغمے جاری ہوئے اس لیے آپ کا اسم گرامی " محمد ﷺ " رکھا گیا ہے

﴿آلہ﴾ آل سے مراد اہل و عیال بھی ہوتے ہیں اور متعلقین و متوسلین بھی۔ نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں اور نواسے نواسیاں آپ کی آل ہیں علاوہ ازیں ہر مومن مسلمان آپ کی آل ہے۔ یہاں تمام امت اجابت مراد ہے کیونکہ یہ مقام دعا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی " آل محمد کل تقی " میں تقی سے مراد غیر مشرک مسلمان ہیں (طحطاوی علی المراقی)

﴿اصحابہ﴾ صحابی وہ ہے جو حضور ﷺ پر بعد نبوت عین حیات میں ایمان لایا ہو اور حضور ﷺ سے ملاقات کی ہو۔ اور مومن ہی فوت ہوا ہو۔ (عینی)

Marfat.com

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

اَلْاَصْلُ فِيْ وُجُوْبِ الطَّهَارَةِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْاَعْضَآءِ الثَّلٰثَةِ وَ مَسْحُ الرَّأْسِ وَ الْمِرْفَقَانِ وَ الْكَعْبَانِ يَدْخُلَانِ فِيْ فَرْضِ الْغَسْلِ عِنْدَنَا وَ عِنْدَ زُفَرَ لَا يَدْخُلَانِ

طہارت کی کتاب

بنیادی حکم طہارت کے واجب ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ ''اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں سمیت اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت'' پس فرائض طہارت تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔ اور دونوں کہنیاں اور ٹخنے دھونے کے فرائض میں داخل ہیں ہمارے نزدیک جبکہ امام زفر کے نزدیک داخل نہیں ہیں۔

﴿**کتاب**﴾ لفظ کتاب مصدر ہے اس کا لغوی معنی جمع کرنا ہے۔ جو چیز لکھی جاتی ہے اس میں الفاظ کا اجتماع ہوتا ہے اس لیے اسے کتاب کہا جاتا ہے۔

﴿**طہارت**﴾ یہ بھی مصدر ہے طاء کے فتح سے نظافت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ پانی کے ساتھ یا تیمم کے ساتھ

﴿**اذاقمتم**﴾ اے ازارادتم یعنی نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے وضو کر لینا ضروری ہے نہ کہ نماز میں کھڑے ہونے کے بعد وضو کیا جائے۔ (قرطبی)

﴿**وجوهكم**﴾ وجہ کی جمع وجوہ ہے بمعنی چہرہ۔

Marfat.com

﴿**الی**﴾ یہاں الی کا معنی "تک" نہیں بلکہ "سمیت" ہوگا کیونکہ کہنیوں کی ہڈی دھونے میں شامل ہے۔

﴿**رئوسکم**﴾ رءوس جمع ہے راس کی یعنی سر۔

﴿**فرض الطهارت**﴾ اب یہ بتایا ہے کہ طہارت کے اندر فرض کیا ہے تاکہ آپ کی طہارت صحیح ثابت ہو جائے اور پوری ہو جائے۔

﴿**غَسل**﴾ غسل کا معنی دھونا، غُسل کا معنی نہانا اور غِسل وہ چیز جس سے دھویا یا نہایا جائے۔

﴿**اعضاء**﴾ اعضاء جمع ہے عضو کی۔ اردو میں عضو کا معنی اندام ہے۔

﴿**وضو**﴾ وضو میں چار فرائض ہیں لیکن دھونے کے اعتبار سے تین فرائض ہیں۔

﴿**الکعبان**﴾ یعنی ٹخنوں اور کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے اگر یہ خشک رہ گئے تو فرض ادا نہیں ہوگا اور جب فرض ادا نہیں ہوا تو وضو نہیں ہوگا۔

﴿**عندنا**﴾ یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک۔

﴿**عند**﴾ یعنی امام زفر کے نزدیک دونوں کہنیوں اور دونوں ٹخنوں سمیت دھونا وضو کے فرائض میں داخل نہیں ہے لیکن ہمارے نزدیک داخل ہے جب اجماع ہو جائے دو اماموں کا ایک طرف اور ایک امام کا ایک طرف یا تین اماموں کا ایک طرف اور ایک کا ایک طرف تو فتویٰ اس پر ہوگا جس میں اکثریت ہوگی لہذا فتویٰ "تدخلان یعنی داخل ہیں" پر جاری ہوگا۔

Marfat.com

وَالْمَفْرُوْضُ فِیْ مَسْحِ الرَّأْسِ مِقْدَارُالنَّاصِیَةِ وَھُوَ رُبْعُ الرَّأْسِ لِمَارُوِیَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی النَّاصِیَةِ وَخُفَّیْهِ

سر کے مسح میں پیشانی کی مقدار کا مسح فرض کیا گیا ہے۔ اور وہ سر کا چوتھائی حصہ ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سباطہ قوم کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے چھوٹا پیشاب کیا اور وضو کیا اور پیشانی کی مقدار کا مسح کیا اور دونوں موزوں پر بھی مسح کیا۔

﴿**مسح الراس**﴾ وضو کا تیسرا فرض، بموجب ارشاد خداوندی:۔ **وامسحوا برؤسکم** (اور اپنے سروں پر مسح کرو) سر کا مسح کرنا ہے اور چونکہ امر مطلق تکرار کی گنجائش نہیں رکھتا، لہذا سر مسح فقط ایک بار کرنا فرض ہوگا۔ البتہ سر کے مسح کی مقدار مختلف فیہ ہے اصل میں سر کے مسح کی فرض مقدار ہاتھ کی تین انگلیوں کے برابر مذکور ہے۔

اور الحسن نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس کی مقدار چوتھائی سر کا حصہ بیان کی ہے یہی امام کا بھی قول ہے ہمارے ائمہ میں سے الکرخی اور الطحاوی نے اس کی مقدار پیشانی کے برابر قرار دی ہے ہمارے (احناف) کا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکور مسح کرنے کا حکم کسی آلے یا ذریعہ کا متقاضی ہے کیونکہ مسح کسی ذریعے یا آلے کے بغیر ممکن نہیں ہے بنابریں عادۃً ہاتھ کی انگلیاں مسح کرنے کا ذریعہ یا آلہ ہیں اور تین انگلیاں ہاتھ کا "اکثر حصہ" ہوتی ہیں اور عموماً اکثر حصہ کے لیے کل کا حکم ثابت ہوا کرتا ہے پس یہ ایسے ہی ہے جیسے گویا حکم ہی تین انگلیوں کے ساتھ مسح کرنے کا دیا گیا ہو جہاں تک اس کا اندازہ پیشانی کے ساتھ مقرر کرنے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ ہے کہ امت کے اجماع سے ثابت ہے کہ آیت میں پورے سر کا مسح مراد نہیں ہے (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۷ ۸-۸۶)۔

﴿**المغیرۃ**﴾ مغیرۃ بن شعبہ بضم میم وکسر غین مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے سال مشرف باسلام ہوئے اور ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں وفات پائی۔ آپ سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) حدیثیں مروی ہیں۔ (اسد الغابہ)

﴿**فبال**﴾ بال، بول سے ہے جس کے معنی ہیں چھوٹا پیشاب۔

﴿**خفیه**﴾ اخرجہ مسلم باب "المسح علی الخفین" ص ۱۳۴ جلد ۱ نصب الرایہ۔

Marfat.com

وَسُنَّتُهٗ غَسْلُ الْیَدَیْنِ قَبْلَ اِدْخَالِھِمَا الْاِنَاءِ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَلَا یَغْمِسَنَّ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھُمَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ مِنْ جَسَدِهٖ وَ تَسْمِیَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ اِبْتِدَاءِ الْوُضُوْءِ

وضو کی سنتیں :۔ دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھونا جیسا کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھ کو تین بار دھولے۔ اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے اس کے جسم میں کہاں رات گزاری" اور وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

﴿سنته﴾ یہاں سے سنتوں کا بیان ہے۔ سنت کا لغوی معنی راستہ ہے اور اصلاح شرع میں رسول اللہ ﷺ کا فعل مبارک کہلاتا ہے اگر آپ نے کوئی کام ہمیشہ کیا اور کبھی بھار چھوڑا تو سنت موکدہ ہے اور جسے ہمیشہ نہیں کیا وہ سنت غیر موکدہ اسے مستحب مندوب اور آداب کہا جاتا ہے (طحطاوی علی المراقی) یعنی اس کو ادا کرنے میں ثواب ہے ایسی سنت کو ترک کرنے میں عذاب نہیں البتہ عتاب ضرور ہے۔

﴿هو﴾ ہو کی ضمیر راجع ہے طہارت کی طرف یعنی وضو۔

﴿الیدین﴾ یدین تثنیہ ہے ید کا۔ ید سے مراد ایک ہاتھ اور الیدین کے معنی دونوں ہاتھ پرانے زمانے میں کوزے وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ ٹب کی طرح کے برتن ہوتے تھے جس میں ہاتھ ڈال کر وضو کرتے تھے۔ لہذا حضور نے فرمایا کہ اس میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا سنت ہے تاکہ جب اس پانی میں ہاتھ جائیں تو وہ پاک ہوں۔

﴿یغمسن﴾ سنت کے لیے حدیث کا بیان دلیل کے طور پر کیا گیا ہے۔

﴿باتت﴾ باتت، رات سے ہے بمعنی رات گذارنا (اس حدیث کی تخریج ائمہ ستہ نے کی ہے)۔

﴿بسم اللہ کے فضائل﴾ بلکہ ہر اک جائز کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں جو کام بھی تم شروع کرو بسم اللہ سے کرو اگر تم نے بسم اللہ نہ پڑھی تو وہ کام ابتر یعنی کٹا ہوا ہے۔ کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ اگر بھول گیا تو درمیان میں پڑھنا بھی سنت اور درمیان میں یوں پڑھے بسم اللہ اولہ واخرہ۔

Marfat.com

وَالسِّوَاكَ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَمَسْحُ الْاُذُنَيْنِ وَتَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ وَ الْاَصَابِعِ وَتَكْرَارُ الْغَسْلِ اِلَى الثَّلٰثِ وَ يَسْتَحَبُّ لِلْمُتَوَضِّئِ اَنْ يَّنْوِی الطَّهَارَةِ وَ اَنْ يَّسْتَوْعِبَ جَمِيْعَ الرَّأْسِ بِالْمَسْحِ وَ يُرَتِّبُ الْوُضُوْءَ فَيَبْدَأَ بِمَابَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذِكْرِهٖ وَ بِالْمَيَامِنِ وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ

اور مسواک کرنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور دونوں کانوں کا مسح کرنا اور داڑھی اور انگلیوں میں خلال کرنا اور تین تین مرتبہ پر عضو کو دھونا اور وضو کرنے والے کے لیے مستحب ہے وضو کی نیت کرنا اور پورے سر کا مسح کرنا اور ترتیب وار وضو کرنا پس شروع کرلے اس سے جس کو پہلے ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور دائیں جانب سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرے۔

﴿سواک﴾ آج کل تو برش استعمال ہوتے ہیں۔اب معلوم نہیں کہ ان برشوں کے بال کس کے ہیں سور کے بال تو نہیں لہذا حتیاط کرنی چاہیے اور مسواک استعمال کرنا چاہیے۔احناف کے نزدیک مسواک وضو کی سنت ہے۔ نماز کی نہیں یعنی جب وضو کرے تو مسواک کرے ایسے وضو کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی اس کا ثواب ستر گناہ زیادہ ملے گا۔اگر ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھی جائیں تو ہر نماز کا ثواب ستر گناہ زیادہ ہوگا۔(رکن دین کتاب الصلوۃ)

﴿اذنین﴾ اذن واحد ہے اور اذنین تثنیہ ہے یعنی دونوں کان۔

﴿تخلیل﴾ تخلیل مصدر ہے، خلل یخلل تخلیلا۔ باب تفعیل ہو گیا۔صرف ،یصرف تصریفا، ہاتھ اور پاؤں دونوں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

﴿لحیة﴾ " محمد قال اخبرنا ابوحنیفة عن الهیثم عن ابن عمرانه کان یقبض علی اللحیة ثم یقص ماتحت القبضة قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابی حنیفة ..

ترجمہ۔،امام محمد رحمت اللہ علیہ ،امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ،وہ جناب ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا عمل اسی حکم پر ہے اور حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارشاد ہے ،، مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ احناف کے نزدیک قبضہ

Marfat.com

(مٹھی) برابر داڑھی رکھنے پر فتوی ہے۔ لہذا یہ حکم لازمی ہے۔ (کتاب الآثار باب صفتہ الشعر من الوجہ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ انوار محمدی پریس لکھنؤ بھارت) معلوم ہوا کہ اتنی داڑھی رکھنا سنت ہے جس میں خلال ہو سکے یعنی انگلیاں اس میں داخل ہو سکیں جبکہ مودودی صاحب نے لکھ دیا کہ بس نشان ہی کافی ہے

❁**مستحب**❁ مستحب کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں۔

❁**ترتب**❁ رتب، یرتب ترتیبا۔ ترتیب کا معنی ہے ایک کے بعد دوسرا، طریقے کے ساتھ یعنی پہلے ہاتھ دھوئے، پھر کلی کرے، پھر ناک میں پانی ڈالے، اس کے بعد منہ کو دھوئے پھر کہنیوں کو دھوئے۔ پھر سر کا مسح کرے، پھر انگلیوں کا مسح کرے اور داڑھی کا خلال کرے۔ علی هذا القياس

❁**فیدا**❁ یعنی بسم اللہ سے شروع کرے۔ منہ دھوتے وقت کلمہ شہادت پڑھے، بازو دھوئے تو الم نشرح شریف پڑھے تو زیادہ اجر و ثواب ہوگا۔ یعنی ہر اندام کے دھوتے وقت اللہ کا ذکر ساتھ ساتھ کرتا جائے۔ ہر عضو کو دھونے کے وقت یہ دعائیں پڑھے تو زیادہ اجر و ثواب ہوگا۔

کلی کرتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اللہ کے نام سے، اے اللہ! تلاوت قرآن، اپنے ذکر، شکر اور اچھی طرح عبادت پر میری مدد فرما۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور جہنم کی بو نہ سنگھا۔

چہرے دھوتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اس دن میرا چہرے سفید رکھنا جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ۔

دایاں بازو دھوتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا۔

بایاں بازو دھوتے وقت کی دعا۔

Marfat.com

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میرا اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیٹھ کے پیچھے سے نہ دینا۔

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اس دن مجھے اپنے عرش کے سائے میں رکھنا جس دن تیرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

اللہ کے نام سے، اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو تیری بات کو غور سے سنتے ہیں اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد رکھنا۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اس دن پل صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا جب (کچھ لوگوں کے) قدم پھسلیں گے۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا۔

بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ.

اللہ کے نام سے، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے میری کوشش قبول فرما اور میری تجارت میں نقصان نہ ہو۔

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا اور یہ دعا مانگنا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ.

اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک ہونے والوں میں سے بنا دے۔

Marfat.com

فَصْلٌ فِی النَّوَاقِضِ اَلْمَعَانِیَ النَّاقِضَةُ لِلْوُضُوْءِ کُلُّ مَاخَرَجَ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ وَالدَّمُ وَالْقَیْحُ وَالصَّدِیْدُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْبَدَنِ فَتَجَاوَزَ اِلٰی مَوْضِعٍ یَّلْحَقُهٗ حُکْمُ التَّطْهِیْرِ وَالْقَیْءُ اِذَا کَانَ مَلَأَ الْفَمِ وَالنَّوْمِ اِذَا کَانَ مُضْطَجِعًا اَوْ مُتَّکِأً اَوْ مُسْتَنِدًا اِلٰی شَیْءٍ لَوْ اُزِیْلَ عَنْهُ لَسَقَطَ وَالْغَلَبَةُ عَلَی الْعَقْلِ بِالْاِغْمَاءِ وَالْجُنُوْنُ وَالْقَهْقَهَةُ فِیْ کُلِّ صَلٰوةٍ ذَاتِ رُکُوْعٍ وَّ سُجُوْدٍ

فصل وضو کو توڑنے والی چیزوں کے بیان میں ہے وضو کو توڑنے والی ہر وہ چیز ہے جو چھوٹے یا بڑے پیشاب کے راستے سے نکلے اور خون، زرد پانی اور پیپ جب بدن سے نکل کر اس جگہ تک پہنچ جائے جو کہ پاک کرنے کے حکم میں شامل ہو۔ اور جب منہ بھر کے قے ہو۔ اور نیند جب پہلو کے بل ہو یا تکیہ لگائے ہو یا ایسی چیز سے ٹیک لگائے ہو کہ اگر اس سے ہٹادی جائے تو وہ گر جائے۔ اور بے ہوشی اور پاگل پن کی وجہ سے عقل کا مغلوب ہو جانا۔ اور ہر رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا وضو کو توڑ دیتا ہے۔

﴿**فصل**﴾ پہلے وضو کے فرائض کا بیان ہوا ہے پھر اس کی سنتوں کا بیان ہوا ہے اب بیان کرتے ہیں کہ وضو کے نواقض کیا ہیں اب کلام مربوط ہو گیا یعنی پہلے باب کا دوسرے باب سے تعلق اور دوسرے کا تیسرے باب سے تعلق بن گیا ہے۔

﴿**نواقض**﴾ نقض کا معنی یہاں وضو کا توڑنا ہے یعنی کون کون سی چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں اور ان چیزوں کے واقع ہو جانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ خرج، ماضی ہے۔

﴿**سبیلین**﴾ سبیلین تثنیہ ہے اس کا واحد سبیل ہے جس کا معنی ایک راستہ ہے۔ چھوٹے یا بڑے پیشاب کا راستہ۔

﴿**دم**﴾ خون اگر نکل جائے تو یہ ناقض وضو ہے ھدایہ میں ہے کہ خون جو اپنی جگہ سے چل پڑے یا بہہ جائے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر وہی اپنی جگہ پر جم جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا یعنی جب سیال یا مائع ہو جائے اور چل پڑے تو وضو کو توڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

﴿**عنه**﴾ عنہ میں ھو کی ضمیر سونے والے کی طرف راجع ہے۔

﴿**سقط**﴾ یعنی اگر گر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

﴿**اغماء**﴾ بے ہوش یا پاگل پن کا غلبہ ہو جانا یعنی اس شخص کو پتہ نہیں کہ کیا کہہ رہا ہوں کدھر جا رہا ہوں یہ عقل کے اوپر بے عقلی غالب آ گئی اس حال میں وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ ہو سکتا کہ سبیلین میں سے کسی راستے سے کوئی چیز خارج ہو گئی ہو یا خون چل پڑا ہو اور چونکہ وہ غلبے کی حالت میں ہے اس لیے اس کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

﴿قہقہ﴾ اگر وضو کرنے کے بعد نماز میں داخل ہونے سے پہلے قہقہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

﴿**کل صلوۃ**﴾ نفل نماز ہو فرض نماز یا سنت نماز ہو شرط یہ کہ سجدہ، رکوع والی نماز ہو۔ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ اس حکم میں شامل نہیں۔ کیونکہ رکوع و سجدے نہیں۔

Marfat.com

وَفَرْضُ الْغُسْلِ اَلْمَضْمَضَةُ وَ الْاِسْتِنْشَاقُ وَ غَسْلُ سَائِرِ الْبَدَنِ وَ سُنَّةُ الْغُسْلِ اَنْ يَّبْدَاءَ الْمُغْتَسِلُ فَيغسِلَ يَدَيْهِ وَ فَرْجِهٖ وَ يُزِيْلَ النَّجَاسَةَ الْحَقِيْقِيَّةَ اِذَا كَانَتْ عَلٰى بَدَنِهٖ ثُمَّ يَتَوَضَّاءُ كَوُضُوْئِهٖ لِلصَّلٰوةِ اِلَّا رِجْلَيْهِ

غسل کے فرائض :۔ کلی کرنا، ناک کو دھونا اور تمام بدن کا دھونا ہے۔

غسل کی سنتیں :۔ غسل کرنے والا اپنے دونوں ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھونے سے ابتدا کرے اور نجاست حقیقی کو دور کرے جبکہ اس کے بدن پر ہو۔ پھر اپنی نماز کے وضو کی طرح وضو کرے سوائے پاؤں کے دھونے کے۔

﴿غسل﴾ غُسل کے غین پر ضمہ (پیش) ہے جس کے معنی ''نہانا'' ہوگا۔اور غین پر زبر ہو تو ''دھونا'' اور اگر غین کے نیچے زیر ہو تو وہ چیز مراد ہوگی جس سے نہایا یا دھویا جائے۔اور یہاں پر نہانے کے فرائض بیان ہوں گے

﴿فم﴾ فم سے مراد منہ کا اندرونی حصہ ہے یعنی غرغرہ کرنا اور انف سے مراد ناک کا اندرونی حصہ ہے یعنی ناک کے اندر پانی پہنچانا منہ اور ناک کو باہر سے دھونا ہے۔

﴿سائر البدن﴾ بدن کو رگڑنا نہیں بلکہ پانی بہانا ہے اور اگر بال موجود ہیں تو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ہے غسل کے یہاں تین فرائض بیان ہوئے ہیں ھدایہ میں بدن سے پلید منی کو دھونا بھی غسل کے فرض میں شامل ہے۔بدن پر ہر اس جگہ پر پانی پہنچانا فرض ہے جہاں سوراخ ہو جیسے ناک انسان کے بڑے پیشاب کی جگہ اور کان میں انگلی ڈال کر دھونا ضروری ہے اگر انگلی میں انگشتری ہے تو اس کو اتار کر ہاتھوں کو دھونا تاکہ اس کے نیچے جگہ خشک نہ رہے۔ عورت کے لیے مینڈھیوں کے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے اگر مینڈھیاں کھول دے تو بہتر ہے اور اگر نہ کھولے تب بھی درست ہے۔آج کل عورتیں ناخن پالش لگاتی ہیں۔ یہ چیزیں بیچنے والے مرد بھی عورتوں کو دکھانے کے لیے کہ کونسا رنگ اچھا ہے ناخن پالش لگاتے ہیں جب تک یہ ناخن پالش نہیں اترے گی مرد یا عورت کسی کا بھی غسل نہیں ہوگا۔

﴿الحقیقة﴾ ایک نجاست حقیقہ ہوتی ہے اور ایک نجاست خفیفہ ہوتی ہے یعنی چھوٹا پیشاب۔ نجاست حقیقہ بڑے پیشاب، خون منی وغیرہ کو کہتے ہیں حقیقہ چونکہ مونث ہے اس لیے اس کے لیے استعمال ہونے والی ضمیر ''کانت'' بھی مونث ہے۔

Marfat.com

﴿یدیہ﴾ پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوئے گا پھر جہاں نجاست لگی ہوئی ہے وہ جگہ دھوئے گا اور پھر وضو کرے گا۔ یہ غسل کی سنت ہے لوگ نہا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا وضو ہو گیا۔ وضو ہو جاتا ہے کیونکہ جواز ہے یعنی فتویٰ ہے مگر احتیاط نہیں ہے لہٰذا وضو کر لینا افضل ہے۔ یہ اس لیے کیونکہ عرب کا علاقہ ریتلا تھا۔ اس لیے جہاں وہ وضو کرتے یا نہاتے تھے وہاں پانی کھڑا ہو جاتا تھا اس لیے حکم دیا کہ ابھی پاؤں نہ دھو جب غسل کر لو تو اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو دھو لو مگر آج کل کے زمانے میں چونکہ سیمنٹ چپس اور پتھر وغیرہ کے فرش ہیں جن پر سے پانی بہہ جاتا ہے اس لیے اگر اسی وقت دھو لیے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں۔

Marfat.com

ثُمَّ يُفِيضُ الْمَآءَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَ سَائِرِ جَسَدِهٖ ثَلٰثًا ثُمَّ يَتَنَحّٰى عَنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ فَيغسلُ رِجْلَيْهِ وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ اَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِى الْغُسْلِ اِذَا بَلَغَ الْمَآءُ اُصُوْلَ الشَّعْرِ وَالْمَعَانِى الْمُوْجِبَةُ لِلْغُسْلِ اِنْزَالُ الْمَنِيِّ عَلٰى وَجْهِ الدَّفْقِ وَالشَّهْوَةِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِىْ حَالَةِ النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ وَالْتِقَاءُ الْخَتَانَيْنِ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالِ الْمَنِيِّ اِذَا تَوَارَتَ الْحَشْفَةِ وَالْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ

پھر اپنے سر اور تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے پھر اس جگہ سے ہٹ جائے اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور عورت پر مینڈھیوں کا کھولنا ضروری نہیں غسل میں جبکہ پانی اس کے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔اور غسل واجب کرنے والے اسباب ہیں منی کا شہوت کی وجہ سے کود کر مرد اور عورت سے نیند یا بیداری کی حالت میں نکلنا اور دونوں شرمگاہوں کا بغیر منی خارج ہوئے مل جانا جبکہ سپاری چھپ گئی ہو اور حیض و نفاس۔

﴿ضفائرها﴾ ان دونوں مقامات پر چونکہ عورت کا ذکر ہو رہا ہے اس لیے (ھا) کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔

﴿اذا﴾ اذا شرط کے لیے آیا ہے یعنی اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو پھر مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں اور اگر پانی نہیں پہنچا تو پھر مینڈھیاں کھولے گی۔

﴿وجه الدفق﴾ بعض لوگوں کا مثانہ کمزور ہوتا ہے اس لیے اگر کوئی چھلانگ لگائے اور منی نکل جائے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ علی وجہ الدفق سے مراد یہ ہے کہ منی اتنی تیزی سے خارج ہو کہ عضو سے جدا ہوتے وقت کود جائے یعنی دور جا لگے۔اور شہوت کے ساتھ خارج ہو۔تو جس آدمی سے منی کودنے یا چھلانگ لگانے یا بھاری بوجھ اٹھانے کی وجہ سے خارج ہو جائے تو چونکہ اس حالت میں منی نرمی سے نکل آتی ہے اور کود کر شہوت کے ساتھ خارج نہیں ہوتی اس لئے اس حالت میں غسل واجب نہیں۔

﴿شهوة﴾ یعنی نیند یا بیداری کی حالت میں کسی خوبصورت عورت یا لڑکی کو دیکھا اور شہوت کے ساتھ منی خارج ہو گئی تو غسل واجب ہو جائے گا۔

Marfat.com

﴾**توارت الحشفة**﴿ وہ جگہ جہاں کی سنت کی جاتی ہے یعنی سر ذکر جب عورت کے اندام میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی خارج نہ ہو

﴾**حیض ونفاس**﴿ عورت کو جو خون آتا ہے جس کی مدت تین دن سے نو دن تک ہوتی ہے بچہ کی پیدائش سے بعد چالیس دن تک عورت کو جو خون آتا ہے

Marfat.com

وَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْغُسْلَ لِجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَ الْعَرَفَةَ وَالْاِحْرَامِ وَلَيْسَ فِي الْمَذِيِّ وَالْوَدِيِّ غُسْلٌ وَفِيْهِمَا الْوُضُوْءُ وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْاَحْدَاثِ جَائِزَةٌ بِمَآءِ السَّمَآءِ وَالْاَوْدِيَةِ وَالْعُيُوْنِ وَالْاٰبَارِ وَالْبِحَارِ وَلَايَجُوْزُ بِمَآءٍ اِعْتُصِرَ مِنَ الشَّجَرِ وَ الثَّمَرِ

اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے غسل کرنا جمعہ کے دن دونوں عیدوں اور حج کے دن اور احرام باندھتے وقت۔ اور واجب نہیں مذی اور ودی میں غسل کرنا اور ان دونوں میں وضو ہے اور پلیدیوں سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے آسمان کے پانی، وادیوں کے پانی چشموں کے پانی، کنوؤں کے پانی اور سمندروں کے پانی سے اور جائز نہیں اس پانی سے جو کہ نچوڑا گیا ہو درخت یا پھل سے۔

﴿یوم الجمعه﴾ صحیح بات یہی ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔ وقت کے لیے نہیں کیونکہ نماز، وقت سے افضل ہے۔

﴿عیدین﴾ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، عرفات کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔

﴿مذی﴾ مذی میم کے فتح اور ذال کے سکون یا کسرہ کے ساتھ (مذی، سفید پتلا پانی ہوتا ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے لیکن شہوت کے ساتھ اور اچھل کر دکر نہیں نکلتا۔ بعض اوقات اس کے نکلنے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں مذی زیادہ ہوتی ہے اور اسے قذی کہتے ہیں (مراقی الفلاح)۔

﴿ودی﴾ سفید رنگ کا لیس دار مادہ ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔ مذی اور ودی کے نکلنے پر غسل فرض نہیں۔ بلکہ ان میں صرف وضو ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مشہور روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر جوان کو مذی آتی ہے۔ سو اس کی وجہ سے عضو تناسل اور خصیے دھونے چاہئیں اور نماز جیسا وضو کرنا چاہیے" (طحاوی شریف) طہارت کے بیان سے فراغت کے بعد ان پانیوں کی تفصیل ہے جن سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے فرماتے ہیں کہ بارش، وادی، چشمہ، کنویں اور سمندر کے پانی کے ذریعے سے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے بارش کے پانی کے بارے میں ارشاد تعالیٰ ہے

" و انزلنامن السمآء ماء طهورا" ہم نے آسمان سے پاک پانی برسایا۔ (سنن اربعہ)

﴿فیهماالوضوء﴾ یعنی آگے بیان کیے گئے پانیوں سے وضو اور غسل جائز ہے۔

Marfat.com

﴿**بماء ن**﴾ یہاں تنوین کو ختم کرنے کے لیے نون **قنطی** لایا گیا ہے اصل میں بماء تھا تنوین ختم کر کے اس کو نون **قنطی** کے ذریعے اگلے لفظ کے حرف سے ملا دیا گیا ہے۔

﴿**أعتصر**﴾ مجہول سے معلوم ہوا کہ جو خود انگور وغیرہ سے ٹپک پڑے تو اس سے وضو جائز ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا قدرتی پانی ہے جو مصنوعی طریقہ کے بغیر نکل آیا ہے صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کی ہے اور جوامع ابو یوسف میں یہ مسئلہ موجود ہے، البتہ فتاوی قاضی خان، محیط، کافی، بحر، نہر کتب فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی وضو جائز نہیں، شرح منیہ میں ہے کہ عدم جواز شبہ ہے، قہستانی شارح نقایہ نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔

﴿**شجر و ثمر**﴾ جو پانی کسی درخت یا پھل سے نچوڑا گیا ہو جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی سے بلا اتفاق وضو جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مطلق پانی کا فرد نہیں ہے۔

Marfat.com

وَلَا تَجُوْزُ بِمَآءٍ غَلَبَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ فَاَخْرَجَهُ عَنْ طَبْعِ الْمَآءِ كَالْاَشْرِبَةِ وَالْخَلِّ وَمَآءِ الْبَاقِلَاءِ وَمَاءِ الزَّرْدَجِ وَالْمِرَقِ وَمَآءِ الْوَرْدِ وَتَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِكُلِّ مَآءٍ خَالِطَهُ شَيْءٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ اَحَدَ اَوْصَافِهٖ كَمَآءِ الْمَدِّ وَالْعَفَصِ وَالْمَآءِ الَّذِيْ اِخْتَلَطَ بِهِ الْاَشْنَانُ اَوِ اللَّبَنُ اَوِ الزَّعْفَرَانُ اَوِ الصَّابُوْنُ وَكُلُّ مَآءٍ دَائِمٍ اِذَا وَقَعَتْ فِيْهِ نِجَاسَةٌ لَمْ يَجُزِ الْوُضُوْءُ بِهٖ وَالْاِغْتِسَالُ

اور جائز نہیں اس پانی سے کہ غالب آگئی ہو اس پر کوئی اور چیز اور نکال دیا ہو اس پانی کو پانی کی طبیعت سے جیسے شربت، دودھ، قلولوں کا پانی، گاجر کا رس، شوربا، اور گلاب کا عرق۔ اور اس پانی کے ساتھ کہ جس میں کوئی پاک چیز مل جائے۔ اور بدل دے اس پانی کا ایک وصف جیسے سیلاب کا پانی اور وہ پانی کہ جس میں گھاس یا دودھ یا زعفران یا صابون مل جائے جائز ہے پاکیزگی حاصل کرنا۔ ہر اس کھڑے پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں جب اس میں نجاست گر جائے۔

﴿بماء غلب﴾ یعنی اس کو پانی نہ کہا جا سکے کسی اور چیز کے غلبہ کی وجہ سے جیسے سرکہ جو کہ پانی ہے مگر غلبہ سرکہ کا ہے اسی طرح شربت کہ جس پر غلبہ چینی کا ہے تو ایسے پانی سے وضو جائز نہیں۔

﴿لبن﴾ دودھ میں چوراسی (۸۴) فیصد پانی اور سولہاں (۱۶) فیصد چکناہٹ ہے۔

﴿فغیره﴾ فیہ نکالا ہے تغیرت ۔

﴿او صافه﴾ یعنی پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو مراد ہے پانی کی طبعیت رقت اور سیلان ہے۔ پس پانی کے ساتھ پاک چیز مل کے اگر گاڑھا ہو جائے تو اس سے وضوو غسل درست نہیں۔ جیسا شوربہ، شربت، گاجر، گلاب، قلول کے پانیوں سے وضوو غسل جائز نہیں اور یاد رہے کہ پانی کی دو قسمیں ہیں مطلق و مقید، مطلق وہ پانی ہے جو اس صفت پر باقی رہے جس پر وہ آسمان سے اترا ہے مصنف نے اس سے طہارت جائز لکھا ہے اور مقید وہ پانی ہے جو صفت منزل میں من الاسماء پر باقی نہ رہے اور اس سے مصنف نے طہارت ناجائز لکھا ہے۔ پانی کے تین اوصاف ہے رنگ، مزہ، بو، پس پانی میں کوئی پاک چیز مل جانے یا پانی کہیں دیر تک ٹھہرے رہنے سے اس کا ایک وصف اگر

Marfat.com

بدل جائے تو اس سے وضو جائز ہے اگر دو وصف بدل جائیں تو جائز نہیں لیکن عنایہ میں اساتذہ سے منقول ہے کہ جائز ہے موسم میں جس تالاب و حوض کے پانی میں درخت کے پتے گر کے اس کے رنگ مزہ بو تینوں بدل جائیں اس سے وضوء غسل اور ہر قسم کی طہارت درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ پانی کی طعبیت رقت و سیلان باقی رہے۔

﴿**کماء المد**﴾ سیلاب کے پانی کا صرف رنگ بدل جاتا ہے اس لیے اس کیساتھ وضو کرنا جائز ہے اشنان ایک قسم کا گھاس ہے جو زمین شورہ میں پیدا ہوتا ہے اس سے لوگ کپڑے صاف کرتے ہیں صابون کے مانند

Marfat.com

قَلِيْلًا كَانَ اَوْ كَثِيْرًا لِاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اَمَرَ بِحِفْظِ الْمَآءِ الدَّائِمِ مِنَ النَّجَاسَةِ حَيْثُ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِى الْمَآءِ الدَّائِمِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيْهِ مِنَ الْجُنَابَةِ وَالْخَبَرُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ مَارُوِىَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَّنَامِهٖ فَلَا يَغْمِسَنَّ يَدَهٗ فِى الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ مِنْ جَسَدِهٖ وَالْمَآءُ الْجَارِىْ اِذَا وَقَعَتْ فِيْهِ نَجَاسَةٌ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنْهُ

تھوڑی ہو نجاست یا زیادہ۔ اس لیے کہ تحقیق نبی ﷺ نے نجاست سے پانی کی حفاظت کا حکم فرمایا۔ پس فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک بھی کھڑے پانی میں ہر گز پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت کرے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نیند سے بیدار ہو تو ہر گز برتن میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھ کو تین مرتبہ دھولے کیونکہ یقیناً وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ اور جان لے کہ جب جاری پانی میں نجاست گر جائے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے

﴿نون ثقلیہ﴾ نون ثقلیہ کی وجہ سے "ہر گز" کا ترجمہ کیا گیا ہے

﴿من الجنابہ﴾ اس حکم میں جنبی کے بدن کے ساتھ اس کے کپڑے بھی شامل ہیں کہ وہ کپڑے بھی نہ دھوئے جائیں۔

﴿یغلسلھاثلثا﴾ تو اس روایت میں آپ ﷺ نے نجاست کے اندیشے کی بناء پر تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے تو اگر نجاست یقینی طور پر موجود ہو۔ تب تو بدرجہ اولی یہ حکم ثابت ہو گا، علاوہ ازیں دیدنی (مرئی) نجاست بھی ایک بار دھونے سے زائل نہیں ہوتی، تو اسی طرح غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) نجاست تو بدرجہ اولی اس سے زائل نے ہو گی۔ اور ان دونوں میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہوتا کہ اول الذکر کو اس کے ذریعے محسوس کیا جا سکتا ہے لیکن موخر الذکر کا ادراک محض عقل و فکر سے ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع جلد اول ص ۳۱۷)

Marfat.com

إِذَامَالَمْ يُرَلَهَا اَثَرٌ لِاَنَّهَا لَا تَسْتَقِرُّ مَعَ جِرْيَانِ الْمَآءِ وَ الْغَدِيْرُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ لَا يَتَحَرَّكُ اَحَدُ طَرْفَيْهِ بِتَحْرِيْكِ الطَّرَفِ الْاٰخِرِ اِذَا وَقَعَتْ نِجَاسَةٌ فِيْ اَحَدِجَانِبَيْهِ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنَ الْجَانِبِ الْاٰخِرِ لِاَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ النَّجَاسَةَ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ وَمَوْتُ مَالَيْسَ لَهٗ نَفْسٌ سَائِلَةٌ فِي الْمَآءِ لَايُنَجِّسُ الْمَآءَ كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَ الزَّنَابِيْرِ وَ الْعَقَارِبِ وَمَوْتُ مَايَعِيْشُ فِي الْمَآءِ لَا يُفْسِدُهٗ كَالسَّمَكِ وَالضِّفْدَعِ وَ السَّرْطَانِ وَ الْمَآءُ الْمُسْتَعْمَلُ لَايَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُهٗ ثَانِيًا فِيْ طَهَارَةِ الْاَحْدَاثِ

جب تک کہ اس نجاست کا اثر دکھائی نہ دے اس لیے کہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ نجاست نہیں ٹھہر سکتی۔ اور وہ بڑا تالاب کہ جس کا ایک کنارہ حرکت دینے سے دوسرا کنارہ حرکت نہ کرے جب اس تالاب کے ایک کنارے میں نجاست گر جائے تو اس کے دوسرے کنارے سے وضو کرنا جائز ہے اس لیے کہ ظاہر ہے کہ وہ نجاست دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور پانی میں ایسی چیز کا مر جانا کہ اس میں بہتا ہوا خون نہ ہو پانی کو پلید نہیں کرتا جیسے مچھر، مکھی، زنبور اور بچھو۔ اور پانی میں ایسی چیز کا مر جانا جو پانی میں زندگی بسر کرے پانی کو خراب نہیں کرتا جیسے مچھلی، مینڈک اور کیکڑا۔ اور جان لے کہ نجاست حکمی کو دور کرنے میں استعمال شدہ پانی کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

﴿**غدیر**﴾ وہ تالاب جو (۱۰×۱۰) ہو یعنی شرعی دس گز۔ شرعی گز ایک ہاتھ کے برابر ہوتا ہے چونکہ نجاست وہاں نہیں پہنچ سکتی اس لیے پانی پاک ہے اور اس جگہ سے وضو کرنا جائز ہے

﴿**نفس سائلة**﴾ لہذا معلوم ہوا کہ پلید کرنے والی شئے خون ہے چونکہ ان میں خون نہیں اس لیے یہ پانی کو پلید نہیں کرتے۔

﴿**لایفسده**﴾ یعنی ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے

﴿**لایجوز**﴾ یعنی ایک شخص نے وضو کیا یا غسل کیا اور وہ پانی جمع ہو گیا اب اسی پانی سے کوئی دوسرا شخص وضو یا غسل کرے تو جائز نہیں ہے

Marfat.com

وَالْمَآءُ الْمُسْتَعْمَلُ كُلُّ مَآءٍ اُزِيْلَ بِهِ الْحَدَثُ اَوِ اسْتُعْمِلَ فِى الْبَدَنِ عَلٰى وَجْهِ الْقُرْبَةِ وَكُلُّ اَهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَالْوُضُوْءُ مِنْهُ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيْرِ وَ الْاٰدَمِيِّ وَشَعْرُ الْمَيْتَةِ وَ عَظْمُهَا وَ قَرْنُهَا وَرِيْشُهَا وَصُوْفُهَا وَظُفْرُهَا وَعَصَبُهَا طَاهِرٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا دَسَمٌ وَاِذَا وَقَعَتْ فِى الْبِيْرِ نِجَاسَةٌ نُزِحَتْ فَكَانَ نَزْحُ مَا فِيْهَا مِنَ الْمَآءِ طَهَارَةً لَهَا وَاِنْ مَاتَتْ فِى الْبِيْرِ فَارَةٌ اَوْ عُصْفُوْرَةٌ اَوْ صَعْوَةٌ اَوْ سَوْدَانِيَّةٌ اَوْ سَامُّ اَبْرَصَ نُزِحَ مِنْهَا مَا بَيْنَ عِشْرِيْنَ دَلْوًا اِلٰى ثَلٰثِيْنَ بِحَسَبِ كِبْرِ الدَّلْوِ وَصِغْرِهَا

اور مستعمل پانی وہ ہے کہ جس کے ساتھ نجاست حکمی کو دور کیا گیا ہو یا ثواب کی غرض سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو۔ اور ہر چمڑا سوائے سور اور آدمی کے چمڑے کے جب دباغت کیا جائے پس تحقیق وہ پاک ہو گیا۔ اس پر نماز پڑھنا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اور مردار کے بال، ہڈیاں، سینگ، ریشے، پشم، ناخن اور پٹھے پاک ہیں جبکہ ان پر چربی نہ ہو۔ اور جب کنوئیں میں نجاست گر جائے تو سارا پانی نکالا جائے گا۔ پس یہ سارا پانی نکال لینا ہی پاک کرتا ہے۔ اور اگر کنوئیں میں چوہا یا چڑیا یا ممولا یا بھجنگا یا چھپکلی مر گئی تو اس کنوئیں سے بیس سے تیس ڈول تک نکالے جائیں گے ڈول کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے اعتبار سے

۞(علی وجه القربة)۞ یعنی آپ کا وضو ہے اور آپ نماز یا کسی اور عبادت کے لیے تازہ وضو کرتے ہیں اسی طرح پاک ہونے کے باوجود غسل کرنا۔

۞(دبغ)۞ دباغت سے مراد چمڑے سے تمام گوشت اور چربی صاف کر دی جائے پھر اسے چونے یا رنگ یا ایسی چیز سے اس کو دھویا جائے کہ اس پر گوشت، چربی یا چکناہٹ کا اثر باقی نہ رہے۔ ایک قوم ہے جو دباغت کا کام کرتی ہے۔

Marfat.com

﴿**جازت الصلوة عليه**﴾ شیعہ اور معتزلہ حضرات قراقلی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں ہمارا ان سے اختلاف ہے وہ یہ کہ اگر چمڑے کی دباغت کے بعد اس پر نماز پڑھنا جائز ہے تو اسکی ٹوپی پہن کر بھی نماز جائز ہے۔

﴿**الاجلدخنزير**﴾ تمام جانوروں کے چمڑے دباغت کے بعد پاک ہو جاتے ہیں مگر سور اور انسان کے چمڑے چالیس بار دھونے پہ پاک نہیں ہوتے اور کلی طور پر ناپاک رہتے ہیں۔ سور کا چمڑا اس کی رذالت کی بناء پر اور انسان کا چمڑا اس کی شرافت کی بناء پر پاک نہیں ہوتا

﴿**اذا**﴾ "اذا" شرط کے لیے آیا ہے اس سے پہلے کا ٹکڑا بعد والے ٹکڑے سے مشروط ہو گیا یعنی بعد والا جملہ شرط ہے۔

﴿**وقعت**﴾ وقع، یقع، وقعابمعنی گرنا۔

﴿**نزحت**﴾ نزح کا معنی ہے کھینچنا۔ نکالنا۔

﴿**او سام ابرص**﴾ یہ تو انھوں نے چند جانوروں کا ذکر کیا ہے یہاں اسی طرح کے اور بھی جانور اسی زمرے میں آتے ہیں۔

﴿**کبرالدلو وصغرها**﴾ یعنی متوسط ڈول نکالے جائیں گے۔

Marfat.com

وَاِنْ مَاتَتْ فِيْهَا حَمَامَةٌ اَوْ دُجَاجَةٌ اَوْ سِنَّوْرٌ نُزِحَ مِنْهَا مَابَيْنَ اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا اِلٰى سِتِّيْنَ وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا كَلْبٌ اَوْ اٰدَمِيٌّ اَوْ شَاةٌ نُزِحَ مِنْهَا جَمِيْعُ مَافِيْهَا مِنَ الْمَآءِ وَاِنِ انْتَفَخَ الْحَيْوَانُ فِيْهَا اَوْ تَفَسَّخَ نُزِحَ جَمِيْعُ مَافِيْهَا مِنَ الْمَآءِ صَغُرَ الْحَيْوَانُ اَوْ كَبُرَ وَعَدَدُ الدِّلَآءِ يُعْتَبَرُ بِالدَّلْوِ الْوَسَطِ الْمُسْتَعْمَلِ فِى الْاٰبَارِ فِى الْبُلْدَانِ وَ اِنْ نُزِحَ مِنْهَا بِدَلْوٍ عَظِيْمٍ قَدْرُ مَا يَسَعُ فِيْهِ مِنَ الدِّلَآءِ الْوَسَطِ اُحْتُسِبَ فِيْهِ

اور اگر کنوئیں میں کبوتر یا مرغی یا بلی مر جائے تو چالیس اور پچاس کے درمیان ڈول نکلے جائیں گے اور اگر کنوئیں میں کتا یا خنزیر یا بکری یا آدمی مر گیا تو اس کنوئیں سے تمام پانی جو کہ اس میں ہے نکالا جائے گا۔ اور اگر کنوئیں میں جانور پھول جائے یا پھٹ جائے تو کنوئیں میں موجود تمام پانی نکالا جائے گا خواہ وہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور ڈولوں کی تعداد کو اعتبار درمیانے ڈول سے کیا جائے گا جو کہ کنوؤں میں استعمال ہوتا ہے اور اگر کنوئیں سے بڑے ڈول سے اس اندازے کے مطابق پانی نکالا جائے جو درمیانی ڈولوں میں سما جائے تو درمیانی ڈول سے حساب لگایا جائے گا

﴿انتفخ الحیوان﴾ یہاں "ان" کے نون کو "انتفخ" کے نون سے ملا کر ہمزہ وصل کو گرا دیا کیونکہ ہمزہ وصلی درجہ کلام میں ساقط ہو جاتا ہے۔

﴿عدد الدلاء﴾ دلاء جمع ہے دلو کی یعنی ڈولیں یا ڈولوں یعنی جس کے ذریعے لوگ عموما پانی نکالتے ہوں یعنی اس جانور کے وجود کے اجزاء (ٹکڑے) پانی میں شامل ہو گئے۔

Marfat.com

وَاِنْ كَانَتِ الْبِيْرُ مَعِيْنًا لَايُمْكِنُ نَزْحُهَا وَ وَجَبَ نَزْحُ مَافِيْهَا مِنَ الْمَاءِ اَخْرَجُوْا مِقْدَارَ مَاكَانَ فِيْهَا مِنَ الْمَآءِ طَهَارَةً لَهَا وَقَدْرُوِىَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ قَالَ يُنْزَحُ مَابَيْنَ مِائَتَا دَلْوٍ اِلٰى ثَلٰثَمِائَةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَحْفُرُ بِجَنْبِهَابِيْرٌ اُخْرٰى عَلٰى قَدْرِ عُمْقِهَا وَ عَرْضِهَا مِن مَّوْضِعِ الْمَآءِ ثُمَّ يُنْزَحُ الْمَآءُ مِنْ تِلْكَ الْبِيْرِ فَيُجْعَلُ فِىْ هٰذِهِ الْحُفْرَةِ فَاِذَا امْتَلَئَتِ الثَّانِيَةُ مِثْلَهَا حُكِمَ بِطَهَارَةِ الْاُوْلٰى

اور اگر کنواں چشمہ والا ہو کہ نا ممکن ہو اس کا تمام پانی نکالنا حالانکہ اس کا تمام پانی نکالنا واجب ہو گیا ہو تو کنوئیں کی پاکی کے لیے اس میں موجود پانی کو اندازہ کر کے اتنا پانی نکال لو۔ اور تحقیق امام محمد سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا اس کنوئیں سے دو سو سے تین سو ڈول تک نکالے جائیں۔ اور ان کے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کنوئیں کے پہلو میں پانی کی گہرائی اور اس کی چوڑائی کے برابر دوسرا کنواں کھودا جائے پھر پہلے کنوئیں سے پانی نکالا جائے اور دوسرے کنوئیں میں ڈالا جائے پس جب پہلے کی مانند دوسرا بھر جائے تو پہلے کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

﴿قدر عمقها﴾ عمق نکلا ہے عمیق سے جس کے معنی گہرائی کے ہیں۔

Marfat.com

وَاِذَا وَجَدُوْا فِي الْبِيْرِ فَارَةً مَّيْتَةً اَوْ دُجَاجَةً اَوْ غَيْرُهُمَا وَلَايَدْرُوْنَ مَتٰى وَقَعَتْ وَلَمْ تَنْتَفِخْ وَلَمْ تَفَسَّخَ اَعَادُوْا صَلٰوةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِذَا كَانُوْا تَوَضَّؤُا مِنْهَا وَ غَسَلُوْا كُلَّ شَيْءٍ اَصَابَهٗ مَاؤُهَا وَاِنْ كَانَتْ اِنْتَفَخَتْ اَوْ تَفَسَّخَتْ اَعَادُوْا صَلٰوةَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهَا وَهٰذَا فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَا لَيْسَ عَلَيْهِمْ اِعَادَةٌ حَتّٰى يَتَحَقَّقُوْا مَتٰى وَقَعَتْ وَسُؤْرُ الْاٰدَمِيِّ وَالْفَرَسِ

اور اگر کنوئیں میں مرا ہوا چوہا یا مرغی یا ان دونوں کے سوا کوئی اور چیز پائیں اور نہیں جانتے کہ کب گرا ہے اور وہ نہ پھول ہے اور نہ پھٹا ہے اگر وضو کرتے تھے اس کنوئیں سے تو ایک دن اور رات کی نمازیں لوٹائیں گے۔ اور ہر اس چیز کو دھوئیں جس کو اس کنوئیں کا پانی پہنچا۔ اور اگر پھول جائے یا پھٹ جائے تو تین دنوں اور راتوں کی نمازیں لوٹائیں گے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ان پر اعادہ نہیں ہے یہاں تک کہ ثابت ہو جائے کہ کب گرا ہے۔ اور آدمی، گھوڑے اور ان جانوروں کا جھوٹا (پس خوردہ) پاک ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

﴿اعادوا﴾ اس مسئلہ سے ہمارے استادوں نے اسقاط کا حیلہ کو ثابت کیا ہے کہ مردے کے پیچھے دس روپے یا پچاس روپے جو دیئے جاتے ہیں وہ اس لیے کہ معلوم نہیں اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئیں تو ان نمازوں کے بدلے میں جو پیسے اسقاط کے دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے بدلے میں یہ اسقاط قبول فرماتا ہے جیسے اگر کنوئیں میں آٹھ دن تک چوہا پڑا رہا تو اس پانی سے وضو کرنے والے کی چالیس نمازیں چلی گئیں مگر پانچ نمازیں اس کی چالیس نمازوں کی کفایت کریں گی یہ حیلہ کہلاتا ہے۔

﴿کل شیء﴾ یعنی برتن، کپڑے وغیرہ کہ یہ چیزیں بھی ناپاک ہو گئیں۔

﴿لیالیھا﴾ اس مسئلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسقاط کرنا چاہیے۔

﴿وقالا﴾ قالا تثنیہ ہے اس سے مراد امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں۔

﴿والفرس﴾ "والفرس" میں "و" عطف ہو گیا "سؤر" جھوٹا پانی کی طرف۔

Marfat.com

وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ طَاهِرٌ وَسُؤْرُ الْكَلْبِ وَالْخِنْزِيْرِ وَسِبَاعِ الْبَهَائِمِ نَجِسٌ وَسُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلاَّةِ وَ سِبَاعِ الطُّيُوْرِ الَّذِيْ لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَمَا يَسْكُنُ فِي الْبُيُوْتِ مِثْلَ الْفَارَةِ وَالْحَيَّةِ مَكْرُوْهٌ وَسُؤْرُ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ مَشْكُوْكٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدِالْاِنْسَانُ غَيْرَهُمَا تَوَضَّأَ بِهِمَا وَتَيَمَّمَ وَصَلّٰى وَبِاَيِّهِمَابِهٖ قَدَّمَ جَازَ

اور کتے خنزیر اور چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے اور بلی، کوچہ گرد مرغی، شکاری پرندے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور ان جانوروں کا جھوٹا جو گھروں میں رہتے ہیں جیسے کہ چوہا اور سانپ مکروہ ہے۔ اور گدھے وخچر کا جھوٹا مشکوک ہے۔ پس اگر ان دونوں کے بغیر پانی نہ پائے تو وضو کرے ان دونوں سے اور تیمم کرے اور نماز پڑھے اور ان دونوں میں سے جو بھی پہلے کرے جائز ہے۔

﴿**وما**﴾ یہ "ما" موصولہ ہے۔

﴿**والدجاجة المخلاة**﴾ ایسی مرغی کو ذبح کرنے سے پہلے آٹھ دس گھنٹے کے لیے باندھ دینا چاہیے تاکہ جو گند وغیرہ اس نے کھایا ہے وہ اس کے معدہ سے نکل جائے۔

﴿**غيرهما**﴾ یعنی اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے پانی کے سوا پانی موجود نہ ہو تو یہ پانی استعمال کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

﴿**وتيممه**﴾ یعنی اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے سے وضو کرنا پڑ جائے تو اس کے ساتھ تیمم بھی کرنا چاہیے۔ اور تیمم اور وضو میں سے جو بھی پہلے کرے وہ جائز ہے۔

Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّمِ

وَمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ وَهُوَ مُسَافِرٌ اَوْ كَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمِصْرِ نَحْوُ مِيْلٍ اَوْ اَكْثَرُ اَوْ كَانَ يَجِدُ الْمَآءَ اِلَّا اَنَّهٗ مَرِيْضٌ فَخَافَ اِنِ اسْتَعْمَلَ الْمَآءَ اِشْتَدَّ مَرَضُهٗ اَوْ خَافَ الْجُنُبُ اِنِ اغْتَسَلَ بِالْمَآءِ يَقْتُلُهُ الْبَرْدُ اَوْ يُمْرِضُهٗ فَاِنَّهٗ يَتَيَمَّمُ بِالصَّعِيْدِ وَالتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ يَمْسَحُ بِاِحْدٰهُمَا وَجْهَهٗ وَمَسَحَ بِالْاُخْرٰی يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ

تیمّم کا بیان

اور جو شخص پانی نہ پائے اور وہ مسافر ہو یا شہر سے باہر ہو اس کے اور شہر کے درمیان ایک میل یا زیادہ ہو۔ یا پانی پاتا ہے مگر یہ کہ وہ بیمار ہے پس ڈرتا ہے کہ اگر پانی استعمال کیا تو اس کی بیماری بڑھ جائے گی یا جنبی ڈرتا ہے۔ کہ اگر پانی کے ساتھ نہایا تو سردی کی وجہ سے مر جائے گا یا اس کو بیمار کر دے گا پس بے شک وہ پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کرلے۔ اور تیمّم کے لیے دو ضربیں ہیں۔ ان دو ضربوں میں سے ایک کے ساتھ اپنے چہرے کا اور دوسری کیساتھ اپنے ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے گا۔

﴿**تیمم**﴾ لغت میں تیمم کا معنی ارادہ کرنا، قصد کرنا ہے شرعی اصطلاح میں واسطے طہارت کے مٹی کی طرف قصد کرنا تیمم کہلاتا ہے (ھدایہ)۔

﴿**خارج المصر**﴾ بعض کتب میں چنگی کو خارج المصر قرار دیا گیا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے لیے جہاں سے محصول دیا جائے وہاں سے شہر شروع ہوتا ہے۔

﴿**بالصعید**﴾ پاک کا معنی صعید کے اندر چھپا ہوا ہے۔

Marfat.com

﴿**ضربتان**﴾ ضرب ،یضرب ،ضربا کے معنی مارنے کے ہیں۔ضرب کے تین معنی ہیں ضرب زدن۔مارنا ،ورفتن بروئے زمین ۔زمین پر سیاحت کرنا وپدیدکردن مثل۔یا کوئی ضرب المثل بیان کرنا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔**ان الله لایستحی ان یضرب مثلا مابعوضة فما فوقها**(بے شک اللہ تعالیٰ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثل سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر)ضرب کا معنی یہاں "بیان کرنا" ہے پھر آتا ہے "یضربون فی الارض" (زمین پر چلتے ہیں) پھر آتا ہے اضرب بعصاک الحجر (اس پتھر پر اپنا عصا مارو)جب قرینہ ایک معنی کا ہو تو دوسرے دو معنی نہیں کریں گے جیسے "مثلا" قرینہ "بیان کرنے" کے معنی کے لیے مارو "عصا" قرینہ ہے "مارنے" کے معنی کے لیے دو دفعہ مارنا ہے اس پاک مٹی پر۔

﴿**باحدهما**﴾ باحدهما میں "هما" تثنیہ ہے اور "ضربتان" کی طرف راجع ہے۔

﴿**الی المرفقین**﴾ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت پاک مٹی کے ساتھ مسح کرنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک سر کا مسح کرنا قوی،احوط اور بہتر ہے کیونکہ وضو کے فرائض میں شامل ہے۔اس کا ذکر ھدایہ اور فتاوی وغیرہ کے حواشی میں آتا ہے۔

Marfat.com

وَالتَّيَمُّمُ فِى الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ سَوَآءٌ وَيَجُوْزُ التَّيَمُّم عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةِ وَمُحَمَّدٍ بِكُلِّ مَا كَانَ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَ الْحَجَرِ وَالْجِصِّ وَالنَّوْرَةِ وَالْكُحْلِ وَالزَّرْنِيْخِ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَقَالَ الشَّافِعِىْ لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِالتُّرَابِ خَاصَّةً وَالنِّيَّةُ فَرْضٌ فِى التَّيَمُّمِ وَمُسْتَحَبَّةٌ فِى الْوُضُوْءِ

اور بے وضوئی اور جنابت کے لیے تیمّم یکساں ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تیمم ہر اس چیز پر جائز ہے جو کہ زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونہ، سرمہ اور ہرتال۔ اور امام ابو یوسف رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے مٹی اور ریت کے جائز نہیں۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جائز نہیں مگر صرف مٹی کے ساتھ۔ اور نیت کرنا تیمّم میں فرض ہے اور وضو میں مستحب ہے

☆والجنابة☆ چاہے وہ محتلم ہے یا شہوت کے ساتھ منی خارج ہوئی ہے

☆ھرتال☆ زرد مٹی جو کڑوی ہوتی ہے الزرنیخ ہرتال (ایک قسم کا سنکھیا ہے) المنجم الاعظم صہ ۱۲۴۶ ج ۲

Marfat.com

وَيَنقِضُ التَّيَمُّمَ كُلُّ شَيءٍ يَنقُضُ الوُضُوءَ وَيَنقُضُهُ اَيضًا رُؤيَةُ المَاءِ إِذَا قَدَرَ عَلٰى اِستِعمَالِهِ وَلَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ اِلَّا بِصَعِيدٍ طَاهِرٍ وَيَستَحِبُّ لِمَن لَّم يَجِدِ المَاءَ فِيْ اَوَّلِ الوَقتِ وَهُوَ يَرجُوا اَن يَّجِدَهُ فِيْ اٰخِرِ الوَقتِ اَن يُّؤَخِّرَ الصَّلٰوةَ اِلٰى اٰخِرِ الوَقتِ

اور تیمم کو توڑ دیتی ہے ہر وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے اور پانی کا دیکھنا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے جبکہ اس پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو۔ اور تیمم جائز نہیں ہے مگر پاک مٹی پر۔ اور مستحب ہے اس شخص کے لیے جو پہلے وقت میں پانی نہیں پاتا اور وہ آخر وقت میں پانی پانے کی امید رکھتا ہے یہ کہ آخر وقت تک نماز میں تاخیر کر لے

﴿ینقض الوضوء﴾ جیسے ریح کے خارج ہونے اور سبیلین میں سے یا خون کا بہنا وغیرہ وضو کو توڑ دیتا ہے اسی طرح تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے

﴿بصعید طاهر﴾ یعنی ایسی جگہ جہاں گوبر، لید یا کوئی اور پلیدی موجود ہے وہاں پر تیمم کرنا جائز نہیں کیونکہ اس جگہ کی مٹی پاک کرنے والی نہیں ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ فتیمموا صعیدا طیبا (تو پاک مٹی سے تیمم کرو) اکثر مولانا صاحبان سڑک پر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ سڑک پر گدھے، گھوڑے بیل وغیرہ کی لید، گوبر یا پیشاب ہوتا ہے ایسی جگہ پر تیمم جائز نہیں تو نماز جنازہ کیسے جائز ہو سکتی ہے ﴿یعنی اتنا پانی کہ جس سے وضو ہو سکے اور جنابت کی صورت میں غسل کے لیے پانی کافی ہو، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بعضوں کے نزدیک جنب، حیض اور نفاس کی صورت میں پاک ہونے کے لیے تیمم جائز نہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ جائز ہے یہ مسئلہ صحابہ میں مختلف فیہ ہے۔ حضرت عمر و عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم (یہ تینوں اصحاب ۔۔ ہیں) بے شک وہ جنب کے لیے تیمم قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کے اختلاف کا حاصل یہ نکلا کہ عمر عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ ابن عمر کے مطابق لامستم النساء کا معنی ہے کہ تم عورتوں کو ہاتھوں سے مت چھوؤ اور وہ کہتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ نے مباح کیا تیمم کو صرف محدث کے لیے اور جنب کے لیے نہیں۔ قیاس تیمم کو نہیں رکھتا سوائے محدث کو پاک کرنے کے برخلاف قیاس جنابت، حدث سے اوپر کا درجہ ہے لہذا اس کی طہوریت ثابت نہیں ہوتی اس کے حق میں۔ حضرت علی، ابن عباس اور حضرت عائشہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ **لامستم النساء** کا معنی صرف چھونا نہیں ہے بلکہ جماع کرنا ہے ہم صحبت ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنب کے لیے بھی تیمم کو مباح کر دیا ہے جیسے کہ محدث کے لیے کیا ہے۔ یہ صحابہ کا اختلاف تھا۔ واصحابنا (متکلم) اب حنفیوں کا کیا کہنا ہے۔ اس میں ایک بڑی نازک بات ہے اگر ہم بیان کریں تو مولانا صاحبان ڈنڈے لے کر ہماری گردن توڑتے ہیں وہ بات محدثین کی تھی یہ بات اب حنفیوں کی ہے ہم حنفیوں کی بات مانیں گے محدثین کی بات پر نہیں جائیں گے۔ انھوں نے (اخذوا) حضرت علی وغیر ھم کی بات پر فتویٰ دیا ہے (جیسے کہتے ہیں وبہ ناخذ)۔ نماہیہ فتویٰ دونوں پر جائز ہے ہم حضرت علی وغیر ھم کی طرف آگئے اور شافعی حضرت عمر وغیر ھم کی طرف چلتے گئے اگر شافعی کے مقلد بن کر وہ جاتے ہیں تو جائیں ہم ان کی بات قبول کرتے ہیں لیکن اگر غیر مقلد بن کر جائیں تو ہم نہیں مانتے ہیں۔ ہمارا جھگڑا وھابیوں سے یہی ہے کہ وہ مقلد نہیں ہیں نہ امام شافعی کے مقلد ہیں نہ امام حنبل کے نہ امام ابو حنیفہ کے اور نہ امام ... اب شافعی بھی گئے ہیں تو صحابہ کی تقلید کرتے ہوئے گئے ہیں۔ عبد اللہ ابن مسعود اور ابن عمر بھی صحابی ہیں اور حضرت عمر صحابی ہیں لہذا ان کی طرف چلتے گئے تو درست ہے۔ شافعی اگر امام شافعی کی تقلید کرتے ہوئے " **لامستم النساء** " کو صرف چھونا ہی مراد لیتے ہیں اور تیمم وہاں تسلیم نہیں کرتے تو بالکل ٹھیک کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ تقلید کرتے ہیں ہم حضرت علی وحضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس کی روایت کو قبول کرتے ہوئے ان کی تقلید کرتے ہیں لہذا ہم اپنی جگہ حق پر ہیں۔ شافعی سے ہمارا جھگڑا نہیں ہے غیر مقلد سے ہے جو کسی کی تقلید نہیں کر کے کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں ہم کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے، معلوم ہوا شافعی اور حنفی دونوں حدیث پر چلتے ہیں، ہم حدیث کو مانتے ہیں لیکن فقاہیت میں جو ہمارے فقہ کے امام ہوں گے ہم ان کو مانیں گے۔

Marfat.com

فَإِنْ وَجَدَ الْمَآءَ تَوَضَّاءَ وَ اِلَّاتَيَمَّمَ وَ صَلّٰى وَيُصَلِّيْ بِتَيَمُّمِهٖ مَاشَآءَ مِنَ الْفَرَآئِضِ وَالنَّوَافِلِ مَالَمْ يَجِدْ اَلْمَآءَ وَيَجُوْزُ التَّيَمُّمُ لِلصَّحِيْحِ اَلْمُقِيْمِ اِذَا حَضَرَتِ الْجَنَازَةُ وَالْوَلِيُّ غَيْرُهٗ فَخَافَ اِنِ اشْتَغَلَ بِالطَّهَارَةِ اَنْ تَفُوْتَهٗ صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ فَلَهٗ اَنَّهٗ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ

پس اگر پانی پالے تو وضو کرے اور اگر نہیں پاتا تیمّم کر لے اور نماز پڑھے اور تیمّم کے ساتھ جو چاہے اور جس قدر چاہے فرائض ونوافل میں سے نماز پڑھے جب تک کہ پانی نہ پائے اور تندرست کے لیے شہر کے اندر تیمّم جائز ہے۔ جب جنازہ حاضر ہو جائے اور اس کا ولی کوئی اور ہو پس اگر اندیشہ ہے کہ وضو میں مشغول ہو گیا تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گا پس اسے چاہیے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے

﴿فله ان يتيمم﴾ جنازہ کی نماز اور عید کی نماز کے لیے تیمم کر سکتا ہے کیونکہ اگر ان میں سے نماز چھوٹ گئی تو ان میں سے کوئی نماز دوبارہ نہیں ہوگی۔

﴿صلى الظهر﴾ یعنی ظہر کی نماز جمعہ کی نماز کے قائم مقام ہے

Marfat.com

وَ كَذٰلِكَ مَنْ حَضَرَ الْعِيْدَ فَخَافَ اِنِ اشْتَغَلَ بِالْوُضُوْءِ اَنْ يَفُوْتَهٗ صَلٰوةُ الْعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ وَمَنْ حَضَرَ الْجُمُعَةَ فَخَافَ اَنَّهٗ اِنِ اشْتَغَلَ بِالطَّهَارَةِ تَفُوْتَهٗ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ فَلَا يَتَيَمَّمُ وَلٰكِنْ يَتَوَضَّاءُ فَاِنْ اَدْرَكَ الْجُمُعَةَ صَلَّاهَا وَاِلَّا صَلَّى الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَ كَذٰلِكَ اِذَا ضَاقَ الْوَقْتُ فَخَشِيَ اِنْ تَوَضَّاءَ فَاتَهُ الْوَقْتُ لَمْ يَتَيَمَّمْ وَلٰكِنْ يَتَوَضَّاءُ وَيَقْضِيْ مَا فَاتَهٗ

اور اسی طرح وہ شخص جو عید کی نماز پالے پس اندیشہ ہے کہ اگر وضو میں مشغول ہوا تو عید کی نماز اس سے فوت ہو جائے گی، پس بے شک وہ شخص تیمّم کرے اور نماز پڑھ لے۔ اور وہ شخص جو نماز جمعہ کے لیے حاضر ہو پس وہ اندیشہ کرتا ہے کہ اگر وضو میں مشغول ہوا تو اس سے جمعہ کی نماز فوت ہو جائے گی تو تیمّم نہ کرے اور لیکن وضو کرے پس اگر نماز جمعہ پالے تو اس سے پڑھ لے اور اگر نہ پائے تو ظہر کی چار رکعت پڑھ لے اور اسی طرح جب وقت تنگ ہو پس اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرے تو اس سے وقت نکلتا ہے تو تیمّم نہ کرے۔ اور لیکن وضو کرے اور قضا کرے اس نماز کو جو اس سے رہ گئی۔

﴿تفوته الوقت﴾ یعنی پانچوں نمازوں میں سے کسی بھی نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ اگر وضو کرے تو ظہر کا وقت عصر میں داخل ہوتا ہے یا عصر کا وقت مغرب میں داخل ہوتا ہے یا مغرب کا عشاء میں داخل ہوتا ہے۔

﴿ویقضی﴾ یعنی قضا کرے کیونکہ ان نمازوں کے قائم مقام قضا نمازیں ہیں جبکہ عید اور جنازہ کی نماز کے قائم مقام قضاء نمازیں نہیں اس لیے وہاں تیمم کر سکتا ہے۔

Marfat.com

وَالْمُسَافِرُ إِذَا نَسِيَ الْمَآءَ فِيْ رَحْلِهٖ فِي السَّفَرِ فَتَيَمَّمَ وَصَلّٰى ثُمَّ ذَكَرَ الْمَآءَ فِي الْوَقْتِ لَمْ يُعِدْ صَلٰوتَهٗ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ مُحَمَّدٍ وَعِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ يُعِيْدُهَا وَلَيْسَ عَلَى الْمُتَيَمِّمِ اَنْ يَّطْلُبَ الْمَآءَ إِذَا لَمْ يَغْلِبْ عَلٰى ظَنِّهٖ اَنْ بِقُرْبِهٖ مَاءً وَاِنْ غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهٖ اَنْ هُنَاكَ مَاءً لَمْ يَجُزْ لَهٗ اَنْ يَّتَيَمَّمَ حَتّٰى يَطْلُبَهٗ وَ اِنْ كَانَ مَعَ رَفِيْقِهٖ مَآءٌ طَلَبَهٗ مِنْهُ قَبْلَ اَنْ يَّتَيَمَّمَ فَاِنْ مَّنَعَهٗ مِنْهُ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى

اور مسافر جب سفر میں پانی سامان میں رکھ کر بھول گیا پس تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی پھر اسے یاد آیا تو اپنی نماز نہ لوٹائے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک اسے لوٹائے۔ اور تیمّم کرنے والے پر پانی تلاش کرنا ضروری نہیں جبکہ پانی کے اس کے قریب ہونے پر اس کو غالب گمان نہیں۔ اور اگر اس کو غالب گمان ہو کہ یہاں کہیں پانی ہے تو تیمّم کرنا جائز نہیں۔ جب تک کہ پانی کو تلاش نہ کرے۔ اور اگر اس کے ہم سفر کے پاس پانی ہو تو تیمّم کرنے سے پہلے اس سے مانگے۔ پس اگر وہ پانی نہ دے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

﴿**نسی الماء**﴾ یعنی پانی اپنے کجاوے یا موٹر یا ریل وغیرہ میں رکھ کر بھول جائے۔

﴿**ثم تذکر**﴾ یعنی یاد آیا کہ اس کے سامان میں پانی موجود ہے۔ تو امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک نہ لوٹائے جبکہ امام یوسف کے نزدیک وضو کر کے نماز کو لوٹائے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ پانی کہیں لٹکا ہوا یا پڑا ہوا ہے اور اسے بھولا ہوا ہے تیمّم کرے گا تو یہ اسے کافی نہیں اس پر اجماع ہے اس لیے کہ بھولنے والی چیز تو بھول گئی اور اگر پانی متعلق ہے مشکیزہ میں اور یہ سوار ہے اور دوسرے مشکیزہ میں پانی ہے تیمّم جائز ہے ان دونوں کے نزدیک بھول گئی جو چیز جو اسے بھول گئی۔ اگر پانی آگے ہے اس سے تو جائز ہے ان دونوں کے نزدیک اور اگر پیچھے ہے تو جائز نہیں ہے اس لیے کہ پیچھے سے حاصل کر سکتا ہے آگے سے حاصل نہیں کر سکتا۔ یعنی قافلہ جا رہا ہے اور پانی لے جانے والا آگے چلا گیا تو یہ تیمّم کر سکتا ہے لیکن اگر پانی لے جانے والا اس سے پیچھے ہے تو تیمّم نہیں کر سکتا کیونکہ پانی لے کر وضو کر سکتا ہے۔ اگر پانی ہو اس کے ساتھی کے پاس، یہ اس سے مانگتا ہے تیمّم کرنے سے پہلے اپنے ظن غالب کی وجہ سے (کہ وہ دے دے گا) مگر وہ نہیں دیتا۔ یہ تیمّم کرے گا اور نماز پڑھے۔

Marfat.com

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

اَلْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ جَائِزٌ بِالسُّنَّةِ مِنْ كُلِّ حَدَثٍ مُّوْجِبٍ لِلْوُضُوْءِ اِذَا الْبِسَهُمَا عَلٰى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ ثُمَّ اَحْدَثَ فَاِنْ كَانَ مُقِيْمًا مَسَحَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَاِنْ كَانَ مُسَافِرًا مَسَحَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّ لَيَالِيَهَا وَ ابْتِدَآؤُهَا عَقِيْبَ الْحَدَثِ وَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلٰى ظَاهِرِهِمَا خُطُوْطًا بِالْاَصَابِعِ يَبْتَدِءُ مِنْ قَبْلِ الْاَصَابِعِ اِلَى السَّاقِ وَفَرْضُ ذٰلِكَ مِقْدَارُ ثَلٰثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصَابِعِ الْيَدِ فَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يَجُزْ

موزوں پر مسح کا بیان

سنت کی رو سے دونوں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے ہر ایسی ناپاکی سے جو وضو کو واجب کرتی ہو۔ اور جب پورا وضو کرنے کے بعد دونوں موزے پہنے پھر بے وضو ہوا پس اگر مقیم ہو تو ایک دن اور رات مسح کرے اور اگر مسافر ہو تو تین دن اور رات مسح کرے۔ اور بے وضو ہونے کے بعد سے مسح شروع کرے گا۔ اور موزوں پر مسح کرنا ان کے ظاہر پر انگلیوں کے چند خطوط جو پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی تک ہیں اور ہاتھ کے تین انگلیوں کے اندازے کے برابر مسح فرض ہے۔ اور اگر تین انگلیوں سے کم کیا تو جائز نہیں ہے۔

﴿المسح﴾ لغت میں مسح کے معنی ہیں چھونا اور شریعت میں اس کے معنی ہیں "کسی ایسی جگہ ہاتھ تر کر کے پھیرنا جہاں وضو کرنا ضروری ہوتا ہے" ﴿حدث﴾ جیسے احد سبیلین سے ریح خارج ہوگی یا بدن سے خون نکلا تو وضو واجب ہو گیا تو اس صورت میں مسح بھی کفایت کرتا ہے۔ اب مسح کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔

Marfat.com

وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلٰى خُفٍّ فِيْهِ خَرْقٌ كَثِيْرٌ يَتَبَيَّنُ مِنْهُ قَدَرَ ثَلٰثَ اَصَابِعَ مِنْ اَصَابِعِ الرِّجْلِ اَصْغَرَهَا وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ جَازَ وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِمَنْ وُجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ يَنْقُضُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ وَ يَنْقُضُهُ اَيْضًا نَزْعُ الْخُفِّ وَ مَضِيُّ الْمُدَّةِ فَاِذَا مَضَتِ الْمُدَّةِ نَزَعَ خُفَّيْهِ وَ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَصَلّٰى وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِعَادَةُ بَقِيَّةِ الْوُضُوْءِ

اور مسح جائز نہیں اس موزہ پر جو اتنا پھٹا ہو کہ اس سے پاؤں کی چھوٹی انگلی کے برابر تین انگلیوں کے بقدر نظر آتا ہو۔ پس اگر اس سے کم ہو تو جائز ہے۔ اور اس شخص کے لیے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے جس پر غسل واجب ہو۔ موزوں پر مسح کو وہ چیز توڑ دیتی ہے جو وضو کو توڑ دیتی ہے۔ موزے کو اتارنا اور مدت کا گزر جانا بھی موزوں پر مسح کو توڑ دیتا ہے۔ اور جب مدت پوری ہو جائے تو دونوں کو اتارے اور دونوں پاؤں دھوئے اور نماز پڑھے اور باقی وضو کو لوٹانا اس پر ضروری نہیں۔

﴿خف﴾ خف واحد اور خفین تثنیہ ہے یعنی دونوں موزوں پر

﴿تبین منه﴾ یعنی کھل کر نظر آتا ہے اس سے

﴿المدة﴾ یعنی مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات۔

Marfat.com

وَمَنِ ابْتَدَأَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَ هُوَ مُقِيْمٌ ثُمَّ سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ مَسَحَ تَمَامَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهَا وَمَنِ ابْتَدَأَ الْمَسْحَ وَهُوَ مُسَافِرٌ ثُمَّ اَقَامَ فَاِنْ كَانَ مَسَحَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً اَوْ اَكْثَرَ لَزِمَهٗ نَزْعُ خُفَّيْهِ وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ تَمَّمَ مَسْحَ يَوْمًا وَلَيْلَةٍ وَمَنْ لَبِسَ الْجُرْمُوْقَيْنِ فَوْقَ الْخُفَّيْنِ وَ مَسَحَ عَلَيْهِمَا جَازَ

اور جس شخص نے موزوں پر مسح شروع کیا اس حال میں کہ وہ مقیم ہے پھر ایک دن اور رات کے پورے ہونے سے پہلے سفر اختیار کیا تو تین دن اور راتیں مسح کرے۔ اور جس شخص نے موزوں پر مسح شروع کیا اس حال میں کہ وہ مسافر تھا پھر مقیم ہو گیا پس اگر اس نے ایک دن اور رات یا اس سے زیادہ وقت تک مسح کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دونوں موزے اتار دے اور اگر ایک دن اور رات سے کم وقت ہوا ہے تو ایک دن اور رات کو مسح پورا کرے اور جس شخص نے موزوں پر جرموق پہنا اور ان پر مسح کیا تو جائز ہے۔

﴿ومن ابتدا﴾ ابتداء سے ابتداء بمعنی شروع کرنا

﴿مقیم﴾ یعنی جو شہر کا رہنے والا ہو

﴿ثلثة ایام﴾ تین دن یعنی پندرہ نمازوں کے لیے

﴿یوما ولیلة﴾ ایک دن یعنی پانچ نمازوں کے لیے

﴿اقل﴾ اقل یعنی کم تھوڑا

﴿جرموقین﴾ برفانی علاقوں میں گھٹنوں تک بوٹ پہنتے ہیں جسے جرموق کہتے ہیں

Marfat.com

وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَا مُجَلَّدَيْنِ اَوْ مُنَعَّلَيْنِ وَقَالَ يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ اِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ لَا يَشِفَّانِ الْمَآءَ وَلَايَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَالْخِمَارِ وَالْبُرْقُعِ وَالْقُفَازَيْنِ وَيَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَبَائِرِ وَاِنْ شَدَّهَا عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاِنْ سَقَطَتِ الْجَبِيْرَةُ مِنْ غَيْرِ بُرْءٍ لَمْ يَبْطُلِ الْمَسْحُ وَاِنْ سَقَطَتْ عَنْ بُرْءٍ بَطَلَ الْمَسْحُ

اور جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک مگر یہ کہ پوری چمڑے والی یا چمڑے کے تلوے والی ہوں۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے جبکہ دونوں سخت اتنی ہوں کہ پانی جذب نہ کریں۔ اور عمامہ، کلاہ، چادر، برقع اور دستانوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ اور پٹی پر مسح کرنا جائز ہے اگرچہ بغیر وضو باندھی ہو اور اگر وہ پٹی زخم اچھا ہوئے بغیر گر جائے تو مسح نہیں ٹوٹے گا اور اگر اچھا ہونے کی وجہ سے گر جائے تو مسح ٹوٹ جائے گا۔

﴿**جوربین**﴾ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے وہابی حضرات جرابوں پر مسح کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے موزہ میں شمار کرتے ہیں جبکہ ہمارا ان سے اختلاف ہے

﴿**لا ینشفان**﴾ ہمارے استاذوں نے فرمایا کہ برفانی علاقوں میں تیلوں سے جرابیں بنائی جاتی ہیں جو سخت بھی ہوتی ہیں اور پانی بھی جذب نہیں کرتیں۔

﴿**من غیر برء**﴾ یعنی زخم کے اچھا ہو جانے کی وجہ سے پٹی نہ گرے یعنی زخم کے مندمل ہو جانے کی وجہ سے جیسے زخم ہے ہاتھ پر وضو میں ہاتھ کو دھونا ہے لیکن دھونے سے بیماری بڑھتی ہے ہاتھ کو تر کرکے اس جگہ پھیر دیں۔ شریعت میں یہ مسح کہلاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے موزے پہنے ہیں پانچ نمازوں کے وضو کا قائم مقام مسح ہو گیا۔ متن میں جواب کا لفظ آیا ہے یہ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے۔ مسح کا لغوی معنی ہے ہاتھ کا ملنا کسی چیز پر (چھونا) اور شریعت محمدیہ ﷺ میں پہنچانا تر چیز کا موزے پر خاص ہے اور یہ تیمم کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے کہ ان دونوں میں ہوتا ہے یہ غسل کا بدل ہے (حاشیہ)۔

Marfat.com

بَابُ الْحَيْضِ

اَقَلَّ الْحَيْضِ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِحَيْضٍ وَهُوَ مُسْتَحَاضَةٌ وَ اَكْثَرُهُ عَشَرَةُ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا وَمَازَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ اِسْتِحَاضَةٌ وَمَا تَرَاهُ الْمَرْأَةُ مِنَ الْحُمْرَةِ وَ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِيْ اَيَّامِ الْحَيْضِ فَهُوَ حَيْضٌ حَتّٰى تَرَى الْبَيَاضَ الْخَالِصَ

حیض کا بیان

حیض کی کم از کم مدت تین دن اور راتیں ہیں پس جو خون اس سے کم مدت آئے تو وہ حیض نہیں وہ استحاضہ ہے۔ اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور راتیں ہیں۔ اور جو خون اس مدت سے زیادہ آئے تو وہ استحاضہ ہے۔ اور حیض کے دنوں میں عورت جو سرخ، زرد اور مٹیالا خون دیکھے وہ حیض ہے یہاں تک کہ خالص سفیدی دیکھے

﴿الحیض﴾ لغت میں حیض کے معنی "ناپاکی" ہے۔ اور اصطلاح میں وہ خون جو عورت کو تین دن سے لے کر دس دن تک آتا ہے تین دن سے جو کم ہو گا وہ استحاضہ ہے اور جو دس دن سے زیادہ ہو وہ بھی استحاضہ کا خون ہے، یہ ایک رگ ہے جو ریڑھ کے کنارے پر ہوتی ہے دباؤ پڑنے سے پھٹ جاتی ہے اور خون جاری ہو جاتا ہے

Marfat.com

وَالْحَيْضُ يُسْقِطُ عَنِ الْحَائِضِ الصَّلٰوةِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهَا الصَّوْمَ وَتَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ وَلَا تَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَلَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا يَأْتِيْهَا زَوْجُهَا وَلَا يَجُوْزُ لِلْحَائِضِ وَلَا لِلْجُنُبِ وَلَا لِلنَّفَسَاءِ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ وَلَا يَجُوْزُ لِلْمُحْدِثِ مَسُّ الْمُصْحَفِ اِلَّا اَنْ يَّأْخُذَهُ بِغِلَافِهٖ وَاِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِاَقَلَّ مِنْ عَشْرَةِ اَيَّامٍ لَمْ يَجُزْ وَطْيُهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ اَوْ يَمْضِيَ عَلَيْهَا وَقْتُ صَلٰوةٍ كَامِلَةٍ

اور حیض حائضہ عورت سے نماز ساقط کر دیتا ہے اور روزہ اس پر حرام کر دیتا ہے پھر روزے کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے اور مسجد میں داخل نہ ہو اور خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور اس کے پاس اس کا شوہر نہ آئے۔ اور حائضہ، جنبی اور نفاس والی کے لیے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں اور بے وضو کے لیے قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں مگر یہ کہ قرآن مجید کے غلاف کے ساتھ اسے پکڑے۔ اور جب حیض کا خون دس دن سے کم مدت میں رک جائے تو حائضہ عورت سے وطی جائز نہیں یہاں تک کہ وہ غسل کرلے یا اس پر ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے۔

﴿للنفساء﴾ بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے۔ اسے نفاس کہتے ہیں۔

﴿وطی﴾ مجامعت کرنا۔

﴿صلوة كاملة﴾ ایک عورت پر حیض کا وقت پورا ہو گیا اس کو چاہیے کہ فوراً غسل کرے تاکہ نماز کی ادائیگی تلاوت قرآن کی ادائیگی، طواف اور قرآن مجید کا چھونا اور اس سے وطی کرنا یہ تمام چیزیں اس کے لیے جائز ہو جائیں۔ اگر غسل نہیں کرتی تو یہ چیزیں نہیں کر سکتی اور اپنے خاوند کے پاس بھی نہیں جا سکتی یہاں تک کہ ایک نماز کا وقت گذر جاتا ہے۔ مثلاً صبح کے وقت حیض کے دن پورے ہوئے اور دوپہر کا وقت آجاتا ہے۔ تو اب اس سے وطی کی جا سکتی ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب دس دن سے کم مدت میں خون بند ہو جاتا ہو۔

Marfat.com

وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا تَيَمَّمَتْ حَلَّ وَطْيُهَا بِذٰلِكَ التَّيَمُّمِ لَا تُصَلِّ وَاِنْ اِنْقَطَعَ دَمُهَا لِعَشَرَةِ اَيَّامٍ جَازَ وَطْيُهَا قَبْلَ الْغُسْلِ وَالطُّهْرِ اِذَا تَخَلَّلَ بَيْنَ الدَّمَيْنِ فِيْ مُدَّةِ الْحَيْضِ فَهُوَ كَالدَّمِ الْجَارِيْ وَاَقَلُّ الطُّهْرِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَا غَايَةَ لِاَكْثَرِهٖ وَدَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ وَهُوَ مَا تَرَاهُ الْمَرْاءَةُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ اَكْثَرُ مِنْ عَشَرَةِ اَيَّامٍ

اور امام محمد نے فرمایا جب وہ عورت تیمّم کر لے تو اس سے وطی کرنا حلال ہو جاتا ہے اور اس تیمّم کے ساتھ نماز نہ پڑھے اور جب حائضہ کو خون دس دنوں کے پورے ہونے پر بند ہو جائے تو غسل سے پہلے اس سے وطی جائز ہے اور پاکیزگی جب حیض کے ایام میں دو خونوں کے درمیان واقع ہو تو وہ جاری خون کی طرح ہے۔ اور پاکی کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہیں۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اور استحاضہ کا خون وہ ہے کہ جس کو عورت تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ عرصہ دیکھے

﴿**قبل الغسل**﴾ حیض کے دوران وطی کرنے سے روکنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حیض کے دوران نطفہ رحم میں قرار نہیں پکڑتا ہے اور خون کے ساتھ وہ نطفہ خارج ہو جاتا ہے۔ یہ علت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **یسئلونك عن المحيض ط قل هو اذى فاعتزلوا النساء** آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے یہ ایک گندگی ہے پس کنارہ کشی کرو عورتوں سے

﴿**والطهر**﴾ حیض یعنی "ناپاکی" کے مقابلے میں 'طہر' یعنی "پاکی" ہے

﴿**بين الدمين**﴾ یعنی حیض کے دس دنوں میں پہلے چند دنوں میں اور آخری چند دنوں میں خون آیا اور درمیان میں چند روز پاکی کے گذرے۔ ﴿**كلدم الجارى**﴾ یعنی حیض تصور کریں گے۔

﴿**خمسة عشر يوما**﴾ ایک حیض اور دوسرے حیض کے درمیان طہر کے لئے کم از کم پندرہ دن ہیں۔ اس سے کم سے دنوں کو طہر حساب نہیں کیا جائے گا۔ اور دو حیضوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ طہر کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں۔

﴿**لاكثره**﴾ یعنی ساری عمر بھی رہ سکتا ہے یا کسی عورت کی عادت مقرر ہو تو اس کی عادت کے دن حیض کے ہوں گے باقی طہر ہو گا۔

﴿**المراة**﴾ "مِراۃ" جب میم کی زیر سے آئے تو معنی ہو گا عورت۔ اور "مَراۃ" میم کی زبر ہو تو معنی ہو گا شیشہ۔

Marfat.com

فَحُكْمُهٗ حُكْمُ الرُّعَافِ الدَّائِمِ لَا يَمْنَعُ الصَّوْمَ وَلَا الصَّلٰوةَ وَلَا الْوَطْئَ وَ اِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ وَ لِلْمَرْأَةِ عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ رُدَّتْ اِلٰى اَيَّامِ عَادَتِهَا وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ اِسْتِحَاضَةٌ وَاِنِ ابْتَدَأَتْ مَعَ الْبُلُوْغِ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةُ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلَ مَارَأَتِ الدَّمَ وَالْبَاقِيْ اِسْتِحَاضَةٌ

پس اس کا حکم دائمی نکسیر کے حکم کی طرح ہے کہ نماز، روزے اور وطی سے نہیں روکتا ہے۔ اور جب خون دس دنوں سے زیادہ تک آئے اور عورت کے لیے عادت مقررہ ہو تو اس کی عادت کے دنوں کی طرف خون لوٹایا جائے گا۔ اور جو خون عادت سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ ہے۔ اور اگر عورت کو خون اس کے بالغ ہونے کے ساتھ مسلسل شروع ہوا۔ تو اس کا حیض ہر مہینے کے دس دن ہے پہلے وہ دن جن میں خون دیکھا اور باقی استحاضہ ہے۔

﴿رعاف الدائمه﴾ نکسیر آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح مستحاضہ کو جب استحاضہ کا خون آتا ہے تو ہر نماز کے لیے وہ تازہ وضو کرے اور نماز پڑھے چاہے نماز کے دوران خون آتا ہے۔

﴿لایمنع﴾ ایک لڑکی جس کی عمر بارہ سال ہے یا تیرہ سال یا سولہ ہے مگر وہ بالغ نہیں ہے۔ اس کو پہلا خون آیا بلوغ کا۔ اس نے سمجھا کہ یہ حیض ہے جبکہ اصل میں استحاضہ تھا اگر دس دن سے زیادہ خون آئے تو دس دن تو حیض کے ہوں گے جو کہ علامت بلوغ ہے اور باقی دن چاہے تین ہیں یا پانچ ہیں یا دس ہیں یا اس بھی زائد ہیں تو وہ استحاضہ کے ہوں گے

Marfat.com

وَالْمُسْتَحَاضَةُ وَ مَنْ بِهٖ سَلَسُ الْبَوْلِ اَوِ الرُّعَافُ الدَّائِمُ اَوِ اسْتِطْلَاقُ الْبَطْنِ اَوِانْفِلَاتُ الرِّيْحِ اَوِ الْجُرْحُ الَّذِیْ لَا يَرْقَأُ يَتَوَضَّئُوْنَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَيُصَلُّوْنَ بِذٰلِكَ الْوُضُوْءِ فِی الْوَقْتِ مَاشَآءُوْا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ فَاِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ وُضُوْءُ هُمْ وَ كَانَ عَلَيْهِمُ اسْتِيْنَافُ الْوُضُوْءِ لِصَلٰوةٍ اُخْرٰی وَ النِّفَاسُ هُوَ دَمٌ يَعْقُبُ الْوِلَادَةَ وَالدَّمُ الَّذِیْ تَرَاهُ الْحَامِلُ وَمَا تَرَاهُ الْمَرْأَةُ حَالَةَ الْوِلَادَةِ قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَلَدِ فَهُوَ اِسْتِحَاضَةٌ

اور مستحاضہ عورت اور جس کو سلسل بول ہو یا دائمی نکسیر ہو یا پیٹ سے خون آتا ہو یا ریح آتی ہو یا ایسا زخم ہو جو بہتا رہتا ہے تو ایسے لوگ ہر نماز کے وقت میں وضو کریں گے اور اس وضو کے ساتھ اس وقت میں فرائض و نوافل میں سے جو کچھ وہ چاہیں پڑھ سکتے ہیں، پس جب وقت نکل جائے تو ان کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لیے ان پر تازہ وضو واجب ہے۔ اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ ہونے کے بعد آئے۔ اور وہ خون جسے حاملہ عورت دیکھے اور وہ خون جسے عورت بچہ پیدا ہونے کے وقت بچے کی پیدائش سے پہلے دیکھے تو وہ استحاضہ ہے۔

﴿سلسل بول﴾ یہ ایک بیماری ہے جس میں پیشاب قطرہ قطرہ ٹپکتا رہتا ہے رکتا نہیں۔ "سلسل" مسلسل سے ہے یعنی آنے والا۔ بول یعنی پیشاب۔ ﴿استطلاق البطن﴾ دست کا ہونا یا ریح کا آنا اور اس کے ساتھ خون یا پانی کا آنا عنایہ شرح ہدایہ میں علماء فرماتے ہیں کہ جس کو دائمی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے وہ ریح دائمی ہو۔ ﴿نوافل﴾ فجر کی نماز کے لیے وضو کرے گا جب ظہر کا وقت آئے تو ظہر کی نماز کے لیے پھر وضو کرے گا اور اس وضو کے ساتھ فرائض و نوافل سب پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح جب عصر کا وقت آئے گا تو عصر کی نماز کے لیے وضو کرے گا اور اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے کرے گا۔ ﴿بطل﴾ پس جب وقت نکل گیا یعنی ظہر کے وقت کے ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت آیا، اسی طرح عصر کے بعد مغرب کا اور مغرب کے بعد عشاء کا وقت آیا بطل کا معنی ہے باطل ہو جانا، فاسد ہو جانا دوبارہ سے پورا وضو کرنا ﴿حاملہ﴾ وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو حاملہ کہلاتی ہے

Marfat.com

وَاَقَلُّ النِّفَاسِ لَاحَدَّلَهٗ وَاَكْثَرُهٗ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَالزَّائِدِ اسْتِحَاضَةٌ وَاِذَا تَجَاوَزَ الدَّمُ عَنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَكَانَتْ لَهَا عَادَةٌ فِي النِّفَاسِ رُدَّتْ اِلٰى اَيَّامِ عَادَتِهَا وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهَا عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ فَابْتِدَاءِ نِفَاسِهَا اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَمَنْ وَلَدَتْ وَلَدَيْنِ فِيْ بَطْنٍ وَاحِدٍ فَنِفَاسُهَا مَا خَرَجَ مِنَ الدَّمِ عَقِيْبَ الْوَلَدِ الْاَوَّلِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَعِنْدَ زُفَرَ وَمُحَمَّدٍ مِنَ الْوَلَدِ الثَّانِيْ وَالْعِدَّةُ تَنْقَضِيْ بِالْوَلَدِ الْاَخِيْرِ فِيْ قَوْلِهِمْ جَمِيْعًا

اور نفاس کی کم سے کم مدت نہیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں اور اس سے زیادہ استحاضہ ہے۔ اور جب چالیس دن سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور اس عورت کے لیے نفاس میں عادت مقرر ہے تو اس کی عادت کے مطابق لوٹایا جائے گا اور اگر اس کے لیے مقررہ عادت نہ ہو۔ پس ابتداء سے یا شروع ہی سے چالیس دن اس کے نفاس ہے اور وہ عورت جس نے ایک ہی پیٹ سے دو بچے جنے تو اس کا نفاس وہ خون ہے جو پہلے بچے کی پیدائش کے بعد نکلا، یہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کا قول ہے۔ اور امام محمد اور امام زفر کے نزدیک وہ خون جو دوسرے بچے کے بعد نکلے اور ان سب کے قول کے مطابق عدت آخری بچہ کی پیدائش سے پوری ہو جائے گی۔

﴿زائد استحاضة﴾ اسی لیے اس عورت پر نفاس کے احکام لاگو نہیں ہوں گے نفاس کے دنوں میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ نہ حج کر سکتی ہے۔ نہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ قرآن مجید کو بغیر غلاف کے چھو سکتی ہے یعنی چالیس دن کے بعد آنے والا خون استحاضہ کا ہو گا۔ اب وہ نماز، روزہ وغیرہ سب کرے گی۔ ﴿عادة النفاس﴾ یعنی وہ عورت پہلے بھی بچہ جن چکی ہے اور نفاس اس کا چالیس دن سے کم تھا تو اب اس مرتبہ بھی اس کا نفاس اتنے ہی دنوں کا ہو گا۔ پہلے بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آیا اس وقت سے نفاس کا شمار کیا جائے گا۔ ﴿فابتداء نفاسها﴾ اولیٰ یہ ہی ہے کہ جوڑے میں دوسرے بچہ کے بعد نفاس کی مدت کا شمار کیا جائے اس طرح پہلا خود بخود اس میں شامل ہو جائے گا۔

Marfat.com

بَابُ تَطْهِيْرُ النَّجَاسَاتِ

تَطْهِيْرُ النَّجَاسَاتِ وَاجِبٌ مِنْ بَدَنِ الْمُصَلِّيْ وَثَوْبِهٖ وَالْمَكَانِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيَجُوْزُ تَطْهِيْرُ النَّجَاسَةِ بِالْمَآءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ يُمْكِنُ اِزَالَتُهَا بِهٖ كَالْخَلِّ وَمَآءِ الْوَرْدِ وَالصَّابُوْنِ وَمَآءِ الْبَاقِلَا عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ جَمِيْعًا وَنَحْوِهِمَا مِمَّا اعْتُصِرَ بِالْعَصْرِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ

نجاستوں کو پاک کرنے کے بیان میں

پلیدیوں کو نمازی کے بدن اس کے کپڑے اور اس جگہ سے جہاں نماز پڑھتا ہے پاک کرنا واجب ہے اور نجاست کا پاک کرنا جائز ہے پانی کے ساتھ اور ہر اس بہنے والی پاک چیز کے ساتھ جس سے پلیدی دور کرنا ممکن ہو جیسے سرکہ ، عرق گلاب ، صابن ملا پانی اور قلولوں کا پانی کپڑے اور بدن سب سے اور ان سب کی طرح اس چیز سے جو نچوڑا جا سکتا ہو نچوڑنے پر امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف کے نزدیک۔

﴿**نجاسات**﴾ نجاسات جمع ہے "نجاسة" کی یعنی "پلیدی، ناپاکی" ﴿**واجب**﴾ واجب کے لغوی معنی "ضروری" اور "لازمی" کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں پانی کیساتھ یا بہنے والی پاک چیز کے ساتھ ہر اس چیز کو جس پر نجس کا حکم ہوتا ہے اس سے کپڑے کو یا بدن کو یا جگہ کو پاک کرنا واجب ہے۔ جسے کپڑے یا بدن یا جگہ پر خون یا چہ کا پیشاب لگ گیا تو اب اس کو مائع یا پانی کے ساتھ پاک کرنا واجب ہے ﴿**یصلی علیه**﴾ ان سب کو پاک کیے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسی لیے ہمارے محتاط فقہاء نے فرمایا کہ سڑکوں پر نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہاں طہارت کا حکم جاری نہیں ہوتا ہے۔ آجکل پختہ سڑکیں ہیں سیمٹ کی بنی ہوئی پہلے زمانے میں تو مٹی اور ریت کی سڑکیں تھیں جو جانور پیشاب کرتا وہ کھڑا ہو جاتا اور جگہ پلید ہو جاتی۔

Marfat.com

وَاِذَا اَصَابَتِ الْخُفَّ نِجَاسَةٌ وَلَهَا جِرْمٌ فَجَفَّتْ فَدَلَكَهٗ بِالْاَرْضِ جَازَ وَالْمَنِيُّ نَجِسٌ يَجِبُ غَسْلُهٗ اِذَا كَانَ رَطْبًا وَاِذَا جَفَّ عَلَى الثَّوْبِ اَجْزَاهُ الْفَرْكُ عِنْدَ اَصْحَابِنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَايَجِبُ غَسْلُهٗ رَطْبًا كَانَ اَوْ يَابِسًا وَالنَّجَاسَةُ اِذَا اَصَابَتِ الْمِرْاٰةَ وَالسَّيْفَ اُكْتُفِيَ بِمَسْحِهِمَا

اگر موزہ پر نظر آنے والی نجاست لگ جائے اور خشک ہو جائے پس اس نجاست کو زمین پر رگڑ دے تو جائز ہے۔ اور منی ناپاک ہے جب تر ہو تو اس کو دھونا واجب ہے اور جب کپڑے پر خشک ہو جائے تو کافی ہے اس کا رگڑ دینا ہمارے اصحاب کے نزدیک۔ اور امام شافعی کے نزدیک منی کا دھونا واجب نہیں ہے تر ہو یا خشک۔ اور جب آئینے یا تلوار کو نجاست لگ جائے تو ان دونوں کو پونچھ لینا کافی ہے۔

﴿ولھاجرم﴾ جیسے بڑا پیشاب، خون جو کہ لگا ہوا نظر آتا ہے اور موزہ، ان کو جذب نہیں کرتا کیونکہ چمڑے کا بنا ہوتا ہے۔

﴿یجب﴾ یجب بمعنی ضروری کے ہیں۔

﴿غسلہ﴾ غسل، غین کی زبر سے بمعنی دھونے، غین کی پیش سے بمعنی نہانے اور غین کی زیر سے بمعنی اس چیز کے جس سے نہایا جائے۔

﴿عند اصحابنا﴾ یعنی حنفیوں کے نزدیک۔

Marfat.com

وَاِذَا اَصَابَتِ الْاَرْضَ نِجَاسَةٌ فَجَفَّتْ بِالشَّمْسِ وَ ذَهَبَ اَثَرُهَا جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلٰی مَکَانِهَا وَلَا یَجُوْزُ التَّیَمُّمُ مِنْهَا وَمَنْ اَصَابَهٗ مِنَ النَّجَاسَةِ الْمُغَلَّظَةِ کَالدَّمِ وَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ مِقْدَارُ الدِّرْهَمِ فَمَا دُوْنَهٗ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ وَاِنْ زَادَلَمْ یُجْزِ وَاِنْ اَصَابَتْهُ نِجَاسَةٌ مُخَفَّفَةٌ کَبَوْلِ مَایُؤْکَلُ لَحْمُهٗ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ مَالَمْ یَبْلُغْ رُبُعَ الثَّوْبِ وَتَطْهِیْرُ النَّجَاسَةِ الَّتِیْ یَجِبُ غَسْلُهَا عَلٰی وَجْهَیْنِ

اور جب زمین پر نجاست لگ جائے پھر سورج کی وجہ سے خشک ہو جائے اور اس کا نشان مٹ جائے تو اس جگہ پر نماز جائز ہے۔ لیکن اس سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جس کو نجاست غلیظہ جیسے خون یا پاخانہ یا چھوٹا پیشاب یا شراب درہم کے برابر یا اس سے کم لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔ اور اگر زیادہ ہے تو نماز جائز نہیں ہے۔ اور اگر نجاست خفیفہ لگ جائے جیسے ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جب تک نجاست کپڑے کے چوتھائی حصہ کو نہ پہنچے نماز اس کے ساتھ جائز ہے اور جس نجاست کو دھونا واجب ہے اس کا پاک کرنا دو طرح پر ہے۔

﴿منها﴾ یعنی پلیدی خشک اور اس کا اثر اس جگہ سے مٹ گیا تب بھی وہاں کی مٹی سے تیمم کرنا جائز نہیں

﴿مغلظة﴾ یعنی گاڑھی ہو۔

﴿معه﴾ لیکن بہتر اور افضل یہ ہے کہ اتنی نجاست کو بھی صاف کرے۔

﴿ربع الثوب﴾ جیسے چار گز کی ایک چادر ہے۔ اگر ایک گز سے کم تک پیشاب لگا ہوا ہے تو اس چادر کے ساتھ نماز جائز ہے اور اگر ایک گز یا اس سے زیادہ ہے تو جائز نہیں۔ اسی طرح کرتہ، پاجامہ وغیرہ سب میں اس حصہ کے چوتھائی حصہ کا اعتبار ہوگا، جس پر نجاست لگی ہو

Marfat.com

فَمَا كَانَ لَهٗ عَيۡنٌ مَرۡئِيَّةٌ فَطَهَارَتُهَا زَوَالُ عَيۡنِهَا اِلَّا اَنۡ يَّبۡقٰى مِنۡ اَثَرِهَا مَا يَشُقُّ اِزَالَتُهَا فَهُوَ عَفۡوٌ وَمَا لَيۡسَ بِمَرۡئِيٍّ فَطَهَارَتُهٗ اَنۡ يَّغۡسَلَ حَتّٰى يَغۡلِبَ عَلٰى ظَنِّ الۡغَاسِلِ اَنَّهٗ قَدۡ طَهُرَ وَالۡاِسۡتِنۡجَآءُ سُنَّةٌ يَجۡزِئُ فِيۡهِ الۡحَجَرُ وَالۡمَدَرُ وَمَا قَامَ مَقَامَهُمَا وَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّمۡسَحَهٗ حَتّٰى يُنَقِّيَهٗ وَلَيۡسَ فِيۡهِ عَدَدٌ مَسۡنُوۡنٌ وَغَسۡلُهٗ بِالۡمَآءِ اَفۡضَلُ فَاِنۡ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مِنۡ مَخۡرَجِهَا لَمۡ يَجُزۡ فِيۡهِ اِلَّا بِالۡمَآءِ اَوِ الۡمَائِعِ وَلَا يَسۡتَنۡجِيۡ بِعَظۡمٍ وَلَا بِرَوۡثٍ وَلَا بِطَعَامٍ وَلَا بِمِلۡحٍ وَلَا بِيَمِيۡنِهٖ اِلَّا مِنۡ عُذۡرٍ

پس ان میں سے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے تو اس کی پاکیزگی نظر آنے والی چیز کو دور کرنا ہے مگر یہ کہ اس کو نشان جس کو دور کرنا مشکل ہو باقی رہ جائے تو وہ معاف ہے اور جو نجاست دکھائی دینے والی نہیں ہے تو اس کی پاکی اس کو دھونا ہے یہاں تک کہ دھونے والے کو غالب گمان ہو جائے کہ وہ پاک ہو گیا ہے اور استنجاء سنت ہے، استنجاء میں پتھر، ڈھیلا اور جو چیز ان دونوں کے قائم مقام ہو کافی ہے اور اس پر لازم ہے یہ کہ مخرج کو رگڑے یہاں تک کہ اس کو پاک کر دے اور اس میں کوئی عدد مسنون نہیں ہے اور مخرج کو پانی سے دھونا افضل ہے اور اگر نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کر جائے تو اس کا پاک کرنا جائز نہیں مگر پانی یا بہنے والی چیز کے ساتھ اور ہڈی، لید، کھانے کی چیز، نمک اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے مگر کسی عذر کی وجہ سے۔

﴿**طهارتها**﴾ "پاکیزگی" کا معنی ہے کہ اس کپڑے وغیرہ کے ساتھ نماز ہو جائے۔

﴿**مقامهما**﴾ یعنی جو جنس ارض سے ہو چوکہ جذب کرنے والی ہو۔ یعنی ڈھیلے کے قائم مقام ہو

﴿**وعليه**﴾ "علیٰ" جب ابتدائے کلام میں آجائے تو لزوم کے معنی دیتا ہے یعنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے "علیٰ" کے ساتھ اپنے اوپر ایک چیز لازم کی جیسے ان الله و ملائكته يصلون رعلى النبى اللهم صلى على محمد و آله محمد

Marfat.com

﴿**عدد مسنون**﴾ یعنی ایک سے یا دو سے یا تین سے یا چار سے کرے یہ سنت نہیں۔ البتہ طاق سے کرتے تو بہتر ہے

﴿**من مخرجها**﴾ مخرج، ظرف مکان ہے بروزن مفعل

﴿**مائع**﴾ جیسے ماء الورد اور ماء الباقلا ہیں۔

﴿**ولا بروث**﴾ اس لیے کہ حضور ﷺ کے قول کے مطابق یہ جنوں کی خوراک ہے

﴿**بطعام**﴾ کیونکہ یہ ضائع کرنا ہے اور اسراف کرنا ہے

﴿**ولا بیمینه**﴾ حضور ﷺ کے قول کے مطابق دائیں ہاتھ سے پسندیدہ کام لیا جائے اور بائیں ہاتھ سے ناپسندیدہ کام لیا جائے۔

Marfat.com

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کی کتاب

﴿اَلصَّلٰوۃُ﴾ عبادت نہایت تذلل کا نام ہے۔ جس کا اظہار معبود حقیقی کے آگے کیا جاتا ہے۔ نماز کے تمام اعمال وارکان پر غور کرو، عبادت یا اظہار ذلت کا مفہوم بخوبی تمہارے دل نشین ہو گا۔ عابد نماز کا قصد کر رہا ہے۔ مصلی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ زبان پر "انی ذاهب الی ربی سیهدین" دل غیر حق سے پاک ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو بزرگی کا مستحق نہیں سمجھتا اور اس فہم کے ساتھ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے روبرو ہو کر کہتا ہے۔

"انی و جهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ط "دل پوری طرح متوجہ بحق ہے۔ ورنہ جانتا ہے کہ جھوٹ کی سزا کیا ہے۔ "یخدعون الله وهو خادعهم " اب نیت میں خلوص ہے۔ حق تعالیٰ ہی کے لئے نماز پڑھ رہا ہے۔ عاشقانہ ایمان کے پیدا ہونے کے لئے پڑھ رہا ہے۔ عادت کے تحت نہیں ان ہی کے حول و قوت سے پڑھ رہا ہے۔ ثناء حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت و جبروت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور توحید کا اقرار " لا اله غیرك "سے ہو رہا ہے۔ اب حضوری میں دست بستہ نظر نیچی کئے ہوئے ذلت و مسکنت کی تصویر بنا کھڑا ہے۔ زبان پر جاری ہے۔ الحمد للہ اور دل میں سمجھ رہا ہے کہ عالم میں کوئی ذات مستحق حمد نہیں۔ سارے محاسن و محامد کی وہی ایک ذات " لاشریك له "سزا وار ہے۔ جب رب العالمین کہتا ہے تو جانتا ہے کہ " لارب سواه " ربوبیت اسی کو زیبا ہے۔ عالم تمام اس کا مربوب ہے ۔

الرحمن الرحیم کہتے وقت عالم رجا میں داخل ہوتا ہے۔ رحمت و کرم کی امید دل میں پیدا ہوتی ہے۔ جانتا ہے کہ رحمانیت کا تعلق تو ساری کائنات سے ہے اور رحیمیت خصوصی شے ہے۔ اور مومنین سے مختص۔" کان بالمومنین رحیما مالك یوم الدین " کہتے وقت تمام عالم خوف کا مشاہدہ کرتا ہے۔ روز قیامت حق ہے اور یہ وہ دن ہے کہ اس کی شان میں فرمایا ہے ۔

" یوم لاتملك نفس لنفس شیئا " اس امید و بیم کی حالت میں عرض کرتا ہے۔ "ایاك نعبد " حق تعالیٰ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ذل وافتقار کا رشتہ آپ ہی سے جوڑتے ہیں " و ایاك نستعین "آپ ہی سے استعانت کرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ " لا فاعل فی الوجود الا الله ط ماسواء الله "سے بالکل اعراض کر کے آپ ہی کی طرف بالکلیہ رجوع کرتے ہیں۔ ہم آپ کے سوا استعانت کی جہت سے غیر کو کیوں پکاریں۔ جبکہ ہمیں یہ سنا دیا گیا ہے۔ اور ہم نے بھی تجربہ سے توثیق کر لی ہے۔ کہ آپ کے سوا کسی میں حول و قوت نہیں۔ " لاحول ولا قوة الا بالله" اس لئے وہ ہمیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر، اس حمد و ثنا اقرار عبودیت کے بعد التماس و دعا

Marfat.com

" اهدنا الصراط المستقیم " حق تعالی راہ مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ نفس وہوا سے چھوٹیں۔آپ کا قرب نصب ہو، "صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین " اہل انعام کی راہ پر چلنا نصیب ہو، جو انبیاء و اولیاء کی راہ ہے یہی اہل انعام ہیں۔ " اولئك الذین انعم الله علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین" مغضوبین وضالین کی راہ نہیں ، جنہوں نے غیر اللہ سے عبادت و استعانت کا رشتہ قائم کر کے ہمیشہ کے لئے خسارے میں اپنے کو مبتلا کر لیا۔ "اولئك ھم الخسرون الذین خسروا انفسھم " اس حمد و ثنا، التماس و دعا کے ساتھ وہ کلام ربانی کی چند اور آیتیں احکام خداوندی کے معلوم کرنے، تکرار سے ان کو اپنے ذہین میں جمانے، ہر حرف کی تلاوت پر دس ۱۰ نیکیاں کمانے اور حق تعالی سے سرگوشی کرنے۔ پڑھتا ہے اور پھر فوراً پیشی میں جھک جاتا ہے گویا اپنے رحمن و رحیم آقا کے "پیٹ میں مونڈی " دے دیتا ہے۔اس طرح اپنی ذلت کا مزید اظہار کرتا ہے۔ اسی حالت میں اس کی زبان سے اس کے مولی کی تقدیس و تنزیہ و تحمید جاری ہوتی ہے۔ اپنی بے مائیگی، فقر و ذلت کا احساس قلب میں واضح طور پر موجود ہوتا ہے۔ جب سر اٹھاتا ہے تو حق تعالی اس کی زبان سے فرماتا ہے۔

" سمع الله لمن حمده " اس طرح اس کا مرتبہ بلند کرتے ہیں۔ ہر سر معبود حقیقی کے آگے جھکتا ہے۔ وہ مخلوق کے آگے نہیں جھک سکتا۔ وہ سب سے بلند ہوتا ہے۔ ممتاز ہوتا ہے۔ بے نیاز ہوتا ہے وہ ایک لا قیمت جوھر ہوتا ہے۔ سچ ہے۔ " من رکن الی مولی و مال الیه احرقه الله بنوره حتی یصیر جوھر الاقیمة له "(حدیث) ترجمہ :۔ جو اپنے مولی کی طرف جھکتا ہے اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے نور سے جلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک لا قیمت جوہر ہو جاتا ہے۔ اس سر فرازی کے شکریہ میں وہ حق تعالی کی حمد کرتا ہے اور پھر دل پر گر جاتا ہے پیر پکڑ لیتا ہے اور اس طرح غایت تذلیل کا اظہار کرتا ہے۔ زبان پر آقا کی عظمت، رفعت و علو کا اقرار جاری ہو جاتا ہے۔ اس اظہار تذلیل میں وہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک پاتا ہے ۔

" وجعلت قرة عینی فی الصلوة " (آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) یہ آنکھ کی ٹھنڈک اس کو اپنے محبوب مولی کے مشاہدہ سے ہو رہی ہے۔ یہی اس کا کمال ہے۔ یہی اس کی معراج ہے۔ "الصلوة معراج المو من " "عن ابی ھریرة " ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ، " ارایتم " کیا تم دیکھتے ہو کہ تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ شخص اس میں دن میں پانچ دفعہ نہاتا ہو کیا اس پر کچھ بھی میل کچیل باقی رہے گی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس پر کچھ بھی میل کچیل نہ رہے گی ۔ " قال فذالك مثل الصلوة الخمس یمحوالله بھن الخطا یا "ارشاد فرمایا۔ پانچ نمازوں کے ادا کرنے کی مثال ایسی ہی ہے اور اللہ تعالی ان نمازوں کی برکت سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حجتہ الاسلام امام شاہ ولی اللہ دہلوی، حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ :۔ نماز تمام پاکیزگیوں اور رموز کو جمع کرنے والی ہے۔ اور نفس کو پاک کر کے عالم اعلے کی سیر کرانے والی ہے۔ اور نفس کی خاصیت یہ ہے کہ جب وہ ایک صفت سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اس کی ضد اس سے رفو چکر ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح اس سے دور ہو جاتی

Marfat.com

ہے گویا کہ اس میں کبھی پائی ہی نہیں گئی تھی۔ پس جس کسی نے نمازوں کو " کماحقه "ادا کیا ۔ ان کیلئے مکمل وضو کیا اور ان کے درمیان تضرع، اور ان کی تسبیحات اور مختلف اشکال بدنی کو احسن طور پر سرانجام دیا، اور خاص کر جس شخص نے رکوع، سجود، قیام سے مجاز چھوڑ کر حقیقت کو مد نظر رکھا، اور اسی طرح مختلف اشکال بدنی سے ان کے حقیقی مطالب کی طرف رجوع کیا تو کوئی شک نہیں کہ اس نے ایک گہرے سمندر میں غوطہ لگایا، جو کہ سراسر رحمت ہے اور اس سے تمام ناپاکیاں اور گناہ زائل ہو گئے۔

" عن جابر قال رسول الله ﷺ بين العبد و بين الكفر ترك الصلوة " (رواه مسلم)

ترجمہ :۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا (مسلمان) بندے کے درمیان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

ترجمہ ۔ نماز اسلام کی نشانیوں اور طریقوں سے سب سے بڑا عنصر ہے اور وہ بھی ایسا کہ اگر کسی میں نہ پایا جائے تو مناسب یہ ہے کہ اس پر اسلام سے نکلنے کا فتویٰ لگایا جائے کیونکہ اسلام اور نماز میں رابطہ ہے اور اسی طرح اسلام کے جو لغوی معنی ہیں (کہ اللہ کی رضا کیلئے سر رکھ دینا)اس معنی کی تحقیق کرنے والی صرف نماز ہی ایک چیز ہے اور جس کسی کے نصیب میں یہ نعمت عظمیٰ نہیں تو اس کو اسلام سے سوائے نام کے کچھ سروکار نہیں ۔ جس کا اعتبار کچھ بھی نہیں ۔ "و عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبى ﷺ "عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے ۔ اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں ۔ یہ کہ انہوں نے یعنی حضور سرکار دو عالم ﷺ نے "ذكر الصلوة يوما " ایک دن نماز کا ذکر کیا۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا(جو کوئی نماز کی محافظت)کرتا ہے

" كانت له نورا و برهانا ونجاة يوم القيامة " وہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور حجت اور نجات ہو گی (اور کوئی نماز کی محافظت نہیں کرتا) "لم تكن له نورا و لا برهانا و لا نجاة " تو یہ نماز اس کے لئے نہ تو نور نہ حجت اور نجات نہ بنے گی۔

" فكان يوما القيامة مع قارون و فرعون وهامان و ابى ابن خلف "(رواه احمد والدارمی والبیهقی فی شعب الایمان) پس یہ شخص (جو نماز کی محافظت نہیں کرتا) قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہو گا۔ ابی ابن خلف حضور ﷺ کا دشمن تھا۔ حضور سید عالم ﷺ نے اس کو جنگ احد میں اپنے دست مبارک سے قتل کیا تھا۔ نماز کی محافظت اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ اس کو فرائض، واجبات، سنن اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کیا جائے ۔ جب کوئی مسلمان اس طریق پر نماز پڑھے گا تو یہ نماز اس کے لئے نورانیت ہو گی ۔ اس کو عذاب سے بچانے کے لئے روشن دلیل ہو گی اور مغفرت و بخشش کا سبب بنے گی ۔ اور جو شخص اس طریق پر نماز ادا نہ کرے گا۔ اس کے لئے نہ نور، نہ دلیل، نہ حجت ہو گی ۔ بلکہ وہ شخص قیامت میں بڑے بڑے مجرموں کے ساتھ ہو گا۔ جیسے قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف، امام مالک رحمت اللہ علیہ اور امام شافعی رحمت اللہ علیہ وغیرہما کے نزدیک نماز نہ پڑھنے والے کا قتل واجب ہے اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک جب تک پھر وہ باقاعدہ نماز نہ پڑھنی شروع کر دے اس کو مارنا اور قید کرنا چاہیے

Marfat.com

بَابُ اَوْقَاتِ الصَّلوٰةِ

اَوَّلُ وَقْتِ الْفَجْرِ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ الثَّانِیْ وَهُوَ الْبَيَاضُ الْمُعْتَرِضُ فِی الْاُفُقِ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَاَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَیْءٍ مِثْلَيْهِ سِوٰی فَیْءِ الزَّوَالِ وَقَالَ صَاحِبَاهُ اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ سِوٰی فَیْءِ الزَّوَالِ

نماز کے اوقات

نماز فجر کا اول وقت وہ ہے جبکہ دوسری سفیدی نمودار ہو جائے اور یہ وہ سفیدی ہے جو آسمان کے کناروں میں پھیلتی ہے۔ اور نماز فجر کا آخری وقت جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو۔ اور نماز ظہر کا پہلا وقت وہ ہے جبکہ سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے اس کا دگنا ہو جائے۔ اور صاحبان نے فرمایا کہ جب ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے ایک گنا ہو جائے۔

﴿اوقات﴾ "اوقات" جمع ہے "وقت" کی، یعنی کونسے وقت میں کونسی نماز فرض ہے

﴿الفجر﴾ فجر کا لغوی معنی ہے پھٹنا۔ تاریکی سے سفیدی کا نمودار ہونا۔ اصطلاح شریعت میں صبح صادق کا صبح کاذب سے نکلنا "الفجر" سے مراد صبح صادق ہے۔ صبح صادق آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے جبکہ صبح کاذب لمبائی میں پھیلتی ہے۔

﴿لم﴾ یہاں "لم" جو کہ حرف جازم ہے "تطلع" کی "عین" کو جزم دے گا۔

﴿زالت الشمس﴾ یعنی جھکنے لگے۔ استواء میں نماز نہیں ہوتی کیونکہ مکروہ وقت ہے۔ اسی طرح طلوع اور غروب آفتاب کے وقت بھی نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سب اوقات مکروہ کہلاتے ہیں۔ یہ اس لیے تاکہ سورج پرستوں سے مشابہت نہ ہو۔ سورج پرست

Marfat.com

طلوع، زوال اور غروب کے وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لیے ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہا کہ تین اوقات ہیں کہ جن میں نماز پڑھنے سے حضور نے ہمیں منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ہم ان اوقات میں دفن کریں اپنے مردوں کو طلوع آفتاب کے وقت یہاں تک وہ (سورج) بلند ہو جائے اور زوال آفتاب کے نزدیک یہاں تک کہ جھک جائے اور غروب کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے اور ان کے قول کہ "مردوں کو نہ دفن کریں" سے مراد یہ ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھیں کیونکہ مردہ دفن کرنا مکروہ نہیں ہے۔

Marfat.com

وَاَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ اِذَا خَرَجَ وَقْتُ الظُّهْرِ عَلَى الْقَوْلَيْنِ وَ اٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ تَغْرُبِ الشَّمْسُ وَاَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَهُوَ الْبَيَاضُ الَّذِىْ فِى الْاُفُقِ بَعْدَ الْحُمْرَةِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ صَاحِبَاهُ هُوَ الْحُمْرَةُ وَ اَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَآءِ اِذَا غَابَتِ الشَّفَقُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ الثَّانِىْ

ان دونوں قولوں کے مطابق جب ظہر کا وقت نکل جائے تو عصر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا آخری وقت جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے اور مغرب کا اول وقت جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب تک کہ شفق غائب نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد آسمان کے کناروں میں ہوتی ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ شفق وہ سرخی ہی ہے اور عشاء کا اول وقت جبکہ شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب تک کہ صبح صادق طلوع نہ ہو۔

﴿**وقال صاحباه**﴾ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد مراد ہیں۔ ﴿**فی ء الزوال**﴾ یہاں پر امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا اختلاف ہے۔ فتویٰ اس کی طرف ہوگا جن کے ساتھ اکثریت ہو گی ﴿**علی القولین**﴾ یعنی امام صاحب کا قول اور ان کے شاگردوں کا قول ﴿**تغرب الشمس**﴾ غروب کا معنی ہے چھپ جانا۔ یعنی سورج غروب ہو رہا ہے تو نماز نہیں ہو گی "الا بعصرہ" مگر اس دن کی نماز عصر پڑھ سکتا ہے۔ ﴿**وقت المغرب**﴾ امام ابو حنیفہ نے مغرب کے وقت کے داخل ہونے کی ایک علامت بتائی ہے کہ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے وہاں سیاہی پھیل جائے۔ اہل حدیث اور ہمارا (احناف کا) یہ اختلاف ہے کہ وہ سورج کے ڈوبتے ہی اذان دیتے ہیں جبکہ ہم انتظار کرتے ہیں کیونکہ مشرق کی سمت سیاہی پھیلنے میں سات، آٹھ منٹ لگتے ہیں

﴿**فجر الثانی**﴾ یعنی صبح کاذب میں بھی عشاء کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اس لیے علماء اور مؤذن کو پوری تحقیق کے بعد اذان دینی چاہیے

Marfat.com

وَ اَوَّلُ وَقْتِ الْوِتْرِ وَقْتُ الْعِشَآءِ عِنْدَنَا اِلَّآ اَنَّهٗ يُؤْمَرُ بِتَقْدِيْمِ الْعِشَآءِ وَعِنْدَهُمَا بَعْدَ الْعِشَآءِ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا مَالَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ الثَّانِيْ وَيَسْتَحِبُّ الْاَسْفَارُ بِالْفَجْرِ وَالْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَقْدِيْمُهَا فِي الشِّتَآءِ وَتَاخِيْرُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَ تَعْجِيْلُ الْمَغْرِبِ وَتَاخِيْرُ الْعِشَآءِ اِلٰى مَاقَبْلَ ثُلُثِ الَّيْلِ وَالْمُسْتَحَبُّ فِي الْوِتْرِ لِمَنْ يَثِقُ صَلٰوةَ الَّيْلِ اَنْ يُؤَخِّرَ الْوِتْرَ اِلٰى اٰخِرِ الَّيْلِ فَاِنْ لَّمْ يَثِقْ بِالْاِنْتِبَاهِ اَوْتَرَ قَبْلَ النَّوْمِ

اور ہمارے نزدیک وتر کا پہلا وقت عشاء کا وقت ہے مگر یہ کہ عشاء کا اس سے پہلے پڑھنے کا حکم دیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک وتر کا وقت عشاء کے بعد ہے اور اس کا آخری وقت جب تک کہ صبح صادق طلوع نہ ہو اور مستحب ہے فجر کو روشنی میں پڑھنا گرمی میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا اور سردی میں اول وقت پڑھنا اور عصر کو تاخیر سے پڑھنا جب ہے کہ سورج میں تغیر نہ آئے اور مغرب کو جلدی پڑھنا اور تہائی رات سے پہلے تک عشاء کو موخر کرنا اور اس شخص کے لیے جو کہ نماز تہجد پڑھنے کا یقین رکھتا ہے وتر کا رات کے آخری حصہ تک موخر کرنا مستحب ہے۔ پس اگر بیدار ہونے کا یقین نہیں تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لے۔

﴿**الاسفار**﴾ یعنی نماز فجر کو روشنی میں پڑھنا تاکہ صبح صادق اور کاذب میں فرق ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ "**اسفروبالفجر فانه اعظم للاجر**"۔ کہ صبح کی نماز خوب روشنی میں پڑھو پس بیشک اس میں ثواب زیادہ ہے" ﴿**تاخیر**﴾ یعنی دیر سے پڑھنا ﴿**تاخیر فی العصر**﴾ اکثر حضرات عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے ہیں یہاں تک کہ آدھے گھنٹے کے بعد مغرب کی نماز پڑھتے ہیں ﴿**تاخیرالعشاء**﴾ اس میں حکمت یہ ہے کہ تہجد بھی پڑھی جا سکتی ہے ﴿**یثق**﴾ وثوق یعنی طاقت، استطاعت ﴿**یؤخر الوتر**﴾ اس لیے کہ وتر "تمت صلوۃ" ہے یعنی نماز کو ختم کرنے والا ہے۔ اس لیے ہمارے فقہاء کہتے ہیں کہ وتر کے بعد نفل نہ پڑھو۔ لیکن یہ مستحب ہے فرض یا واجب نہیں۔ پڑھ سکتا ہے لیکن تمت صلوۃ کا ادب قائم نہیں رہتا

Marfat.com

بَابُ الْاَذَانِ

اَلْاَذَانُ سُنَّةٌ مُّؤَكَّدَةٌ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ دُوْنَ مَاسِوَاهَا وَصِفَةُ الْاَذَانِ مَعْرُوْفَةٌ

اذان

نمازِ پنجگانہ اور جمعہ کے لیے سنت مؤکدہ ہے سوائے ان کے دوسری نمازوں کے لیے نہیں ہے۔ اور اذان کی تعریف جانی پہچانی ہے

﴿اذان﴾ ایک اذن ہے جس کے معنی "کان" کے ہیں یہ اذان ہے بمعنی "اعلان کرنا" کے ہیں اُذن کی جمع اذان ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یجعلون اصابعهم فی اذانهم من الصواعق (پ البقرۃ: ۱۹) حضور ﷺ کے کانوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل اذن خیر۔ فرما دیجئے کہ یہ کان تمھارے حق میں اچھے ہیں اس طرح مخالفین کا طنز رد کر دیا اذان سن کر مسجد سے نکلنے کی کراہت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "قال امرنا رسول اللہ ﷺ اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلوٰۃ فلا یخرج احدکم حتی یصلی" (رواہ احمد) وہ کہتے ہیں کہ ہم کو حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا۔ جب تم مسجد میں موجود ہو اور اذان ہو جائے تو تم میں سے ایک بھی مسجد سے باہر نہ نکلے حتی کہ نماز پڑھی جائے۔ ابی اشعثاء سے روایت ہے۔" قال خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فیه فقال ابو هریرة اما هذا فقد عصی ابا القاسم ﷺ " (رواہ مسلم) وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلا تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابی القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔" قال قال رسول اللہ ﷺ من ادرکه الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجة وهو لا یرید الرجعة فهو منافق" (رواہ ابن ماجہ) وہ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم فخر کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اذان کو مسجد میں پالیا۔ پھر وہ مسجد سے نکلا کسی خاص ضرورت کے لئے نہیں اور وہ شخص واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے۔ اگر کسی خاص ضرورت مثلاً قضائے حاجت وغیرہ کے لئے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ﴿مؤکدة﴾ یعنی تاکید کی ہوئی ﴿دون ما سواها﴾ یعنی صلوٰۃ عیدین، جنازہ، کسوف، نوافل کے لیے اذان نہیں ﴿صفة﴾ فقہ اور منطق میں "صفت" کا معنی تعریف کے ہیں

Marfat.com

وَهِيَ اَنْ يَّقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَلَا تَرْجِيْعَ فِيْهِ وَيَزِيْدُ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ بَعْدَ الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ

اور وہ یہ ہے کہ اللہ اکبر سے آخر تک کہے اور اس میں ترجیع نہیں ہے فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دوبار الصلوة خیر من النوم کا کلمہ زیادہ کیا جائے گا۔

﴿واشهد ان محمدا رسول الله﴾ حضور سید الکونین ﷺ کے اسم گرامی لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت ہے۔ آج کل امور مذہبی میں انتہائی بے احتیاطی اور لاپرواہی برتی جارہی ہے۔ کتاب و سنت اور خصوصاً فقہ حنفی سے بے اعتنائی نے ہر ایک کو دین حقہ سے بیگانہ بنادیا ہے۔ اسی غفلت کی وجہ سے حضور اکرم سید الکونین ﷺ کی شان اقدس، ادب اور تعظیم کو مسلمان رفتہ رفتہ فراموش کرتا چلا جارہا ہے۔ ایسے علماء جو درحقیقت فقہ حنفی کے عملاً پیرو نہیں عوام کے سامنے تقلید کا لبادہ اوڑھ کر آتے ہیں تاکہ عوام کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت کے لیے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنے آپ کو متبعین فقہ حنفیہ ظاہر کرکے ہر امر مستحسن پر بدعت کا فتویٰ لگادیتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حق اور باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ عوام بیچارے ان کی چرب زبانی اور جبہ و عمامہ کو دیکھ کر فریب کھاجاتے ہیں۔

اسی ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم شفیع عالمیان، حامل لواء حمد، صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے نام پاک لینے کے وقت اور خصوصاً اذان میں انگوٹھوں کا چومنا بدعتیوں کا کام ہے اور یہ بدعتیوں کی علامت یعنی نشانی ہے۔

الغرض جو بھی شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین، خاتم النبین، غریبوں و بے نواؤں کے ملجا و ماویٰ، مالک و مختار ﷺ کی عزت کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت و شان کرتا ہے۔ آپ کے تصرفات، کمالات اور معجزات کا اظہار کرتا ہے اور آپ ﷺ کے محامد و محاسن بیان کرنا عین ایمان اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ وہ ایسے حق فروش علماء کے نزدیک بدعتی اور گمراہ کہلاتا ہے۔

اس جسارت پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ علم کا ڈھونگ رچا کر شاہد، بشیر، نذیر، رؤف اور رحیم رسول اللہ ﷺ کے ادب و تعظیم کا پاس نہ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ،، دام تزویر منہ چوں دگراں قرآں را،، فیا للعجب واحسرتا، یہ دور بھی آنا تھا کہ توحید باری تعالیٰ

Marfat.com

عزاسمہ وجل مجدہ وعم نوالہ کی آڑ لے کر رسالت مآب دعاء خلیل ونوید مسیح ﷺ کی تنقیص شان کی جائے

مسئلہ مذکورہ کے متعلق آپ کی خدمت میں صرف چند فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتابوں سے حوالہ جات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ خود بنظر انصاف فیصلہ فرمادیں کہ آیا (استغفر اللہ) یہ مشاہیر علماء بدعتی ہیں۔یا اس قسم کی غلط اور بے بنیاد باتیں بیان کرکے سادہ لوح عوام کو امام اعظم رحمت اللہ علیہ کی تقلید سے منحرف کرنے کی ناروا کوشش ہے۔

"یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة ﷺ یا رسول الله وعند الثانیه منها یقول اللهم متعنی با السمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائد الی الجنة کذافی کنز العباد ."

ترجمہ۔یعنی پہلی شہادت کے سننے کے ساتھ ہی صلی الله علیك یا رسول الله کہنا اور دوسری شہادت کے وقت قرة عینی بك یا رسول الله کہنا مستحب ہے پھر دونوں آنکھوں پر دونوں انگوٹھوں کے ناخن رکھنے کے بعد یہ کلمات کہنا چاہئیں: اللهم متعنی با السمع والبصر کیونکہ حضور اکرم ﷺ ایسے شخص کے لئے جنت کے قائد بنیں گے۔(ردالمحتار شرح درالمختار شامی ج اول ۲۷۹ مطبوعہ مصر)

"ذکر القهستانی عن کنز العباد انه یستحب ان یقول عند السماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی ﷺ صلی الله علیك یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرة عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهامیه علی عینیه فانه ﷺ یکون قائدا له فی الجنة (ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعا من مسح العینین)" (طحطاوی شرح مراقی الفلاح صہ ۱۱۱تا۱۱۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔علامہ طحطاوی نے قہستانی کے حوالے سے کنزالعباد سے نقل کیا ہے کہ جب پہلی بار" اشهد ا ن محمد رسول الله "سنے تو " الصلوة والسلام علیك یا رسول الله "پڑھے اور جب دوسری بار سنے تو انگوٹھوں کو آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہے " قرة عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر"یارسول اللہ ﷺ آپ کے اسم گرامی کیساتھ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یااللہ! مجھے سننے اور دیکھنے کے ذریعے نفع عطا فرما۔نبی اکرم ﷺ اس شخص کے لیے قیامت کے دن قائد ہوں گے۔امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشهد ان محمدا رسول الله سن کر شہادت کی انگلی کا پورا چوم کر آنکھوں پر لگائے۔

" وضع الابها مین علی العینین فی الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله سنة کذا فی المضمرات ".

ترجمہ۔اذان میں اشهد ان محمدا رسول الله کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

(فتاویٰ واحدی۔ج اول صہ ۷۵)

"حکی ان ابا بکر الصدیق رضی الله عنه استمع الاذان قبل ظفرا بها میه فمسح بهما عینیه قال له رسول الله ﷺ لای شی فعلت هذا قال تیمنا باسمك الکریمه قال علیه السلام احسنة ، فمن عمل به فقد امن الرمد انتهی "

Marfat.com

ترجمہ :۔ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اذان سنی تو آپ نے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر لگایا۔ حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ کے اسم مبارک سے برکت حاصل کرنے کے لیے۔ تو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ جس کسی نے ایسا کیا اس کی آنکھیں دکھنے سے بچی رہے گی۔ (عبدالحلیم علی الدرر شرح الغرر جلد اول صہ ۵۱ مطبوعہ مصر)

فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مندرجہ بالا ارشادات گرامی قدر سے ثابت ہو گیا کہ انگوٹھوں کا چومنا (حضور ﷺ کے اسم گرامی کے وقت اذان میں) مستحب اور باعث، رفعت درجات عالیہ ہے۔ اب وہ حدیث لکھی جاتی ہے جس سے اس فعل کا استنباط ثابت ہوتا ہے غیر مقلدین حضرات اس حدیث کے ضعف کو ثابت کرتے ہوئے ناقابل عمل ٹھہراتے ہیں۔ اس بارے میں علم اصول حدیث وفقہ کی روشنی میں ان کے اس مغالطہ کو وہ ,, ضعف ،، کے لفظ سے دیتے ہیں۔ حل کیا جاتا ہے تاکہ راہ صواب نظر آجائے۔

" **في كتاب الفردوس لديلمي من قبل ظفري ابهاميه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله في الاذان انا قائده و مدخله في صفوف الجنة** ۔" ترجمہ :۔ فردوس دیلمی میں ہے کہ جس نے اذان کے کلمہ شہادت ثانیہ سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما۔ میں اس کو جنت کی صفوں میں داخل کرنے والا ہوں گا اور اس کا قائد ہوں گا۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔ **واجمعوا على جواز العمل با الحديث الضعيف في فضائل الاعمال** فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل مستحب ہے۔ جیسا کہ فقہاء کرام کی ان عبادتوں سے ثابت ہوتا ہے جو کہ شروع میں درج کر دی گئی ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ " **بل يستحب كما صرح به ارباب الكمال منهم سيدنا العلامه علي بن سلطان القاري قال في رسالة عملهافي فضائل النصف من شعبان جهاله بعض الرواة لا يقتضي كون الحديث موضوعا و كذا نكارة الالفاظ فينبغي ان يحكم عليه بانه ضعيف ثم يعمل با الضعيف في فضائل الاعمال** ."

ترجمہ :۔ حضرت علامہ قاری نے یہ رسالہ شب قدر کی فضیلت میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ اگر کسی حدیث کے راوی ناشناسا ہوں، یا الفاظ ایسے ہوں کہ ان سے محدث کو ناآشنائی ہو تو اس پر موضوع ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی اس کو محض اس بنا پر ضعیف کہا جا سکتا ہے اور پھر فضائل اعمال میں تو ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

"**قد اتفق الحفاظ و لفظ الا ربعين قد اتفق العلماء على جواز العمل به في فضائل الاعمال بالاتفاق** "یعنی تمام حفاظ حدیث اور اربعین کے الفاظ میں تمام علماء حدیث کا اس پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا بھی ضروری اور واجب ہے۔ (حرز ثمین شرح حصن حصین)۔

Marfat.com

اس کا فلسفہ مندرجہ ذیل ہے ۔ "لانه ان کا ن صحیحا فی نفس الامر فقدا عطی حقه من العمل والا لم یترتب علی العمل به مفسدة تحلیل ولا تحریم ولاضیاع حق لغیره " (کتاب فتح المبین شرح اربعین)

اگر حدیث نفس امر میں صحیح ہے تو عمل کرنے کے لئے اس نے اپنا حق ادا کر دیا، اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے نہ شرعی تحلیل میں کوئی فساد اور نہ کسی تحریم کا ارتکاب اور نہ کسی کے حق کو ضائع کرنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ فضائل اعمال کے بارے میں ہے۔ اگر اس مسئلہ کو ٹھنڈے دل سے سوچا جائے اور اس پر پورا غور و خوض کیا جائے تو صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے کہ اس فعل کو بدعت قرار دینے سے محض حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس کو کم کرنا ہے۔ توحید کے پردے میں رسالت کی توقیر سے انکار ہے۔

یہی مولوی جو اس بابرکت فعل کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ خود کئی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں جو کہ تمام حفاظ و علماء حدیث کے مذہب کے مطابق ضعیف ہیں۔ اور ان کے ضعف پر اجماع ہے جیسے مسح رقبہ، یہ اس پر تو عمل کرنا مستحب چھوڑ کر سنت تک پہنچا دیا گیا۔ حالانکہ یہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔ وضو کے بعد آب وضو کو مندیل (رومال) سے خشک کرنا بھی اسی قبیل سے ہے، ایک ضعیف کو جواز اور استحباب کے لیے حجت قرار دے کر دوسری کو ضعیف مان کر اس کے لیے بدعت کرنا ترجیح بلا مرجح ہے ۔ حضرت علامہ مولینا مولوی وصی احمد صاحب فرماتے ہیں :۔

"قد اعتر بهذا كثير من الوهابية الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون ان هم يحسنون صغا وستزلهم الشيطن فلم يتبركوا معر وفا فيه تعظيم من امرنا الله تعالى بتعظيمه و توقيره الا جعلوه منكرا و امرا مبتدعا و تمسكوا به في منع تقبيل الابهامين عند سماع اسمه الشريف في الشهادتين الاخيرتين و غالطوا به المبتدين من طلبة العلم منا اهل السنة و الجماعة "

ترجمہ :۔ یعنی بہت سے وہابی اس ٹکڑے کے مفہوم سے (یعنی انه لم یصع فی المرفوع منه شی) دھوکا کھا گئے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کے حال پر یہ آیت قرآنی ٹھیک اترتی ہے کہ ان کی کوشش اور سعی اس دنیا میں کھو گئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں اور ان کو شیطان نے دھوکا دیا ہے اور ایسا ڈگمگا دیا ہے کہ جس نیک کام کا ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا ہے اور وہ حضور ﷺ کی بلند مرتبی اور علو شان کے متعلق ہے اسی کو بدعت اور گمراہی ٹھہرا دیا۔ نیز مسئلہ تقبیل ابہامین کو بھی اسی طرح بدعت قرار دے دیا، اذان میں آخری شہادتین پر حضور ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھوں کو چومتے ہوئے آنکھوں پر رکھ لینا ان کے نزدیک بدعت ہے اور انہوں نے اہل سنت والجماعت کے بہت سے مبتدی طالب علموں کو مغالطہ میں ڈال دیا ہے۔

صوبہ سرحد کے گیارھویں صدی ہجری کے علامہ اجل فاضل اکمل عالم قرآن و سنت مناظر اسلام حضرت اخوند درویزہ پشاوری اپنی کتاب ارشاد الطالبین کے صفحہ ۳۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

چوں "اشهد ان محمدا رسول الله" گوید سامع ہر دو انگشت ابہام را بر دو چشم بنہد۔ یعنی ناخن ایشاں دیدہ دارہ بداں ناخن نظر کند، حق تعالیٰ چار ہزار گناہ کبیرہ او عفو کند در قرآن خوانی مسطور است کہ انگشت نہادن سنت است ترک نمی تواں کرد۔ دہر کہ بجائے آرد در عرصہ عرصات حضرت رسالت پناہ ﷺ او را چناں طلب کند کہ کسے گم شدہ خود را طلبد۔

حضرت علامہ بالفضل اولنا مولوی مرید محی الدین نوشہروی خلیفہ مجاز حضرت شیخ المسلمین رئیس المجاہدین حقائق معارف آگاہ جناب عبد الغفور صاحب المعروف سوات باباجی صاحب نور اللہ مرقدہ نے باقاعدہ علماء حرمین و ہندوستان سے ۱۲۹۰ھ میں مسئلہ مذکورہ پر فتویٰ طلب کیا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

"تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں پر رکھنا وقت اذان کہنے کے جب موذن کہے "اشهد ان محمدا رسول الله، پس صلى الله عليك يا رسول الله قرة عيني بك يارسول الله" کہنا اور چومنا انگوٹھوں کا اور آنکھ پر رکھنا صحیح اور درست ہے۔ اکثر فقہائے مستحب لکھا ہے۔ نزدیک بعض علماء کے سنت ہے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کہ حدیث مسند دیلمی سے ثابت ہے اور فعل امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہے اور مرفوع لکھا ہے اور اس وجہ سے شیخ محمد عابد سندی مدنی رحمہ اللہ علیہ نے طوالع الانوار محشی درالمختار میں تحریر کیا ہے اور مولینا علی القاری نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے۔

حدیث تقبیل الا بهامين وضع على العينين مسند ديلمي سے ثابت ہے، اور سخاوی نے لکھا ہے کہ حدیث صحیح نہیں اور مرفوع ہونا فعل امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا ثابت کیا ہے اور کہا ہے پس کافی ہے ہم کو عمل کرنا بفعل جناب امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ سنت خلفاء راشدین کی میری سنت ہے۔ یہ مسئلہ اکثر کتابوں میں ہے۔ (درالمختار)، طحطاوی علی مراقی الفلاح، کنز العباد، جمل الحدیث، طوالع الانوار شرح درالمختار، مضمرات، صلوٰۃ مسعودی، فتاویٰ غرائب، جامع میر سید شریف، خالصۃ الحقائق، مفتاح الجنان، خزانۃ الروایات، جامع الرموز، تفسیر روح البیان، مسند فردوس، ارشاد الطالبین، مفتاح السعادۃ، شرح مختصر میر سید علی ہمدانی، جامع المتفرقات، شرح وقایہ، شرح اربعین، صحیح الترمذی، موضوعات کبیر، سنن ابی داؤد، شرح حصن حصین۔ (ص ۹۱ رسالہ ثبوت شفاعۃ سید المرسلین) انجیل برنابا (مطبوعہ مصر) مترجمہ دکتور خلیل سعادۃ ومقدمہ ناشرہ السید محمد رضا شہید منشی مجلّہ المنار (مصر) مطبوعہ

علاوہ ازیں یہ مسئلہ انجیل مقدس میں بھی ہے۔ چنانچہ انجیل برنابا میں جو بالکل صحیح و درست اور کتاب اللہ قرآن کریم کے موافق و مطابق انجیل ہے، اس میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی یوں ارشاد ہے کہ :

ترجمہ :۔ (۱۴) جسم اطہر میں روح داخل ہونے کے بعد جب حضرت آدم علیہ وعلی نبینا السلام والصلوٰۃ) اپنے دونوں قدموں کے بل کھڑے ہو گئے تو انہوں نے فضا میں ایک تحریر دیکھی جو کہ سورج کی مانند چمکتی تھی اور اس کی عبارت یہ تھی " لا اله الا الله محمد رسول الله " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں (۱۵) اس وقت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا

Marfat.com

منہ حمد کے لیے کھولا اور کہا "اے میرے رب میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ اے میرے معبود تو نے عین نوازش کی اور مجھے پیدا کیا(۱۶)اور البتہ اے مالک انس و جان و رازق کون و مکان میں نہایت عاجزی سے تیری خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ تحریر میں جو یہ کلمات ہیں (محمد رسول اللہ) ان کا کیا مطلب ہے(۱۷)اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اے میرے بندے آدم تو نے جو میری ثنا کی ہے اس پر تجھے مرحبا کہتا ہوں(۱۸)اور میں تجھے یہ بتلا دیتا ہوں کہ تو سب سے پہلا انسان ہے جو پیدا کیا گیا ہے(۱۹)اور جس کو تو نے دیکھا ہے یہ تیرا موعود و مسعود ہے جو کہ آج سے کئی ہزار سال تیرے بعد دنیا میں ظہور پذیر ہوگا۔(۲۰)پھر وہ میرا پیغمبر اور رسول ہوگا۔ ایسا رسول کہ جس کی خاطر میں نے ہر ایک چیز پیدا کی(۲۱)وہ ایسی برگزیدہ ہستی ہے کہ جب وہ تشریف لائے گا تو تمام عالم کو اپنے نور سے منور کرے گا(۲۲)میرا ایسا رسول ہے کہ جس کا نور ایک آسمانی قندیل میں دنیا کے پیدا کرنے سے ۶۰ ہزار سال پہلے موجود تھا(۲۳)پھر آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے نہایت عاجزی سے درخواست کی کہ اے مولا یہ تحریر میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخنوں پر ثبت فرما دے(۲۴)پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان یعنی آدم کو یہ تحریر دے دی(۲۵)اور وہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر آگئی لا الہ الا اللہ کے کلمات دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر ثبت ہو گئے(۲۶)اور محمد رسول اللہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر نقش ہو گیا(۲۷)پس حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھوں کو اس جگہ سے چوم لیا جہاں دونوں طرف فرداً فرداً یہ کلمات لکھے ہوئے تھے(۲۸)اور اپنی آنکھوں پر چومنے کے بعد دونوں انگوٹھوں کو ملا لیا اور کہا "وہ دن برکت دیا گیا جس دن اے میرے بیٹے تو دنیا میں جلوہ گر ہوگا۔

☼ان یقول ☼یعنی موذن سے یعنی پوری اذان۔ یعنی لوٹانا نہیں ہے شہادتین کو آہستہ کہہ کر دوبارہ بلند آواز سے نہیں کہنا کیونکہ روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی اذان کے بعد حضور ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو سوتا پایا کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کا کلمہ دو مرتبہ کہا۔ آپ نے فرمایا یہ کلمہ بہت اچھا ہے اس کلمہ کو اپنی فجر کی آذان میں شامل کرلو۔

Marfat.com

وَالْإِقَامَةُ مِثْلَ الْأَذَانِ إِلَّا أَنَّهُ يَزِيْدُ فِيْهَا بَعْدَ الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ وَيَتَرَسَّلُ فِي الْأَذَانِ وَ يَحْدُرُ فِي الْإِقَامَةِ وَ يَسْتَقْبِلُ بِهِمَا الْقِبْلَةَ فَإِذَا بَلَغَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَالْفَلَاحِ يُحَوِّلُ وَجْهَهُ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا مَعَ ثَبَاتِ قَدَمَيْهِ وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ وَ يُقِيْمَ فَإِذَا فَاتَتْ صَلَوَاتٌ أَذَّنَ لِلْأُوْلٰى مِنْهَا وَأَقَامَ وَ كَانَ مُخَيَّرًا فِي الْبَاقِيَةِ إِنْ شَآءَ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَإِنْ شَآءَ اقْتَصَرَ عَلَى الْإِقَامَةِ

اور اقامت اذان کی مانند ہے مگر یہ کہ اقامت میں فلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دوبار زیادہ کرلے۔ اور اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے اور اقامت جلدی جلدی کہے۔ اور دونوں کو قبلہ رخ ہو کر ادا کرے پس جب حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو دونوں قدموں کو جنبش دیے بغیر چہرے کو دائیں اور بائیں پھیرے اور فوت شدہ نماز کے لیے اذان اور اقامت کی جائے پس جب کئی نمازیں فوت ہو جائیں تو ان میں سے پہلی نماز کے لیے اذان دے اور اقامت کرے اور باقی نمازوں میں اختیار رکھتا ہے مگر چاہے تو اذان اور اقامت کرے اور اگر چاہے تو اقامت پر اکتفا کرے۔

﴿**یترسل**﴾ یعنی ٹھہر ٹھہر کر یا آہستہ آہستہ آذان کہے۔

﴿**یحدر**﴾ یعنی مسلسل یا جلد کہے اقامت۔

﴿**یحول وجهه**﴾ یعنی منہ پھیرنے کے ساتھ قدموں کو نہیں پھیرے گا۔

﴿ **فاتت صلوات**﴾ یعنی جو نماز پہلے قضاء ہوئی ہے۔

Marfat.com

وَيَنْبَغِي لِلْمُؤَذِّنِ اَنْ يُّؤَذِّنَ وَيُقِيْمَ عَلٰى طَهَارَةٍ فَاِنْ اَذَّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ جَازَ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّقِيْمَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّؤَذِّنَ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ دُخُوْلِ وَقْتِهَا وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ يَجُوْزُ اَنْ يُّؤَذِّنَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فِي النِّصْفِ الْاَخِيْرِ مِنَ الَّيْلِ

اور موذن کو چاہیے کہ باوضو ہو کر اذان اور اقامت کرے اور اگر بغیر وضو کے اذان دی تو جائز ہے اور بغیر وضو کے اقامت کرنا مکروہ ہے اور جنب کی حالت میں اذان کہنا مکروہ ہے اور نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لیے اذان نہ دے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ رات کے آخری نصف حصہ میں نماز فجر کے لیے اذان دینا جائز ہے۔

﴿ینبغی﴾ جب موذن اذان دے تو سننے والا بھی وہی کلمات کہے البتہ " حی الصلوۃ " اور " حی علی الفلاح " کے جواب میں "لاحول ولا قوۃ الاباللہ " پڑھے۔ جب موذن "الصلوۃ خیر من النوم" کہے تو (سننے والا) صدقت وبررت یا "ماشاء اللہ" کے الفاظ کہے۔ جب اذان ختم ہو تو پہلے درود شریف پڑھے اور اس کے بعد (موذن اور سامع) وسیلہ کی دعا مانگیں۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ	اے اللہ! اے مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب، حضرت محمد مصطفی ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تو ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

بَابُ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ الَّتِیْ تَتَقَدَّمُهَا

يَجِبُ عَلَى الْمُصَلِّيْ اَنْ يُّقَدِّمَ الطَّهَارَةَ مِنَ الْاَحْدَاثِ وَالْاَنْجَاسِ عَلٰى مَا قَدَّمْنَاهُ وَيَسْتُرُ عَوْرَتَهٗ وَالْعَوْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ مَاتَحْتَ السُّرَّةِ اِلَى الرُّكْبَةِ وَالرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ وَالسُّرَّةُ لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ وَبَدَنُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ كُلُّهٗ عَوْرَةٌ اِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا

نماز کی شرائط جو نماز سے پہلے ہیں

نماز پڑھنے والے پر سب سے پہلے ناپاکیوں اور پلیدیوں سے اس طریقہ پر طہارت حاصل کرنا واجب ہے جو پہلے بیان کیا گیا ہے اور اپنے ستر کو چھپائے اور مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف ستر میں سے نہیں ہے اور آزاد عورت کو سارا جسم سوائے اس کے چہرے دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے ستر ہے۔

﴿تتقدمها﴾ نماز میں خشوع وخضوع :۔ امام ہمام حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ نماز میں خشوع کے لئے بہت دلیلیں ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ " اقم الصلوة لذكرى " (کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو) اور اس کیلئے امر وجوبی استعمال کیا جو کہ لفظ " اقم " ہے اور جان لو کہ غفلت ذکر سے متضاد ہے۔ پس جو اپنی نماز کے دوران میں غافل رہا تو وہ اس کی یاد کے لئے نماز کو قائم کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ غافلوں میں سے نہ ہو جیو۔ " ولا تكونن من الغافلين " ایک ممانعت ہے اور جس طرح " اقم " میں امر وجوبی نظر آتا تھا اسی طرح اس ممانعت میں نہی تحریمہ نظر آرہی ہے اور باری تعالیٰ کا یہ قول بھی دال ہے کہ تم جب سکر کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ تم جان لو کہ تم کیا کہتے ہو۔ " لا تقربوا الصلوة و انتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون " کیونکہ اس جگہ مست شرابی کو جو نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو اس کی علت یہی ہے کہ اس کی حالت بھی اس غافل کی طرح ہے جو اپنے وسواس اور اندیشوں میں مستغرق ہوتا ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ شرابی اپنے شراب کے نشہ میں چور ہوتا ہے۔ ہم دنیا کے افکار اور اندیشوں سے پناہ مانگتے ہیں۔(الاحیاء) میں۔ حضرت ابن لعینہ نے حضرت عطاابن یسار اور انہوں نے سعد ابن جبیر سے روایت کی ہے کہ قرآن مجید میں پارہ ۱۸ " **هم فی صلوتهم خاشعون** " سے مراد متواضعین ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں تو اس عاجزی کی حد یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ہماری داہنی طرف اور بائیں طرف کون ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے کسی طرف توجہ نہیں کرتے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور قلب نماز کی روح ہے۔ تو حضور قلب کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ اس کی مقدار تھوڑی ہی کیوں نہ ہو یعنی اتنی ہو کہ جس سے روح کو تھوڑی سی تازگی پہنچے۔ جیسے کہ اللہ اکبر کہنے کے وقت پہنچتی ہے۔ پس خشوع و خضوع میں کمی ہلاکت ہے۔(روح کے لئے) اور خشوع کی زیادتی (روح کے لئے) تمام نماز کے رکنوں کے درمیان ترو تازگی ہے اور بہت سے زندہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تو وہ تقریباً مردے ہوتے ہیں۔ پس غافل کی تمام نماز سوائے ادائیگی کلمہ تکبیر کے باقی اپنے ارکان میں اسی زندہ کی طرح ہوتی ہے جو حرکت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم اکمل توفیق چاہتے ہیں۔(اسی طرح کتاب احیاء میں مذکور ہے) " و کم من مصل ماله من صلوة سوی رویة المحراب والکد والعنا " اور بہت سے ایسے نمازی پائے جاتے ہیں جن کو اپنی نماز سے سوائے زیارت محراب، تکلیف اور سختی کے اور کچھ وصول نہیں ہوتا۔

"**واخریحظی بالمناجاة دائما وان کان قد صلی الفریضته و ابتدی** "

اور دوسری قسم (کے نمازی وہ ہیں جو خشوع و خضوع سے کام لیتے ہیں) وہ ہیں جو ہمیشہ اپنی زاری اور مناجات سے لطف اٹھاتے رہتے ہیں خواہ وہ نماز کے ابتدا میں ہوں یا نماز کو آخر کرنے کو ہوں۔

"**وکیف و سرالحق کان امامه وان کان ماموما فقد بلغ المدی** "

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ نماز جو کہ سر الٰہی تھی وہ ان کے سامنے تھی اگر وہ اس حقیقت کو سامنے رکھتے تو مقصود کو پہنچ جاتے

(نماز مقبول)

﴿**عورة السرة**﴾ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ناف ستر میں داخل ہے جبکہ گھٹنا ستر میں داخل نہیں

Marfat.com

وَمَا كَانَ عَوْرَةً مِنَ الرَّجُلِ فَهُوَ عَوْرَةٌ مِنَ الْاَمَةِ وَظَهْرُهَا وَبَطْنُهَا عَوْرَةٌ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنْ بَدَنِهَا فَلَيْسَ بِعَوْرَةٍ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ مَا يُزِيْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ صَلّٰى مَعَهَا وَلَمْ يُعِدِ الصَّلٰوةَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ثَوْبًا صَلّٰى عُرْيَانًا قَاعِدًا يُؤْمِئُ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا اَجْزَاهُ وَالْاَوَّلُ اَفْضَلُ

اور جو کچھ مرد کو ستر ہے وہی لونڈی کو ستر ہے اور اس کی پیٹھ اور پیٹ بھی ستر ہے اور اس کے علاوہ لونڈی کے بدن کا کوئی حصہ ستر نہیں ہے اور جو شخص وہ چیز نہ پائے جس سے نجاست دور کی جاتی ہے تو نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے اور نماز کا اعادہ نہ کرے اور جو شخص کپڑا نہ پائے تو برہنہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اشارے کے ساتھ رکوع و سجود ادا کرے۔ پس اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو کافی ہو جائے گی اور پہلی صورت بہتر ہے۔

Marfat.com

وَيَنْوِى الصَّلٰوةَ الَّتِیْ يَدْخُلُ فِيْهَا بِنِيَّةٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ التَّحْرِيْمَةِ بِعَمَلٍ اٰخَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ خَائِفًا فَيُصَلِّیْ اِلٰى اَیِّ جِهَةٍ قَدَرَ فَاِنِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ مَنْ يَّسْئَلُهٗ لَهٗ عَنْهَا اجْتَهَدَ وَصَلّٰى فَاِنْ عَلِمَ اَنَّهٗ اَخْطَآءَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ وَاِنْ عَلِمَ ذٰلِكَ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ اسْتَدَارَ اِلَى الْقِبْلَةِ وَبَنٰى عَلَيْهَا

اور نیت کرے اس نماز کے لیے جس میں داخل ہوا ایسی نیت کے ساتھ کہ اس نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کسی دوسرے عمل سے جدائی نہ ہو اور قبلہ کی طرف رخ کرے مگر یہ کہ ڈرتا ہو تو جس طرف بھی قدرت رکھتا ہو نماز پڑھ لے۔ پس اگر اس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور کوئی ایسا شخص بھی پاس نہیں جس سے قبلہ کے متعلق دریافت کرے تو دل میں سوچ کر نماز پڑھ لے پس اگر نماز پڑھنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس نے غلطی کی ہے تو اس پر اعادہ لازم نہیں ہے اور اگر نماز کے دوران اپنی غلطی جان گیا تو قبلہ کی طرف گھوم جائے اور باقی اسی پر پوری کرے۔

التحریمة جیسے کھانا اور پینا اور باتیں کرنا

Marfat.com

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوۃِ

نماز کا طریقہ

﴿صفة﴾ نماز پڑھنے کا طریقہ ۔ "عن ابی هریرة " ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ " ان رجلا دخل المسجد" یہ کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ " ورسول الله ﷺ جالس فی ناحیة المسجد " اور سید دو عالم ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ " فصلیٰ " پس اس شخص نے نماز پڑھی "ثم جآء فسلم علیه " پھر وہ شخص آیا اور حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا۔ " فقال له رسو ل الله ﷺ و علیك السلام ارجع فصل فانك لم تصل " اس کو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " و علیك السلام " واپس لوٹ نماز پڑھ۔ بالتحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ یعنی تعدیل ارکان، قومہ، جلسہ، صحیح ادا نہیں کیا۔ "فرجع فصلی" وہ شخص واپس ہوا پھر نماز پڑھی۔ " ثم جاء فسلم " وہ شخص پھر نماز پڑھ کر آیا اور حضور انور ﷺ کو سلام کیا۔ " فقال و علیك السلام ارجع فصل فانك لم تصل " پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وعلیک السلام، واپس جا، نماز پڑھ، بالتحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ " فقال فی الثالثة او فی التی بعدها " پھر اس شخص نے تیسری دفعہ یا اس کے بعد عرض کی،

" علمنی یا رسول الله "اے اللہ تعالیٰ کے (پیارے) رسول مجھے سکھلا دیجئے۔ "فقال اذا اقمت الی الصلوة فاسبغ الوضوء "آپ نے فرمایا جب تو نماز کا قصد کرے تو مکمل وضو کر۔ " ثم استقبل القبلة "پھر قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر،

" فکبر ثم ا قرأ بما تیسر معك من القرآن ثم ارجع حتی تطمئن راکعا ثم ارجع حتی تستوی قائما " تکبیر تحریمہ۔ کہہ پھر قرآن مجید پڑھ جو تجھ کو آسان ہو یعنی جو نسی (جہاں سے) جگہ سے تجھے یاد ہو۔ پھر رکوع کر یہاں تک کہ تجھے رکوع میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر کو اٹھا۔ یہاں تک کہ تو بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے۔ " ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا " پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تیرا سجدہ اطمینان کے ساتھ ہو۔ پھر بیٹھ یہاں تک کہ بیٹھنے میں تجھے اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تو سجدہ میں اطمینان پالے پھر اپنا سر اٹھا یہاں تک کہ تو اطمینان کے ساتھ بیٹھے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اپنے سر کو اٹھا یہاں تک کہ تو سیدھا کھڑا ہو۔ پھر اپنی تمام نماز اسی طرح ادا کر۔ (متفق علیہ) ۔۔۔ قومہ، جلسہ، رکوع اور سجود میں طمانیت نہایت ضروری ہے۔ امام شافعی رحمت اللہ علیہ اور امام مالک رحمت اللہ علیہ کے نزدیک طمانیت فرض ہے اور امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے طمانیت بدن کے تمام جوڑ رکوع اور سجود میں اپنی اپنی جگہ پر آجانے کو اور سکون حاصل ہو جانے کو کہتے ہیں۔ آج کل عموماً اس طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ حالانکہ نماز کے صحیح ہونے کا مدار اسی پر ہے۔ کہ نماز اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ادا کی جائے۔ تاکہ قبولیت کے مقام پر

Marfat.com

پہنچ جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سے روایت ہے۔" عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها قالت كان رسول الله ﷺ يستفتح الصلوة بالتكبير والقرآءة بالحمد لله رب العالمين فكان اذا ركع لم يرفع رأسه و لم يصوبه ولكن بين ذالك فكان اذا رفع راءسه من الركوع لم يسجد حتى يستوى قائما" ترجمہ :- وہ فرماتی ہیں کہ حضور انور ﷺ تکبیر کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے اور قراءت الحمد شریف سے اور جب حضور اقدس ﷺ رکوع کرتے تو سر مبارک کو نہ اونچا کرتے اور نہ پست بلکہ درمیان میں ہوتا یعنی گردن اور پیٹھ برابر ہوتی اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تھے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جائے۔ " فكان اذا رفع راءسه من السجدة لم يسجد حتى يستوى جالسا و كان يقول في كل ركعتين التحية وكان يفرش رجله اليسرى و ينصب رجله اليمنى وكان ينهى عن عقبة الشيطان وكان يختم الصلوة بالتسليم " (رواه مسلم)اور جب سر مبارک اٹھاتے تھے تو پھر دوبارہ سجدہ نہ کرتے تھے حتی کہ برابر بیٹھ نہ جاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھا کرتے تھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔ اور عقبہ شیطان سے منع فرماتے تھے۔ یعنی اس طرح بیٹھنے سے حضور ﷺ منع فرمایا کہ ایک نمازی دونوں کولے زمین پر تاکے دونوں پنڈلیاں کھڑی کرے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھ کو سجدے میں اس طرح پھیلانے سے منع فرمایا ہے جس طرح درندے پھیلاتے ہیں اور سلام کے ساتھ نماز کو ختم فرماتے تھے ۔ مندرجہ بالا ارشادات گرامی قدر میں حضور فخر عالم ﷺ نے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا بلکہ عملاً تلقین فرمائی۔ ہماری نمازیں اسی لئے بے کیف و بے اثر ہوتی ہیں کہ ہم ارشادات عالیہ کے مطابق نماز کی ادائیگی بجا نہیں لاتے۔ اگر ہم صدق دل کے ساتھ حضور انور ﷺ کے احکام کے مطابق نماز ادا کریں تو یقیناً ہماری نمازیں وہ اثر قبولیت پیدا کر سکتی ہیں۔ جو صحابہ کرام کے پاکیزہ دور میں تھی۔ " اللهم ارزقنا اطمينانا في الصلوة ,,، امين

" و عن عون بن عبد الله عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ اذا ركع احد كم فقال في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلث مرات" عون ابن عبداللہ سے روایت ہے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی ایک تم میں سے رکوع کرے پس اپنے رکوع میں کہے۔ تین دفعہ سبحان ربی العظیم ۔۔

" فقد تم ركوعه و ذالك ادناه واذا سجد فقال في سجوده سبحان ربي الاعلى ثلث مرات " پس بالیقین اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ از روئے ثواب کے کم درجہ ہے اور جب سجدہ کرے تو اپنے سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔

" فقد تم سجوده و ذالك ادناه " (رواه الترمذی و ابو داؤد وابن ماجہ)تو بلا ریب اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ یعنی تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کا پڑھنا از روئے ثواب کے کم درجہ ہے۔ رکوع یا سجود میں مندرجہ بالا کلمات طیبات کا ہر سات دفعہ دہرانا نہایت اعلیٰ درجہ ہے اور پانچ بار دہرانا اوسط درجہ ہے۔

(نماز مقبول ص ۹۔ ۱۳۔ ناشر ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام ، محلہ قاضی خیلاں پشاور)

Marfat.com

فَرَائِضُ الصَّلٰوۃُ سِتَّۃٌ اَلتَّحْرِیْمَۃُ وَالْقِیَامُ وَالْقِرَاءَ ۃُ وَالرُّکُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَالْقَعْدَۃُ الْاَخِیْرَۃُ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ فَهُوَ سُنَّۃٌ

نماز میں چھ فرائض ہیں، اللہ اکبر کہنا، قیام کرنا، قرآن مجید پڑھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، تشہد کے برابر قعدہ آخیرہ کرنا اور جو امور اس کے سوا ہیں وہ سنت ہیں۔

﴿**قیام**﴾ اگر عذر ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

﴿**مقدار**﴾ دو رکعات والی نماز میں دوسری رکعت کے بعد اور تین اور چار رکعت والی نماز میں بالترتیب تیسری اور چوتھی رکعت کے بعد قعدہ آخیرہ ہوتا ہے۔

﴿**التشهد**﴾ "التحیات للہ" سے لے کر "عبدہ ورسولہ" تک۔

Marfat.com

وَاِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ حَتّٰى يُحَاذِیَ بِاِبْهَامَيْهِ شَحْمَتَیْ اُذُنَيْهِ فَاِنْ قَالَ بَدَلًا مِّنَ التَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ اَجَلُّ اَوِاللّٰهُ اَعْظَمُ اَوِالرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ اَجْزَاهُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَعِنْدَ اَبِیْ يُوْسُفَ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَوْ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ اَوِاللّٰهُ كَبِيْرٌ اَوْ اَللّٰهُ الْكَبِيْرُ وَيَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَيَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَيُسِرُّ بِهِنَّ فِیْ نَفْسِهٖ

اور جب نماز شروع کرے تو اللہ اکبر کہے اور تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اتنا اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر لے آئے۔ پس اگر اللہ اکبر کی بجائے اللّٰہ اجل یا اللّٰہ اعظم یا الرحمن اکبر کہا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک کافی ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اللہ اکبر یا اللّٰہ الاکبر یا اللّٰہ کبیر یا اللّٰہ الکبیر کے سوا کہنا جائز نہیں اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے اور دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے اور پھر آہستہ سے اپنے دل میں سبحانک اللھم آخر تک اور اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم پڑھے۔

﴿اللہ اکبر﴾ امام ابو یوسف کے نزدیک ان الفاظ میں "اکبر" کے معنی نہیں پائے جاتے اس لیے ان کا کہنا جائز نہیں۔ لیکن فتویٰ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے قول پر ہے

Marfat.com

ثُمَّ يَقْرَءُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً مَّعَهَا اَوْ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ قِصَارٍ اَوْ اٰيَةً طَوِيْلَةً مِنْ اَىِّ سُوْرَةٍ شَآءَ وَاِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَاالضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ سِرًّا وَيَقُوْلُهَا الْمُؤْتَمُّ اَيْضًا وَيُخْفُوْنَهَا ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْكَعُ وَيَعْتَمِدُ بِيَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَيُفَرِّجُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَ يَبْسُطُ ظَهْرَهٗ وَلَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَلَا يَنْكِسُهٗ وَيَقُوْلُ فِى الرُّكُوْعِ سُبْحَانَ رَبِّىَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَيَقُوْلُ الْمُؤْتَمُّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ یا تین مختصر آیات یا ایک طویل آیت جس سورۃ سے چاہے پڑھ لے اور جب امام و لاالضالین کہے اور آہستہ سے آمین کہے تو مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہے گا۔ پھر الله اکبر کہے گا اور رکوع کرے گا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں گھٹنے پکڑے گا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے گا اور سر کو نہ اٹھائے اور نہ نیچا کرے گا اور رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہے گا اور یہ اس کا کم سے کم درجہ ہے۔ پھر سر کو اٹھائے گا اور سمع الله لمن حمده کہے گا اور مقتدی ربنا لك الحمد کہے گا۔

﴿یقرء فاتحة الكتاب﴾ عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔" قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لمن لم يقراء بفاتحة الكتاب" (متفق علیہ) وہ کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا سرورعالم ﷺ نے اس شخص کی نماز نہ ہوئی جس نے الحمد شریف نہ پڑھی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے مگر مقتدی کو چاہیے کہ امام کے پیچھے خاموش رہے۔ سید عالم ﷺ کا طریقہ مبارک تھا کہ صبح کی نماز میں لمبی قراءت پڑھا کرتے تھے۔ ظہر، عصر، عشاء میں اور مغرب میں بہت مختصر۔ اس لئے فقہائے کرام رضی اللہ عنہم نے ان تمام سورتوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ گوہر جو بکھرے ہوئے تھے ان سب کو سلک میں منسلک کر کے ہماری سہولت کے لئے کتابوں میں ضبط کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ صبح کی نماز میں طوال مفصل کی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی پارہ ۲۶ سورہ حجرات سے لیکر پارہ ۳۰ بروج تک ظہر، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل یعنی پارہ ۳۰ سورہ بروج سے لیکر سورہ "لم يكن الذين"

Marfat.com

تک اور مغرب میں قصار مفصل یعنی " لم یکن الذین " سے آخر قرآن مجید تک پڑھا کرتے تھے۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان سورتوں کو یاد کرکے حضور اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ ادا کرتے ہوئے ہر نماز میں مناسب سورتیں پڑھا کرے۔ یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کیونکہ ہم نے صرف فاتحہ شریف اور قل شریف پر اعتماد کرکے قرآن مجید کو یاد کرنا چھوڑ دیا ہے اور قرآن مجید سے حد درجہ بے اعتنائی اختیار کرلی ہے۔ نماز میں تلاوت قرآن مجید اسی مقصد کے پیش نظر مقرر کی گئی ہے کہ احکام الٰہی بار بار مسلمانوں کی نظروں کے سامنے آتے رہیں۔ ان کو یاد رہیں، کسی وقت کوئی حکم بھولنے نہ پائیں اور ہر وقت سراپا عمل رہیں۔ قیامت کے دن جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں حضور رسول مقبول ﷺ عرض کریں گے۔ کہ " یا رب ان قومی اتخذوا ھذالقرآن مھجورا " اے میرے پروردگار! تحقیق میری قوم نے قرآن مجید کو متروک کردیا تھا۔ تو اس وقت ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ کو اپنی اس غفلت اور سستی کا کیا جواب دیں گے۔ (نماز مقبول ۵۴۔۵۵)

﴿ربنا لك الحمد﴾ ربنا ولك الحمد نہیں ہے

Marfat.com

فَاِذَااسْتَوٰی قَائِمًا کَبَّرَ وَ سَجَدَ وَاعْتَمَدَ بِیَدَیْهِ عَلَی الْاَرْضِ وَ وَضَعَ وَجْهَهٗ بَیْنَ کَفَّیْهِ وَیَدَیْهِ حِذَاءَ اُذُنَیْهِ وَسَجَدَ عَلٰی اَنْفِهٖ وَجَبْهَتِهٖ فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰی اَحَدِهِمَا جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَقَالَا لَا یَجُوْزُ الْاِقْتِصَارُ عَلَی الْاَنْفِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَّاِنْ سَجَدَ عَلٰی کُوْرِ عِمَامَتِهٖ اَوْ فَاضِلِ ثَوْبِهٖ جَازَ وَیُکْرَهُ

پس جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اپنا چہرہ رکھے اور دونوں ہاتھ کانوں کے برابر میں ہوں اور اپنی ناک اور پیشانی سے سجدہ کرے پس اگر ان دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ بغیر عذر صرف ناک سے سجدہ کرنا جائز نہیں اور اگر پگڑی کے بل یا زائد کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے۔

﴿استوی﴾ یعنی جب ہر اندام اپنی اپنی جگہ پر آجائے۔

﴿سجدہ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم " وہ فرماتے ہیں کہ سرورکائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، " امرت ان اسجد " مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ " علی سبعة اعظم " سات ہڈیوں پر " علی الجبهة " پیشانی پر " والیدین " اور دونوں ہاتھوں پر " والرکبتین " اور گھٹنوں پر " واطراف القدمین " اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر " ولا نکفت الثیاب " اور کپڑوں کو اکٹھا نہ کریں " ولا الشعر " اور نہ بالوں کو۔ صہ ۱۱۱ (متفق علیہ) یہ جو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے، تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ ناک اور پیشانی کا زمین پر لگانا فرض ہے، بغیر ان کے رکھے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ اگر سجدے میں دونوں پاؤں کے پنچے زمین سے بلند ہوں یعنی زمین پر رکھے ہوئے نہ ہوں تو نماز ٹوٹ جائیگی، ایک پاؤں کا پنجہ زمین پر لگائے اور دوسرا بلند رکھے یعنی زمین پر لگا ہوا نہ ہو تو نماز مکروہ ہو جائیگی پاؤں کے پنجوں کی انگلیاں قبلہ شریف کی طرف ہوں، اگر ایک انگلی بھی کعبہ شریف کی طرف نہ ہو تو جائز نہ ہوگا۔ حدیث مندرجہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے سجدے میں جاتے وقت عادت کے تحت، یا خاک آلود ہونے کی وجہ سے کپڑے سمیٹنا منع فرمایا ہے۔ فی زمانہ سجدے میں پاؤں رکھتے وقت بہت بے احتیاطی برتی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بے احتیاطی ہی نماز کے فاسد ہونے کا باعث

Marfat.com

ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " اعتدلوا في السجود " سجدے میں اعتدال برتو "ولا يبسط احدكم ذراعيه انبساط الكلب " (رواہ مسلم) اور تم میں سے کوئی فرد اپنے ہاتھوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔ سجدے میں اپنی پیٹھ کو ہموار، ہاتھوں کو زمین پر، کہنیاں زمین سے بلند اور رانیں پیٹ سے جدا رکھنے کو اعتدال یا طمانیت کہتے ہیں اور یہی حضور اقدس ﷺ کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔ براء بن عازب سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ" وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا " اذا سجدت فضع كفيك " سجدہ کرتے وقت اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ " وارفع مرفقيك "اور اپنی کہنیاں زمین سے اٹھائے رکھ (رواہ مسلم) وائل بن حجر سے روایت ہے۔ "قال " وہ فرماتے ہیں کہ " رايت رسول الله ﷺ "میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا " اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه " جب سرور کائنات ﷺ سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھتے "واذا رفع " اور جب (سجدہ سے) اٹھتے " رفع يديه قبل ركبتيه" تو گھٹنے اٹھانے سے پیشتر دونوں ہاتھ اٹھاتے (رواہ ابو داؤد، والترمذی، والنسائی، وابن ماجہ، والدارمی)۔ عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ہے " قال منع رسول الله ﷺ" وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے " عن نقرة الغراب " کوے کی طرح ٹھونگے مارنے سے (رواہ ابو داؤد، والنسائی) ابو داؤد، عبد الرحمٰن شعری سے روایت ہے " ان رسول الله ﷺ راى رجلا " یہ کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا "لا يتم ركوعه" کہ وہ اپنا رکوع پورا ادا نہیں کرتا " وينقر في سجوده "اور اپنے سجدے میں ٹھونگے مارتا ہے "وهو يصلي" حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ " فقال رسول الله ﷺ " پس حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " لو مات هذا على حاله هذا " اگر اسی حالت پر یہ مر جاوے "مات على غير ملة محمد ﷺ "تو یہ شخص حضور اکرم ﷺ کے طریقہ پر نہ مرا۔ مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ نماز میں تعدیل ارکان رکوع، سجود، جلسہ، میں طمانیت کتنی اہمیت رکھتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی کتنی اہم سنت ہے۔ پہلے تو عامتہ المسلمین نماز ہی ادا نہیں کرتے، اور اگر ادا کرتے ہیں تو کس بے دردی سے ان سنن مطہرہ سے انحراف برتا جاتا ہے۔ اس وقت تک ہماری نمازوں میں حظ، لطف اور مقبولیت پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ نمازیں ہمارے لئے نور، جنت، اور ذریعہ نجات بن سکتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو بھی زندہ کرے گا تو اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔ لہذا اس پر فتن و پر آشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ نماز میں اس طمانیت کی سنت کو زندہ کرے (جو کہ اب مسلمانوں کے ہاتھوں مر چکی ہے) سو شہید کا ثواب حاصل کرے۔

﴿الانف﴾ جیسے ناک پر دانہ نکل آیا اور ناک زمین پر نہیں لگا سکتا۔

Marfat.com

وَيُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيُجَافِيْ بَطْنَهٗ عَنْ فَخْذَيْهِ وَيُوَجِّهُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ نَحْوَالْقِبْلَةِ وَيَقُوْلُ فِي السُّجُوْدِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيُكَبِّرُ فَاِذَا اطْمَأَنَّ جَالِسًا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَاِذَا اطْمَأَنَّ سَاجِدًا كَبَّرَ وَ اسْتَوٰى قَآئِمًا عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَا يَقْعُدُ وَلَا يَعْتَمِدُ بِيَدَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ

اور اپنے دونوں بازؤں کو اپنے دونوں پہلوں اور اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے علیحدہ رکھے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب رخ کرے اور سجدہ میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہے اور یہ اس کا کم سے کم درجہ ہے پھر اپنے سر کو اٹھائے اور تکبیر کہے پس جب بیٹھنے میں اطمینان حاصل کرلے تو تکبیر کہے اور سجدہ کرے پس سجدہ میں اطمینان حاصل کرے تو تکبیر کہے اور پاؤں کے تلووں پر سیدھا کھڑا ہو جائے اور بیٹھے نہیں اور نہ ہاتھوں سے زمین پر سہارا لے۔

﴿اطمأن﴾ اطمینان کا مطلب ہے کہ ہر اندام اپنی اپنی جگہ پر آجائے

﴿جالسا﴾ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے" کان النبی ﷺ یقول بین السجدتین " حضور اکرم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان فرمایا کرتے تھے۔" اللھم اغفرلی وارحمنی و عافنی و اھدنی وار زقنی " (رواہ ابو داؤد و الترمذی) اے اللہ ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو عافیت سے رکھ اور ہدایت دے اور مجھ کو رزق عنایت کر۔ حضور اکرم ﷺ کے مندرجہ بالا دعا پڑھنے سے چند باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اول یہ کہ بیٹھنا دونوں سجدوں کو علیحدہ کرتا ہے۔ دوئم دونوں سجدوں کے درمیان طمانیت حاصل ہوتی ہے جو کہ از بس ضروری ہے۔ سوئم یہ دعا پڑھنا حضور اکرم ﷺ کی ادائیگی سنت ہے۔ موجودہ دور میں جبکہ احکام دین سے غفلت اور سنت نبوی ﷺ سے روگردانی اختیار کی جارہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی اس سنت کو زندہ کرنا ازبس ضروری ہے جو کہ بالکل متروک ہوگئی ہے۔

﴿صدور﴾ صدور کا مطلب ہے پاؤں کا سینہ یعنی اگلا حصہ انگلیوں کے نیچے یعنی نچلا حصہ۔

Marfat.com

وَيَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَافَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَسْتَفْتِحُ وَلَا يَتَعَوَّذُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ الْيُمْنٰى نَصْبًا وَوَجَّهَ اَصَابِعَهٗ نَحْوَالْقِبْلَةِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَ بَسَطَ اَصَابِعَهٗ وَ يَتَشَهَّدَوَالتَّشَهُّدُ اَنْ يَّقُوْلَ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اِلٰى اٰخِرِه

اور دوسری رکعت میں بھی وہی کچھ کرے جو پہلی رکعت میں کیا مگر یہ کہ ثنا اور اعوذ بالله من الشیطان الرجیم نہ پڑھے اور ہاتھوں کو نہ اٹھائے مگر پہلی تکبیر میں ، اور جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے اور ان الفاظ کے ساتھ تشہد پڑھے التحیات لله آخر تک

☆(التحیات لله)☆ التحیات یا تشہد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال کان رسول الله ﷺ یعلمنا التشهد کما یعلمنا السورة من القرآن " وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہم کو تشہد (التحیات) سکھاتے تھے۔ جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورۃ سکھایا کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال کان رسول الله ﷺ اذا قعد فی التشهد " وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ تشہد (التحیات) کے لئے بیٹھتے، " وضع یده الیسری علی رکبته الیسری " (تو) اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے، " و وضع یده الیمنی علی رکبته الیمنی " اور اپنا داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھے۔ ترپن کی گنتی کے ساتھ گرہ کرتے۔ " و اشار بالسبابته " (مشکوۃ) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ مندرجہ بالا التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھنے کا نبوی طریقہ ہے، دوران التحیات میں کلمہ شہادت پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک بھی سنت ہے۔ نیز احادیث شریف اور فقہ مبارک کی تمام کتب سے ثابت، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ یہ اشارہ شیطان کو لوہے کے تیر سے بھی سخت لگتا ہے۔ شیخ ابن الہمام محقق فرماتے کہ اشارہ کو منع کرنا خلاف روایت و درایت ہے۔ اشارہ کا طریقہ یہ ہے۔ پہلے چھنگلی انگلی کو، پھر اس کے ساتھ والی، پھر درمیانی انگلی کو بند کر کے شہادت کی انگلی کو لا اله پر اٹھا کر الا الله پر گرا

Marfat.com

دینا چاہیے تو اشارہ ادا ہو جائے گا۔ نیز ترپن کی گنتی بنانے سے مراد حلقہ بنانا ہے۔ یعنی اکاون، باون، ترپن، پر جس طرح تین انگلیاں بند کرنی پڑتی ہیں۔ اسی طرح یہ تین انگلیاں بند کر کے حلقہ بنا کر چھوٹی انگلی یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ " قال کنا اذا صلینا مع النبی ﷺ قلنا السلام علی الله السلام علی میکائیل السلام علی فلان" جبکہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ (تو) ہم کہتے تھے (یعنی التحیات میں) بندوں پر سلام ہونے سے پہلے اللہ پر سلام ہو میکائیل پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو، " فلما انصرف النبی ﷺ اقبل علینا بوجهه " جب حضور اقدس ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا منہ مبارک ہماری طرف کیا۔ " قال لا تقولوا السلام علی الله فان الله هو السلام " آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ اللہ پر سلام ہو بالیقین وہ خود (جل جلالہ) سلام ہے یعنی تمام نقصانوں اور آفات سے محفوظ ہے بلکہ اپنے بندوں کو تمام ظاہری اور باطنی آفات وبلیات سے بچانے والا اور محفوظ رکھنے والا ہے تو پھر اس کے لئے سلامتی چاہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ " فاذا جلس احدکم فی الصلوة " جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں تشہد کے لئے بیٹھے " فلیقل " پس چاہیے کہ کہے " التحیا ت لله و الصلوات و الطیبات اسلام علیك ایها النبی و رحمة الله و برکاته اسلام علینا وعلی عباد الله الصالحین " ہر قسم کی زبان کی بندگی بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہر قسم کی بدنی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہر قسم کی مالی بندگی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور سلامتی ہو تم پر اے اللہ کے صالحین بندوں پر، " فانه اذا قال ذالك اصاب کل عبد صالح فی السماء والارض " جب ایک نمازی جب مندرجہ بالا الفاظ کہتا ہے تو اس کی برکت ہر نیک بندے کو پہنچتی ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔

" اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله " گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالیٰ اور گواہی دیتا ہوں (اس بات کی) کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے اور اس کے (برگزیدہ) رسول ہیں۔ " ثم لیتخیر من الدعآ ء العجبه الیه فیدعوه " (متفق علیہ) پھر مکمل التحیات پڑھنے کے بعد۔ جو دعا پسند کرتا ہے، اختیار کرے۔ پس اللہ تعالیٰ سے وہ دعا مانگے جو اسے اچھی لگے۔ ابن مالک نے کہا کہ روایت کی گئی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا ان الفاظ کے ساتھ کی، " التحیا ت لله والصلوت و الطیبات " تو اللہ تعالیٰ نے جواب کے طور پر فرمایا، " السلام علیك ایها النبی ورحمته الله و برکاته " تو پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ " السلام علینا وعلی عباد الله الصلحین " تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا، " اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله "۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب نمازی حضور پر نور ﷺ پر سلام پڑھنے لگے تو نہایت ہی ادب، تعظیم، عظمت وعزت کے ساتھ پڑھنے۔ حضور اکرم ﷺ کی عزت کرنا، تعظیم بجالانا، ادب کرنا ہمارا فرض اولین ہے۔ ایک شخص کتنا ہی نمازی ہو، قرآن خواں ہو، الحاج ہو، مجاہد ہو مگر اس کے دل میں حضور اکرم ﷺ کے متعلق ذرہ برابر بھی کسی بات میں کجی پیدا ہوئی تو وہ شخص باوجود اتنی پرہیزگاری کے مردود اور جہنمی ہو جاتا ہے۔ اس کی

Marfat.com

دعا قبول نہیں ہوتی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھر والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ہ" ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے، اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر (تک) نہ ہو۔ مقام غور ہے۔ کہ حضور ﷺ کے ادب کے متعلق کتنا اہم حکم صادر فرمایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ مقدس میں منہ میں پتھر رکھ کر آتے تھے۔ تا کہ اونچی بات منہ سے نہ نکل جائے اور ہم نیکی کھاتے میں نہ پڑ جائیں۔ ایک مسلمان کا ایمان ہی مکمل تب ہو گا۔ جبکہ اس کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی محبت نہ ہو۔

شیخ محقق شاہ شیخ عبدالحق نوراللہ مرقدہ الکریم مدارج شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔" بدانکہ وے ﷺ می بنید، و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے ﷺ متصف است بصفات الله تعالی ویکے ازصفات الھی آنست " کہ انا جلیس من ذکرنی ترجمہ :۔ سمجھ لے کہ وہ ﷺ تمہارے پڑھنے کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کے ساتھ متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یہ صفت بھی ہے کہ جو مجھے یاد کرے میں اس کے پاس ہوں۔ جب حضور اکرم ﷺ ہمارے اس سلام بھیجنے کو دیکھ رہے اور سن رہے ہیں تو چاہیے کہ ہم نہایت ہی ادب، تعظیم کے ساتھ سلام پڑھیں۔ مجدد مائۃ حاضرۃ عالم مولینا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں، واقعی ان کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا، عظمت و جلال ہی کے ساتھ آئے گا۔ کہ ان کا تصور ان کے پاک رب کے تصور کا لازم بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرم ہی تو ہے تو یہاں نہ صرف ان کے خیال بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و تکریم کا حکم صریح ہے۔ " ولکن المنافقین لا یعلمون"۔۔ احیاء العلوم مطبع لکھنؤ ج ا صہ ۹۹ میں۔ " احضر فی قلبک النبی ﷺ و شخصه الکریم و قل السلام علیک ایھاالنبی و برکاته" ترجمہ :۔ التحیات میں نبی کریم ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور ﷺ کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر ، "السلام علیک ایھا النبی و رحمة الله وبرکاته" میزان امام شعرانی مطبوعہ مصر ج ا صہ ۱۳۹۔ ۱۴۰ "سمعت سیدی علی الخواص رحمة الله علیه یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوة والسلام علی رسول الله ﷺ فی التشھد لینبنه الغافلین فی جلوسھم بین یدی الله عزو جل علی شھود بین ھم فی تلک الحضرة فانه لا یفارق حضره الله تعالیٰ ابدا فیخاطبونه بالمشافة " ترجمہ :۔ میں نے اپنے سردار خواص کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام عرض کرنے کو اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی کریم ﷺ کو دیکھیں اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کبھی اللہ تبارک و تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتے۔ پس بالمشافہ حضور اقدس ﷺ پر سلام عرض کریں۔

حضور پر نور غوث اعظم، محبوب سبحانی، قطب ربانی، سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ صلاحیت ایک حالت ہے (اور

Marfat.com

وہ یہ ہے)اپنے ارادے کو فنا کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام پر قائم رہنا۔ یعنی راضی بر ضااللہ تعالیٰ ،اور اپنے ہر امر کواللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا ،اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے چھوٹا بچہ دایہ کے ہاتھ میں اور مردہ غسال کے ہاتھ میں ہو ،کہ جس طرح چاہے اسے الٹ پلٹ کرے ۔اسی طرح بندہ صالح وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو بغیر کسی قسم کی چوں وچرا کے قبول کر کے عمل کرتا ہو۔جب ایک آدمی اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام نفسانی اور زمانے کی آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال نهى رسول الله ﷺ ان يجلس الرجل فى الصلوة وهو معتمد على يديه " (رواہ احمد ،ابو داؤد) وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس بات سے) منع فرمایا ہے۔کہ ایک شخص نماز میں بیٹھے اس حال میں کہ وہ اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہو ، "و فى رواية له " اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے۔ "نهى ان يعتمد الرجل على يديه اذا انهض "(کہ اس بات سے بھی) منع فرماتا ہے کہ کوئی شخص جب اٹھے تو ہاتھوں پر بھروسہ کئے ہوئے ہو۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر نمازی جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو ہاتھوں پر ٹیک نہ لگائے اور نہ ہی سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لے ،بلکہ پاؤں کے بل کھڑا ہو ،اگر نمازی ضعیف العمر ہے یا بیمار ، تو وہ مجبورا سہارا لے سکتا ہے اور اس پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کا عمل ہے۔(نماز مقبول ۳۲۲ تا ۳۲۵)از حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مد ظلہ العالی ،یکہ توت پشاور ناشر :۔ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور ،

طالب دعا :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

وَلَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا فِى الْقَعْدَةِ الْاُوْلٰى وَيَقْرَءُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةَ الْكِتَابِ خَاصَّةً فَاِذَا جَلَسَ فِى اٰخِرِ الصَّلٰوةِ يَجْلِسُ كَمَا جَلَسَ فِى الْاُوْلٰى وَ تَشَهَّدَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِىِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور پہلے قعدہ میں اس سے زیادہ نہ پڑھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔ پس نماز کے آخر میں اس طرح بیٹھ جائے جیسے پہلے قعدہ میں بیٹھا تھا اور التحیات پڑھے اور حضور ﷺ پر درود بھیجے

○ وصلی علی النبی علیہ السلام ☆ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال لقینی کعب بن عجرۃ " مجھے کعب بن عجرہ ملے۔ " فقال الا اھدی لك ھدیۃ سمعتھا من النبی ﷺ " اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو یہ تحفہ دوں جو میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے۔ " فقلت بلی فاھد ھالی " تو میں نے کہا کہ ضرور وہ تحفہ مجھے دو فقال سالنا رسول اللہ ﷺ فقلنا یا رسول اللہ ﷺ "پس کہا کہ ہم نے سرور کائنات ﷺ سے عرض کی اور کہا ہم نے کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ " کیف الصلوۃ علیك "ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں۔ " فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیك بالیقین " ہمیں اللہ تعالیٰ نے تو آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سکھایا دیا ہے۔ "قال " آپ نے ارشاد فرمایا "قولوا " (یوں) کہا کرو۔ " اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید ،، ترجمہ۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت بھیج اور محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام اور اس کی آل پر رحمت بھیجی۔ بالیقین تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ " اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید " ترجمہ۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر برکت بھیج اور محمد ﷺ کی آل پر، جیسا کہ آپ نے ابراھیم علیہ السلام اور اس کی آل پر برکت بھیجی۔ بالیقین تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ (متفق علیه الا ان مسلما لم یذکر علی ابراھیم فی الموضعین) تشہد میں درود شریف پڑھنا امام شافعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فرض اور علماء کا اجماع اس بات پر ہے کہ یہ امر وجوبی ہے۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے۔ علماء کرام نے درود شریف کا ترجمہ یوں بیان کیا ہے۔ " اللھم صل علی محمد الخ "یارب محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما اور ان کا ثواب زیادہ کر، اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما اور انبیاء، مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی

Marfat.com

شان بلند کر۔ "قال الحلیمی المقصود بالصلوۃ علی النبی ﷺ التقرب الی اللہ بامتثال امرہ و قضاء حق النبی ﷺ علینا" ترجمہ:۔ حلیمی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور پر نور ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ذات باری تعالیٰ کا قرب تلاش کرے اور سرکار دو عالم ﷺ کا حق ادا کرے۔

" وتبعہ ابن عبدالسلام فقال لیست صلاتنا علی النبی ﷺ شفاعۃ لہ فان مثلنا لا یشفع لمثلہ و لکن اللہ امرنا بمکافاۃ من احسن الینا فان عجزنا عنھا کا فأنا بالدعاء فارشد نا اللہ تعالیٰ لما عجزنا عن مکافاۃ نبینا ای الصلوۃ الیہ" ترجمہ:۔ اور حضرت ابن عبدالسلام نے بھی پہلے قول کی پیروی کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ہمارا حضور پرنور ﷺ پر درود بھیجنا ،ان کی ذات بابرکات کے لئے شفاعت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم جیسے ایسی برگزیدہ ہستی کے لئے (ﷺ) سفارش نہیں کر سکتے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جس ذات پاک ﷺ نے تمہارے ساتھ اتنے احسانات کئے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پوری پوری جزا دو۔ پس چونکہ ہم اس کام کی تکمیل سے تو عاجز ہیں تو پھر ہم اس دورد شریف کے ذریعے اس کی کو پورا کریں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب ہم کو اس کام کے کرنے سے (یعنی پوری پوری جزا دینے سے) عاجز پایا تو ہم کو حضور پرنور ﷺ پر دورد بھیجنے کے لئے امر دیا۔ "وقال ابن عربی فائدہ الصلوۃ علیہ رجع الی الذی یصلی علیہ بدلا لہ ذالک علی نصوح العقیدۃ و خلوص النیۃ و اظہار المحبۃ والمداومۃ علی الطاعتہ والا حترام للواسطۃ الکریمہ"

ترجمہ:۔ حضرت ابن عربی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا، کہ درود شریف (پڑھنے) کا فائدہ یہ ہے کہ اس ذات ﷺ کی طرف رجوع ہو جاتا ہے اور وہ رجوع اس شخص کے عقیدے کی صحت، خلوص نیت، اظہار محبت، عبادت پر ہمیشگی اور حضور انور ﷺ کے احترام پر دلالت کرتا ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلواۃ و احدۃ صلی اللہ علیہ عشرا" (رواہ مسلم) وہ کہتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔ جب صلوۃ کی نسبت کسی شخص کی طرف ہو تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے رحمت کی التجا اور دعا ہے اور جب اسی لفظ صلوۃ کی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا مطلب، اس شخص کی التجا، دعا کو قبول فرما کر رحمت نازل فرماتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی صلاۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات و حطت عنہ عشر خطیات و رفعت لہ عشر درجات "(رواہ النسائی) وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس (۱۰) بار رحمتیں نازل فرمائیگا اور اس کے دس گناہ بخشے جاویں گے اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے، سبحان اللہ ! درود شریف کے ورد میں کتنی برکتیں، رحمتیں اور بخششیں ہیں کہ ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس گناہ معاف دس رحمتیں مہیا، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرب میں دس درجے بلند، کتنی پاکیزہ عبادت اور کتنی اعلیٰ یاد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہمیں توفیق مرحمت فرمائے کہ ہم ہر وقت حضور اکرم ﷺ پر درود

Marfat.com

شریف ہی پڑھتے رہا کریں، آمین ثم آمین ،ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " **قال قال رسول الله ﷺ ، اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثر ھم علی صلوۃ** "(رواہ الترمذی)وہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہو گا۔ قیامت کے دن جبکہ " **لا تملك نفس لنفس شیئا** "کا نقشہ ہو گا جس دن ہر طرف حیرانی و پریشانی ہو گی۔ جس دن کوئی شخص کسی شخص کو شناخت نہ کر سکے گا۔ جس دن بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء اس خداوند قہار کے سامنے سہمے کھڑے ہوں گے ، وہ اشخاص کتنے ہی سعادت مند ہوں گے جن کو جناب سرور کائنات فخر موجودات، شافع عاصیاں ﷺ کا قرب حاصل ہو گا اور یہ قرب صرف درود شریف کے ورد سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " **قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملئكة سیاحین فی الارض یبلغنی من امتی السلام** " (رواہ النسائی والدارمی)وہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، **با لیقین اللہ تعالیٰ** کے پاس ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر پھرنے والے ہیں۔ (اور ان کا کام یہ ہے) کہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اس وسیع و فراخ زمین کے کونے کونے، گوشے گوشے، حصے حصے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرشتے صرف اس لئے پھرتے ہیں کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کی امت میں سے حضور پر سلام بھیجے اسے فوراً حضور اکرم ﷺ کے روبرو پیش کر دیں۔ صوفیائے کرام نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہیں اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں یہ بات شائع ہے کہ جب فخر دو عالم ﷺ پر سلام پڑھا جاتا ہے تو تمام لوگ حضور کے اسم گرامی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور خصوصاً عرب میں یہ قاعدہ رائج ہے۔ سر گروہ مہاجرین حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے جبکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے اتنا ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے کہ مجھے یہ بھی فکر نہیں رہتی کہ میرے ساتھ والے کس وقت بیٹھے۔ سبحان اللہ !اولیاء کرام کو دورد شریف کے ورد میں کتنا لطف و حظ حاصل ہوتا ہے۔ **السلام علیك یا رسول الله.**

صاحب مظاہر حق فرماتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے طرف حیات دائمی حضرت کے (ﷺ)اور خوش ہونے ان کے پہنچنے سلام امت کے اور اشارہ ہے طرف قبول سلام کے کہ قبول کرتے ہیں اس کو فرشتے اور اٹھالے جاتے ہیں طرف حضرت ﷺ کے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "**قال قال رسول الله ﷺ ، من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته**"(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے، میں اس کو سنتا ہوں اور جس شخص نے دور سے مجھ پر درود پڑھا، وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے، صاحب مظاہر حق فرماتے ہیں، پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلاواسطہ اور دور والے کے درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں، اس سے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے،

Marfat.com

چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔

ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں (تو آپ ارشاد فرمادیں) کہ اپنی دعا میں آپ پر درود پڑھنے کا کتنا وقت مقرر کروں۔آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے۔ میں نے عرض کی (اپنی دعا کا) چوتھائی حصہ ،آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے۔اگر (اس چھوتھائی حصہ سے) زیادہ کردے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی کہ نصف حصہ (یعنی نصف حصہ آپ پر درود پڑھوں گا اور نصف وقت اپنے لئے دعا کروں گا۔آپ نے فرمایا جتنا تو چاہے اگر اس سے بھی) زیادہ کردے تو تیرے لئے (بہت ہی) بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی، تہائی حصہ ،آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو چاہے اگر (اس سے بھی) زیادہ کردے تو تیرے لئے (اور زیادہ) بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اپنی تمام دعا میں آپ پر درود ہی پڑھوں گا،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس وقت تو کفایت کیا جائے گا۔ دنیا اور آخرت کے مقاصد دیئے جائیں گے اور تیرے گناہ تجھ سے دور کئے جائیں گے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔" قال قال رسول اللہ ﷺ البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی " (رواہ الترمذی ورواہ احمد عن الحسین بن علی و قال الترمذی ہذا حدیث حسین صحیح غریب) وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بخیل وہ ہے کہ جس کے آگے میرا ذکر کیا گیا۔اور پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ یعنی جس وقت کسی مجلس میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر گرامی ہو تو اہل مجلس پر واجب ہو جاتا ہے۔ کہ حضور کا اسم گرامی سنتے ہی درود شریف پڑھیں اور اس طرح سے اپنی عقیدت اور غلامی کو ثبوت دیں اور نیز انصاف کا تقاضا بھی ہے کہ اس پاک ہستی ﷺ کا جس کے احسانات بے حساب اور مہربانیاں لا تعداد ہیں جس کی مقدس زندگی کا ہر لمحہ امت مرحومہ کی غم خواری اور خیر خواہی میں گذرا جس نے (ﷺ) سخت ترین تکالیف و مصائب اٹھاتے ہوئے بھی " رب اهد قومی فانهم لا یعلمون " (اے میرے رب! میری قوم کو ہدایت مرحمت فرما وہ جانتے نہیں) کی پیاری صدا بلند کی، جس کی (ﷺ) راتیں امت مرحومہ کی مغفرت اور بخشش کی خاطر بے چینی میں گزریں۔ جس نے (ﷺ) ہر امر میں ضعیف امت کی ہر کمزوری اور ناتوانی کو پیش نظر رکھا اور جس روف و رحیم ہستی کے لب ہائے مبارک پر وصال کے وقت بھی " امتی امتی" کے پیارے الفاظ تھے اور جب یہ امت مرحومہ ہر قسم کے گناہوں سے ملوث ہو جاتی ہے اور اسے عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے کوئی راہ نظر نہیں آتی تو اس وقت صرف آپ ہی کا دامن رحمت نظر آتا ہے۔ جس میں یہ امت مرحومہ اپنے لئے عذاب الٰہی سے بچنے کا سامان مہیا کر لیتی ہے۔ " ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاوك فاستغفر وا الله و استغفر لهم الرسول لو جدوا الله توابا رحیما ہ " اسم گرامی سنتے ہی آپ کے ہر نام لیوا پر فرض ہے کہ وہ اپنی والہانہ عقیدت سے درود شریف پڑھیں اور اپنی نیاز مندی و محبت کا اظہار کریں۔ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے ۔ الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله

Marfat.com

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " قال ان الدعآء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منه شیی حتے تصلی علی نبیك "۔ (رواہ الترمذی)

وہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی نہیں چڑھتا یعنی قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھو۔ چونکہ درود شریف اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں قبول شدہ ہے۔ اس لئے اس شفیق امت ﷺ نے دعا کے قبول ہونے کا طریقہ بھی تعلیم فرمایا کہ ایسانہ ہو کہ اس امت مرحومہ کی دعائیں قبول نہ ہوں اور اس بارگاہ قدس سے ناکام و نامراد پھریں۔ شیخ ابو سلیمان دارانی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی سے اپنے لئے حاجت طلب کرے تو پہلے درود شریف پڑھ پھر دعا مانگ، پھر درود شریف پڑھ کے دعا کو ختم کر، کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں کو قبول فرماتے ہے اور یہ اس کی شان کریمی کے بہت بعید ہے کہ اس دعا کو چھوڑ دے جو ان دونوں درودوں کے درمیان ہے۔ (نماز مقبول ۳۳ تا ۳۴)

Marfat.com

وَدَعَا بِمَا شَآءَ مِمَّا يُشْبِهُ اَلْفَاظَ الْقُرآنِ وَالْاَدْعِيَةِ الْمَاثُوْرَةِ وَلَا يَدْعُوْا بِمَا يُشْبِهُ كَلَامَ النَّاسِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يَرٰى بَيَاضَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ

اور ان الفاظ سے جو چاہے دعا کرے جو قرآن حکیم اور حضور ﷺ سے منقول دعاؤں سے مشابہ ہوں اور ان الفاظ سے دعا نہ مانگے جو لوگوں کی باتوں سے مشابہ ہوں۔ پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دائیں طرف سلام پھیرے یہاں تک کہ دائیں رخسار کی سفیدی دکھائی دے۔ پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرے۔

دعا: آپ تشہد [illegible] حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا [illegible] تشہد [illegible] صاحب [illegible] رحمۃ اللہ [illegible] آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں [illegible] احادیث مبارکہ [illegible] روایت ہے۔ ان النبی ﷺ کان یعلمھم ھذا الدعاء کما یعلمھم السورۃ من القرآن یقول قولوا اللھم انی اعوذبک من عذاب جھنم واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات (رواہ مسلم) [illegible] آپ ارشاد فرماتے (یوں) [illegible] عذاب [illegible] فتنے [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] روایت ہے۔ قال قلت یا رسول اللہ (ﷺ) علمنی دعاء ادعو بہ فی صلاتی قال قل اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم (متفق علیہ) [illegible] ﷺ [illegible] اپنی نماز میں [illegible] آپ نے ارشاد فرمایا [illegible] آپ [illegible] ﷺ [illegible] بالیقین آپ ﷺ [illegible] حبیب ﷺ [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

کی اور بائیں میں طرف میں بائیں طرف والوں کی نیت کرے اور ہر نمازی کو دونوں سلاموں میں نیت ملائکہ کی بھی کرنی چاہیے کہ یہ بھی حدیثوں میں آتا ہے۔ کہا ہے بعض علمائے ہمارے نے کہ یہ سنت ہے اور لوگوں نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ (نماز مقبول ۱۰۴ ، ۱۰۵)

☆ **سلام کے بعد دعا اور ذکر** ☆ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ " قالت کان رسول الله ﷺ اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام و منک السلام تبارک یا ذالجلال و الاکرام " (رواہ مسلم) وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ سلام پھیرتے تو حضور اکرم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اس قدر بیٹھتے کہ حضور یہ فرماتے " اللهم انت السلام " اے اللہ تو سلام ہے اور سلامتی تجھ سے ہے۔ اے عظمت و بخشش کے مالک تو ہی بابرکت ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ " انه قال من سبح دبر کل صلواة ثلثا و ثلثین و کبر ثلثا ثلثین و حمد ثلثا وثلثین و ختم الماة بلا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیی قدیر غفرت ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر (موطا امام مالک ج ا صہ ۱۱۹)

یہ کہ اس نے یعنی ابی ہریرہ نے کہا کہ جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار **سبحان الله** ۳۳ بار **الله اکبر** ۳۳ بار **الحمد لله** کہا اور کلمہ " **لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیی قدیر** " کے ساتھ سو کو پورا کیا تو اس پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ حضور اکرم ﷺ سے اور بھی بہت دعائیں اور تسبیحیں مروی جیسے آیت الکرسی وغیرہ وغیرہ۔ مگر مندرجہ بالا بہت آسان اور مختصر ہے، بہت فوائد رکھتی ہے۔ اس لئے اس پر اکتفا کیا گیا۔ (نماز مقبول ۴۹ ، ۵۰)

Marfat.com

وَيَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِنْ كَانَ إِمَامًا وَيُخْفِي الْقِرَاءَةَ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ فَإِنْ كَانَ مُنْفَرِدًا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ جَهَرَ وَاسْمَعَ نَفْسَهُ وَإِنْ شَاءَ خَافَتَ وَيُخْفِي الْإِمَامُ الْقِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْوِتْرِ ثَلٰثُ رَكْعَاتٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ عِنْدَنَا وَيَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ قَبْلَ الرُّكُوعِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ

اور امام کو چاہئے کہ فجر کی نماز میں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرات کرے اور بعد والی دو رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرات کرے۔ پس اگر اکیلا نماز پڑھنے والا ہے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو آواز سے پڑھے اور اپنے آپ سنائے اور چاہے تو آہستہ پڑھے اور امام ظہر و عصر میں آہستہ قرات کرے اور وتر تین رکعات ہیں اور ہمارے نزدیک ان رکعات میں سلام کے ساتھ جدائی نہیں کرنی ہے اور سارا سال وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے۔

بالقراءة في الفجر عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب امام سمع الله من حمدہ (اللہ نے اس کی تعریف کی جس نے اس کی تعریف بیان کی) کہے (اے ہمارے پروردگار آپ کے لئے ہی حمد ہے)" فانه من و افق قوله قول الملئكة غفرله ما تقدم من ذنبه" پس جس شخص کا کہنا فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے اس کے پہلے گناہ جو اس نے کئے بخش دیئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ) رفاعہ بن نافع کہتے ہیں" كنا نصلي وراء النبي ﷺ فلما رفع رأسه من الركعة "ہم حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور ﷺ رکوع سے سر مبارک اٹھاتے۔" قال سمع الله لمن حمده سمع الله لمن حمده فقال رجل وراءه" تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے پس ایک شخص نے جو کہ حضور ﷺ کے پیچھے تھا کہا۔" ربنا و لك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه فلما انصرف قال من المتكلم انفا" اے ہمارے پروردگار آپ ہی کے لئے تعریف ہے بہت پاکیزہ تعریف اس میں برکت کی گئی۔ پس جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابھی کون تھا جس نے ان کلمات کا پڑھنے والا کون تھا؟" قال انا قال راء يت بضعة و ثلثين ملكا يبتدرو

Marfat.com

بها ایهم یکتبها اول" (رواہ البخاری) پڑھنے والے نے عرض کی کہ حضور ﷺ میں تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کرتے ہیں کہ کون ان میں سے ان کلمات کا ثواب پہلے لکھے۔ یعنی ان کلمات کا پڑھنا اتنا بڑا ہے کہ فرشتے ان کے ثواب لکھنے میں جھگڑتے ہیں۔ افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم رکوع سے سر اٹھاتے ہی نہیں اور سجدے میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کمال درجے کی بے احتیاطی ہے۔ ان الفاظ کو یاد کرنا چاہئے اور نماز نفل میں پڑھنا چاہئے۔ ان مبارک الفاظ میں بہت بڑی حقیقتیں ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار انتہائی پاکیزہ تعریف یعنی ہر قسم کے شرک و ریا سے پاک آپ کے لئے ہے۔ اخلاص اور حضوری کے ساتھ اس میں برکت کی گئی ہے۔ اب اندازہ لگائیے کہ جب ایک شخص اس فیاض حقیقی کی اتنی بلند پایہ تعریف کرے گا تو وہ اس پر کتنی رحمتوں کی بارشیں برسائے گا۔ جیسا کہ ابی مسعود انصاری سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " لا تجزی صلوة الرجل "آدمی کو نماز کفایت نہیں کرتی" حتی یقیم ظهره فی الرکوع والسجود" (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی، وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح) یہاں تک کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ صاحب جامع ترمذی فرماتے ہیں۔ "والعمل علی هذا عند اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ ومن بعدهم یرون ان یقیم الرجل صلبه فی الرکوع والسجود" صحابہ نبی کریم ﷺ سے اہل علم اور ان کے بعد کے اہل علم یعنی تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ مرد اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجدے میں سیدھی کیا کرے۔

"وقال الشافعی واحمد واسحاق من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود فصلوته فاسدة لحدیث النبی ﷺ لا تجزی الخ" (امام شافعی، امام احمد، امام اسحق رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنی پیٹھ رکوع اور سجدے میں سیدھی نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ نماز کفایت نہیں کرتی الخ) امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہیں۔ ان کے پورا نہ کرنے سے نماز ناتمام رہتی ہے۔ ثابت ہوا کہ نمازی جب رکوع سے سر اٹھائے تو سیدھا کھڑا ہو جائے۔ جب سجدے سے جلسے کے لئے اٹھے تو سیدھا بیٹھا کرے ورنہ نماز قبول نہیں ہوتی اور اس قسم کی نماز کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ شقیق سے روایت ہے۔ قال شقیق نے کہا کہ "ان حذیفة رای رجلا "حذیفہ نے ایک شخص کو دیکھا۔ لا یتم رکوعه ولا سجوده" کہ نہ تو وہ اپنا رکوع پورا ادا کرتا ہے اور نہ ہی سجدہ۔ فلما قضی صلوته "جب وہ شخص اپنی نماز پڑھ چکا دعاه" اس کو بلایا!" فقال له حذیفه "حذیفہ نے اس کو کہا "ما صلیت" تو نے نماز نہیں پڑھی" واحسبه قال لو مت "اور شقیق نے کہا کہ میں یہ بھی گمان کرتا ہوں کہ حذیفہ نے اس شخص کو یہ بھی کہا کہ اگر تو مرے" لمت علی غیر الفطرة التی فطر الله محمد ﷺ .. (رواہ البخاری) تو مرے گا اس طریقہ پر جو کہ اسلامی نہیں اور نہ ہی وہ حضور اقدس ﷺ کا طریقہ ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو تہدید کے طور پر فرمایا کہ چونکہ تو نے رکوع، سجود، قومہ، جلسہ صحیح طریقہ پر اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کئے اس لئے گویا چند واجب ترک کئے لہذا تیری نماز ہی ادا نہیں ہوئی۔ اس فقرے پر غور کرو کتنی سخت تہدید ہے

Marfat.com

اور کتنی زبردست تعلیط ہے کہ اگر تو مر گیا تو فطرت اسلام پر نہ مرا، جو کہ حضور اکرم ﷺ کی راہ ہے۔ دوران نماز تعدیل ارکان سے غفلت برتنا انتہائی درجے کی شومی قسمت ہے۔ ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ نماز میں تعدیل ارکان کا خیال رکھے۔ تاکہ انجام بخیر ہو اور ہماری موت ملت حنفیہ پر ہو۔ ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ " قال قال رسول اللہ ﷺ "وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا " اسوأ الناس سرقة ن الذی لیسرق من صلوته " لوگوں میں بحیثیت چوری کے بہت بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے ۔ " قالوا یا رسول اللہ " صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ "و کیف یسرق من صلوته " اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے۔ " قال لا یتم رکوعها ولا سجودها "(رواہ احمد) ارشاد فرمایا کہ نہیں صحیح ادا کرتا اپنی نماز کا رکوع اور سجدہ۔ ایک شخص مال و اسباب کی چوری کرتا ہے تو اس پر حد شرعی جاری ہوتی ہے۔ سزا بھگتنے کے بعد خلاصی حاصل کرتا ہے۔ آخرت کے عذاب سے بھی چھٹکارا پاتا ہے لیکن نماز کا چور جو کہ صحیح نماز ادا نہیں کرتا، ثواب نہیں پاتا، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی آخرت میں گھاٹا اٹھاتا ہے اور سوائے ضرر کے اس کے ہاتھ کچھ نہیں پڑتا۔ لہذا اپنے آپ کو ایسا چور بننے سے بچانا چاہیے تاکہ یہ نماز آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاوے۔ حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی موطا امام مالک کی شرح مصفّی میں ارشاد فرماتے ہیں۔ مسئلہ ۔ اگر پشت در رکوع ہموار نہ کرد وہم چنیں در سجود یا در قومہ و جلسہ ، نزدیک شافعی نماز فاسد باشد و اصحاب ابو حنیفہ مختلف اند ، مختار کرخی ، آنکہ اطمینان در رکوع و سجود واجب است ، و در قومہ و جلسہ سنت ، وھو الصحیح ۔ یعنی اگر پیٹھ رکوع اور سجدے میں ہموار نہ کی یا رکوع، سجود، قومہ و جلسہ میں اطمینان کو چھوڑا، امام شافعی کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے۔ ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے اصحابوں کے درمیان اختلاف ہے مگر امام کرخی کا مختار یہ ہے کہ اطمینان رکوع و سجود میں واجب ہے اور قومہ و جلسہ میں سنت۔

Marfat.com

وَيَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَّعَهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقْنُتَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَنَتَ وَلَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةٍ غَيْرِهَا وَلَيْسَ فِي الصَّلٰوةِ قِرَأَةُ سُوْرَةٍ بِعَيْنِهَا بِحَيْثُ لَا يَقْرَءُ غَيْرُهَا وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَّخِذَ قِرَأَةَ سُوْرَةٍ بِعَيْنِهَا لِلصَّلٰوةِ وَاَدْنٰى مَا يُجْزِئُ مِنَ الْقِرَآءَةِ مَايَتَنَاوَلُهُ اسْمُ الْقِرَأَةِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَايَجُوْزُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اٰيَاتٍ قِصَارٍ اَوْ اٰيَةٍ طَوِيْلَةٍ نَحْوَ اٰيَةِ الْمُدَايَنَةِ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ وَلَايَقْرَءُ الْمُؤْتَمُّ خَلْفَ الْاِمَامِ وَمَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِيْ صَلٰوةِ الْغَيْرِ يَحْتَاجُ اِلٰى نِيَّتَيْنِ نِيَّةِ الصَّلٰوةِ وَنِيَّةِ الْمُتَابَعَةِ

اور وتر کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھے اور جب قنوت پڑھنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہے اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر قنوت پڑھے کسی اور نماز میں قنوت نہ پڑھے اور نماز میں کوئی سورۃ مقرر نہیں اس حیثیت سے کہ اس کے سوا نہ پڑھے اور نماز کے لیے صرف ایک سورت کا مقرر کر لینا مکروہ ہے اور کم سے کم قرات جو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ وہ ہے جس کو قرات کا نام دیا جائے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ تین چھوٹی آیات یا ایک لمبی آیت سے کم قرات کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے آیت مداینہ یا آیت الکرسی، اور مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے اور جو شخص کسی دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو وہ دو نیتوں کا محتاج ہے۔ ایک نیت نماز کی اور دوسری نیت اقتداء کی۔

﴿قنت﴾ وہابی وتر کی دوسری رکعت میں سلام پھیر کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تیسری رکعت پڑھتے ہیں امام شافعی کے نزدیک رکوع کے بعد قنوت پڑھنی ہے۔ ﴿فی صلوۃ غیرھا﴾ غیر مقلد صبح کی نماز میں بھی پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ الْجَمَاعَةِ

اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَاَوْلَى النَّاسِ بِالْاِمَامَةِ اَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَقْرَءُهُمْ

جماعت کے بیان میں

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے اور سب سے بہتر امامت کے لیے وہ ہے جو سب سے زیادہ حضور کی سنت کو جاننے والا ہو۔ اگر وہ سب سنت کے جاننے والے ہیں تو پھر جو سب سے زیادہ قاری ہو۔

جماعت کا حکم: جماعت سے نماز ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا: "وارکعوا مع الراکعین" رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یہی قول امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبوں کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ امام شافعی کے نزدیک نماز جماعت فرض کفایہ ہے۔ امام احمد، داؤد اور ابو ثور کے قول میں جماعت فرض عین ہے۔ ابن عمر سے روایت ہے "قال قال رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ" (متفق علیہ) ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نماز جو کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے وہ تنہا پڑھی جانے والی نماز سے ستائیس درجے بڑھ کر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے "قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لقد ہممت ان امر بحطب فیحطب ثم امر بالصلوٰۃ فیوذن لہا ثم امر رجلا فیوم الناس ثم اخالف الی رجال و فی روایۃ لا یشہدون الصلوٰۃ فاحرق علیہم بیوتہم والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدہم انہ یجد عرقا سمینا او مرماتین حسنتین لشہد العشاء" (رواہ البخاری و مسلم) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ارادہ کرتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں پھر نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دوں، تو اذان دی جائے، پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ امامت کرائے، میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز کے لئے نہیں جاتے۔ اچانک ان کو پکڑ لوں، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان پر ان کے گھر جلا دوں (تاکہ وہ بیچ میں جل کر خاک ہو جائیں) مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ اگر ان میں سے (جو کہ نماز میں حاضر نہیں ہوتے)

Marfat.com

ایک بھی یہ جان لے کہ مسجد میں فربہ گوشت کی ہڈی یا بکری کا پایہ ملے گا تو ضرور آئے گا لیکن عشاء کی نماز میں نہ آئیں
ہوں۔ حضور فخر بنی آدم ﷺ نے ان لوگوں پر جو کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے غصہ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی
بات ہے کہ ایسے لوگ ہیں اور صحابہ کرام کی موجودگی میں مسلمان کوتاہی اور سستی کرتے ہیں ایسا کام دین سے دور ہے جس میں پہنچ کر
یہ غفلت برتی جا رہی ہے۔ خدا کے گھر غیر آباد اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔

اور مسجدوں نے اس انتہائی غفلت پر رو رہے ہیں اور پکار پکار کر مسلمانوں کو زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے مسلمانو! اے اللہ کے دین پر اعتراض کرنے والو! "واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة" "اس عذاب سے ڈرو جو تم میں سے صرف ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا بلکہ تمام کو گھیرے گا" اور فرمایا کہ جو لوگ نماز باجماعت ادا نہیں کرتے پہلے درجے کے گنہگار ہیں۔ آج کل آبادی زیادہ ہیں۔ جس پر زمانہ ہو رہا ہے یہ حاضر۔ سبحان اللہ کیا ہی ارشاد مبارک ہے۔ ماہ رمضان میں ختم قرآن شریف سے رونق ہوتی ہے یہ منظر آنکھوں کے روبرو ہوتا ہے کہ تمام لوگ نماز مسجد میں موجود ہیں۔ ابھی وقت ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کی اتباع اور خوشنودی میں اپنی باقی ماندہ زندگی گزاریں۔ قیامت کے دن ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ نامہ اعمال جس کے ہاتھ میں ہوگا ہر ایک کو پتہ چل جائے گا۔ کتنے بدبخت ہوں گے وہ لوگ جن کا منہ اس دن سیاہ ہوگا اور کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ جن کا چہرہ اس دن کتاب کے چہروں کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس دن کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔ جو آدمی بہشت کا طالب ہو اس کو چاہئے کہ وہ حضور اکرم رحمۃ للعالمین ﷺ کی محبت اور اطاعت کے اوپر چلے۔ ایک نابینا حضور سید عالم ﷺ کے قائل تھے۔ اور بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ مگر باوجود حالات اور کمزوری کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سہارے جماعت میں شامل ہونے کے لئے مسجد کو تشریف لایا کرتے تھے۔ آج ہم حضور ﷺ کے نام لیوا تندرست ہوکر بھی مسجد کا رخ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم کے طفیل حضور ﷺ کی اطاعت کی توفیق مرحمت فرمائے آمین عبداللہ ابن مکتوم سے روایت ہے۔

"قال يا رسول الله ﷺ ان المدينة كثيرة الهوام و السباع وانا ضرير البصر فهل تجدلي من رخصة قال هل تسمع حي على الصلوة حي على الفلاح قال نعم قال فحي هلا ولم يرخص" (رواہ ابوداؤد والنسائی) وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) مدینہ (منورہ) میں موذی جانور اور درندے بہت ہیں اور میں اندھا ہوں کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں جماعت میں نہ آؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا "حي على الصلوة حي على الفلاح" (کے کلمات) سنتے ہو۔ اس نے عرض کی کہ جناب سنتا ہوں۔ فرمایا اجابت کرو یعنی حاضر ہوا کرو (ترک جماعت کی) رخصت نہ دی۔ غور طلب مقام ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکھوں سے معذور ہیں۔ درندوں اور موذی جانوروں کا خطرہ بھی ہے مگر آپ ان کو نماز باجماعت پڑھنے کی اجازت مرحمت نہیں فرماتے۔

Marfat.com

وَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَوْرَعُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَسَنُّهُمْ وَيُكْرَهُ تَقْدِيْمُ الْعَبْدِ وَالْفَاسِقِ وَ الْاَعْرَابِيِّ وَالْاَعْمٰى وَ وَلَدِ الزِّنَا فَاِنْ تَقَدَّمُوْا جَازَ وَيَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ اَنْ لَا يُطَوِّلَ بِهِمُ الْقِرَاءَةَ فِي الصَّلٰوةِ وَيُكْرَهُ لِلنِّسَآءِ اَنْ يُّصَلِّيْنَ وَحْدَهُنَّ بِجَمَاعَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ تَقِفُ الْاِمَامَ وَسَطَهُنَّ

پس اگر تقویٰ میں بھی وہ برابر ہوں تو پھر جو قرآن مجید کا سب سے اچھا قاری ہو۔ اگر وہ اس میں بھی برابر ہیں پھر ان میں جو سب سے زیادہ عمر والا ہو۔ اور غلام، فاسق، دیہاتی، اندھے اور حرامی کی امامت مکروہ ہے پس اگر یہ امام ہو جائیں تو جائز ہے اور مناسب ہے امام کو کہ نماز میں لمبی قرات نہ کرے اور مکروہ ہے عورتوں کے لیے یہ کہ صرف عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور اگر انھوں نے ایسا کر لیا تو امام پہلی صف میں ان کے درمیان کھڑا ہو۔

○ الفاسق ○ ... فاسق معلن ہے یعنی اعلانیہ فسق کرنے والا۔ جیسے قراقلی ٹوپی یا رومال کے ساتھ نماز پڑھانے والا کیونکہ ... کے ساتھ نماز پڑھائی ہے۔

○ الاعرابی ○ اس لیے کہ دیہاتی اوقات کو نہیں جانتا بدن کو پاک نہیں رکھ سکتا سارا دن اس کا گائے بھینسوں کی صفائی میں گذرتا ہے۔

○ الاعمی ○ اندھا اپنے آپ کو پلیدی سے نہیں بچا سکتا۔

○ ینبغی ○ ینبغی کے بعد جب علیٰ آئے تو لزوم کا معنی دے گا۔

Marfat.com

وَمَنْ صَلّٰى مَعَ وَاحِدٍ اَقَامَهٗ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَا اثْنَيْنِ تَقَدَّمَ عَلَيْهِمَا وَلَايَجُوْزُ لِلرِّجَالِ اَنْ يَّقْتَدُوْا بِامْرَأَةٍ وَلَا صَبِيٍّ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانَ ثُمَّ الْخُنَاثٰى ثُمَّ النِّسَآءَ وَاِنْ قَامَتِ الْمَرْأَةُ اِلٰى جَنْبِ رَجُلٍ وَهُمَا يَشْتَرِكَانَ فِيْ صَلٰوةٍ وَاحِدَةٍ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ

اور اگر امام ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھے تو اسے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لے اور اگر دو مقتدی ہوں تو امام ان کے آگے ہو جائے اور مرد کے لیے عورت اور بچہ کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے اور صف باندھیں مرد پھر بچے پھر خنثی پھر عورتیں اور اگر عورت مرد کے پہلو کی جانب کھڑی ہوتی اور وہ دونوں ایک ہی نماز میں شریک ہوں اور امام نے عورت کے لئے امامت کی نیت کی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی

﴿یصف﴾ صف کو برابر رکھنا ارکان نماز میں سے ایک ضروری امر ہے اور جب تک نماز کی تمام ضروریات پورے طور پر ادا نہ ہوں نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔ حضور انور سید عالم ﷺ نے جس طرح نماز کے دیگر ارکان کو مکمل طریقہ پر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اسی طرح صف کو برابر، سیدھی اور بغیر شگاف کے رکھنے کو بھی تاکید کے ساتھ حکم فرمایا ہے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کو برابر کرنا، بالکل سیدھا رکھنا، کوئی درز یا شگاف باہم نہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ امام کو خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے تاکہ حضور ﷺ کی سنت مبارک کے مطابق نماز ادا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔ " قال قال رسول الله ﷺ سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوٰة (متفق عليه) الا ان عند مسلم من تمام الصلوٰة " وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو۔ اس لئے کہ صفوں کی برابری اقامت نماز سے ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں ہے۔ مگر مسلم شریف میں " من اقامة الصلوة " کی جگہ "من تمام الصلوة " ہے بہر حال دونوں عبارتوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ رصوا صفو فكم وقاربوا بينها وحاذوا بالا عناق فوالذى نفسى بيده انى لارى الشيطان يد خل من خلال الصف كانها الحذف " (رواہ ابوداؤد) اپنی صفوں کو پیوستہ اور استوار رکھو صفوں میں قریب قریب کھڑے ہوا کرو اور اپنی گردنوں کو برابر رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے

Marfat.com

دست تصرف میں میری جان ہے کہ یقیناً میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے شگافوں سے داخل ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ حذف (سیاہ رنگ کے بکری کے بچہ کو جو کہ یمن اور حجاز میں اکثر پیدا ہوتا ہے۔ حذف کہتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال کان رسول الله ﷺ یقول عن یمینه اعتدلوا سووا صفوفکم و عن یساره اعتدلوا سووا صفوفکم" (رواہ ابو داؤد) وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہمیشہ اپنی داہنی طرف فرمایا کرتے تھے۔ سیدھے کھڑے رہو۔ اپنی صفوں کو ٹھیک رکھو اور (اسی طرح) بائیں طرف بھی فرمایا کرتے تھے۔ سیدھے کھڑے رہو۔ اپنی صفوں کو ٹھیک رکھو، امام صاحب کو چاہیے کہ جب نماز کے لئے مصلے پر آئے تو اسی طرح دائیں بائیں کہے۔ اور صف کو ٹھیک اور درست کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین سے روایت ہے۔ "قالت قال رسول الله ﷺ لا یزال قوم یتأخرون عن الصف الاول حتی یؤخرهم الله فی النار" (رواہ ابو داؤد) وہ فرماتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قوم ہوگی جو کہ ہمیشہ پہلی صف سے پیچھے رہیگی یہاں تک کہ اللہ ان کو دوزخ میں سب سے پیچھے ڈال دے گا۔ وابصہ بن معبد سے روایت ہے۔ "قال رای رسول الله ﷺ رجلا یصلی خلف الصف وحده فامره ان یعید الصلوة" (رواہ احمد، والترمذی وابوداؤد) "و قال الترمذی هذا حدیث حسن" وہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ سو آپ نے اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ صاحب اشعۃ اللمعات نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جو آپ نے اس شخص کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا یہ حکم بوجہ تغلیظ اور تشدید تھا۔ جو کہ اس سے پہلی صف میں کھڑے نہ ہونے کی غلطی کی وجہ سے پیدا ہوا۔ فساد نماز یا بطلان نماز کی وجہ سے آپ نے یہ حکم نہیں دیا احناف کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز ہو جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو ایسے شخص کو نماز دہرانے کا حکم دیا ہے وہ (استحبابا تھا نہ کہ وجوبا)

Marfat.com

وَلَاتَفْسُدُ صَلٰوۃُ الْمَرْأَۃِ اِنْ نَوَی الْاِمَامُ اِمَامَتَھَا وَاِنْ لَمْ یَنْوِلَا یَضُرُّہٗ وَلَایَجُوْزُ صَلٰوتُھَا وَ یَکْرَہُ لِلنِّسَآءِ حُضُوْرُ الْجَمَاعَۃِ

اور عورت کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور اگر امام نے نیت نہیں کی تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور عورت کی نماز جائز نہیں اور عورتوں کے لیے جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔

﴿ **یکرہ للنساء حضور الجماعۃ** ﴾ حضرت امام اعظم کے مذہب میں عورتوں کی امامت اور جماعتوں میں شرکت ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے ائمہ دین اور فقہائے کرام اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔ فتاوی بحر الرائق جلد اول کتاب الصلوۃ باب امامۃ صہ ۳۵۱ وصہ ۳۵۸ و فتاوی و فتح القدیر جلد اول باب الامامۃ یعنی عورتوں کی جماعت اس لیے مکروہ اور منع ہے کیونکہ ان کی جماعت ارتکاب حرام سے خالی نہیں۔ وہ ہے امام بنتے وقت اس کا صف کے درمیان میں کھڑی ہونا تو ان کی جماعت اس وجہ سے مکروہ ہو گی۔ جس طرح کہ ننگوں کی جماعت مکروہ ہے کذا فی الھدایہ یہی بات دلالت کرتی ہے عورتوں کی جماعت کے مکروہ تحریمہ ہونے پر کیونکہ تقدم (آگے کھڑا ہونا) بوجہ نبی اکرم ﷺ کے ہمیشہ عمل ہونے سے امام پر لازم اور واجب ہے اور واجب کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے جو موجب ہے گناہ کا اور یہی بات ننگوں کی جماعت میں بھی کراہت تحریمی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ بطریق اولی۔

عورتوں کی جماعات میں حاضری اور شرکت ممنوع ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ **وقرن فی بیوتکن** اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو" یعنی پابندی کے ساتھ گھروں میں رہو۔ اور حضور ﷺ کا فرمان ہے **صلوتھا فی قعربیتھا افضل من صلوتھا فی صحن دارھا**۔ "عورت کی نماز گھر کے کمرے میں بہتر ہے اس نماز سے جو وہ اپنے گھر کے صحن میں پڑھتی ہے اور اس کی نماز گھر کے صحن میں اس نماز سے بہتر ہے جو وہ اپنی مسجد میں پڑھتی ہے" اور ان کے گھر ان کے لئے خیر و برکت کے موجب ہے یہ اس لیے کہ عورتوں کے گھروں سے باہر نکلنے میں فتنہ و فساد سے حفاظت کا ہونا نصیب نہیں ہو سکتا چونکہ عورتوں کی جماعت میں عدم حضوری کا حکم عام ہے بلکہ اس حکم میں ہر عمر کی عورتیں آگئیں۔ خواہ جوان ہوں یا کہ عمر رسیدہ اور خواہ نمازیں دن کی ہوں یا کہ رات والی۔ مصنف نے کافی میں عورتوں کی تمام نمازوں میں شرکت کو مکروہ تحریمی بوجہ فتنہ و فساد کے ظہور کے کہا ہے جب مسجدوں میں نماز کے لیے عورتوں کی حاضری ممنوع اور مکروہ ٹھہری تو مجالس وعظ، میں تو ان کی حاضری اور شرکت بطریق اولی مکروہ اور ممنوع ہو گی خاص کر ایسی مجالس میں جن کے سرپرست اور بانی سراسر جاہل اور بے دین لوگ ہوتے ہیں۔ جو بزرگوں اور علماء کے لباس میں ذاتی منفعت اور شہرت کے دلدادہ ہوتے ہیں ذکرہ فخر الاسلام انتہی۔ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ در مختار اور فتاوی فتح القدیر میں ہے یعنی مکروہ اور ممنوع ہے عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا اگرچہ جمعہ، عیدین اور وعظ میں ہو اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا کہ جوان رات کے وقت ہو یا کہ دن میں مفتی بہ مذہب پر بہ سبب خرابی زمانہ اور پر فتن دور کے رونما ہونے کے۔ اس سلسلے میں علامہ طحطاوی باب الامامۃ میں لکھتے ہیں

Marfat.com

کہ آنحضرت ﷺ کے وقت عورتیں جماعت میں حاضر ہوتی تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا تو عورتوں نے ان کی شکایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی انھوں نے فرمایا اگر آنحضرت یہ حال دیکھتے جو آج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا ہے تو تم کو مسجدوں میں جانے کی اجازت کبھی نہ دیتے انتہی۔ اس سے متاخرین علماء امت نے فتویٰ دیا کہ عورتوں کا جماعتوں میں نکلنا کراہت تحریمی اور منع ہے۔ احناف کی مستند کتاب در مختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ میں ہے یعنی عورت سجدے میں بہت رہ کر اپنے بازؤں کو ظاہر نہ کیا کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملی رکھے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے لیے زیادہ پردے اور ستر کا باعث ہے اور یہی بات ہم نے خزائن الاسرار میں لکھ دی ہے کہ عورت مرد سے پچیس (۲۵) باتوں میں مخالف ہے انتہی۔ اس کی تشریح میں علامہ شامی نے اپنے فتاویٰ رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ جلد اول میں ان پچیس (۲۵) مقامات کو اپنی تحقیق کے ساتھ اس طرح سے بیان کیا ہے جس کا ترجمہ سہولت کے لیے اردو زبان میں عام فہم انداز کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ (۱) عورت تکبیر تحریمہ میں اپنے شانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔ (۲) ہاتھ آستینوں سے باہر نہ نکالے (۳) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کی ہتھیلی پر رکھے (۴) ہاتھ پستان کے اوپر رکھے (۵) رکوع میں تھوڑی جھکے (۶) رکوع میں ہاتھوں پر سہارا نہ دے (۷) رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ ملی رکھے (۸) رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے مگر ان کو پکڑے نہیں (۹) اپنے گھٹنوں کو رکوع میں جھکائے (۱۰) رکوع میں سمٹی رہے (۱۱) سجدہ میں اپنی بغلیں نہ کھولے یعنی اس میں سمٹی رہے (۱۲) سجدہ میں دونوں ہاتھ بچھائے (۱۳) التحیات میں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر سرین پر بیٹھے (۱۴) جب کوئی مشکل یا عذر نماز میں پیش آجائے تو تالی بجائے مردوں کی طرح سبحان اللہ ہرگز نہ کہے (۱۶) مرد کی امامت نہ کرے (۱۷) عورت کی امامت بالاتفاق مکروہ تحریمی اور ممنوع ہے (۱۸) بوجہ مکروہ تحریمی ہونے کے عورتوں کی جماعت میں امام عورت بیچ میں کھڑی ہو نہ آگے بڑھ کر (۱۹) عورت کا جماعت میں آنا مکروہ اور ممنوع ہے (۲۰) مردوں کے ساتھ میں عورت پیچھے کھڑی ہو (۲۱) عورت پر جمعہ فرض نہیں (۲۲) عورت پر نماز عیدین واجب نہیں (۲۳) عورت پر ایام تشریق میں تکبیرات واجب نہیں (۲۴) عورت کو نماز فجر خوب اجالا ہونے پر ادا کرنا مستحب نہیں (۲۵) نماز جہری پکار کر نہ پڑھے بلکہ جن آئمہ کرام کے نزدیک عورت کی آواز داخل ستر ہے ان کے نزدیک تو نماز فاسد ہو جائے گی انتہی۔ مذکورہ بالا فقہائے کرام کے ارشادات سے عورتوں کی امامت اور ان کی ہر قسم کی نمازوں کی جماعت میں ممانعت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے اگر کوئی امام اپنے کسی خاص مقصد یا منفعت کے لیے اپنی مسجد میں ان کی جماعت کراتا ہے تو احناف کے مذہب کے خلاف ہوگا اور ان غیر مقلدین کی راہ پر چلنے والا ہوگا جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور تابع ہیں جن کے مذہب میں عورت کی امامت اور جماعتوں میں شرکت مردوں کی طرح باعث اجر عظیم ثواب اور درجات عالیہ ہے۔ تمام دیندار مقتدیوں پر لازم ہے کہ ایسے امام کو سبکدوش ہو جانے پر مجبور کریں اور اس کی جگہ کسی دیندار حنفی المذہب امام کا تقرر عمل میں لائیں تاکہ احناف کی لاتعداد مساجد میں عورتوں کا یہ فتنہ نہ پھیل سکے۔ میری دعا ہے کہ رب العزت ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔ اکابرین و آئمہ دین کے نقوش پر استقامت نصیب فرمائے۔ (عورتوں کی امامت اور جماعت مکروہ تحریمی اور ممنوع ہونے پر فتویٰ از مفتی سید مبارک شاہ صاحب گیلانی فاضل دیوبند)

Marfat.com

وَلَا بَأْسَ بِاَنْ تَخْرُجَ الْعَجُوْزُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَا لَا يَخْرُجْنَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا وَلَا يُصَلِّي الطَّاهِرُ خَلْفَ مَنْ بِهٖ سَلَسُ الْبَوْلِ وَلَا الطَّاهِرَةُ خَلْفَ الْمُسْتَحَاضَةِ وَلَا الْقَارِئُ خَلْفَ الْاُمِّيِّ وَلَا الْمُكْتَسِیْ خَلْفَ الْعُرْيَانِ وَ يَجُوْزُ اَنْ يَؤُمَّ الْمُتَيَمِّمُ لِلْقَوْمِ الْمُتَوَضِّئِيْنَ وَالْمَاسِحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْغَاسِلِيْنَ وَ يُصَلِّي الْقَائِمُ خَلْفَ الْقَاعِدِ وَلَا يُصَلِّي الَّذِیْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ خَلْفَ الْمُؤْمِیْ وَلَا يُصَلِّي الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ وَلَا مَنْ يُّصَلِّیْ فَرْضًا اٰخَرَ وَيُصَلِّي الْمُتَنَفِّلُ خَلْفَ الْمُفْتَرِضِ

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ سن رسیدہ عورت فجر، مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے آئے اور صاحبین نے فرمایا کہ سن رسیدہ عورتیں ہر نماز کے لیے آسکتی ہیں اور پاک آدمی اس شخص کے پیچھے کہ جس کو سلسل بول ہے نماز نہ پڑھے اور نہ پاک عورت مستحاضہ کے پیچھے اور نہ قاری ان پڑھ کے پیچھے اور نہ لباس پہنے والا برہنہ کے پیچھے اور تیمّم کرنے والے کو وضو کرنے والوں کی اور خفین پر مسح کرنے والے کو پاؤں دھونے والوں کی امامت جائز ہے اور کھڑا ہونے والا بیٹھے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع و سجود کرنے والا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور فرض نماز پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور نہ دوسری فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔

﴿**عجوز**﴾ جو بانجھ ہو۔ ﴿**سلسل البول**﴾ اس مرض میں پیشاب کے قطرے جاری رہتے ہیں ﴿**مستحاضہ**﴾ کثرت حیض کی بیماری والی ﴿**خلف**﴾ کیونکہ ان پڑھ حروف کو ان کے مخارج سے ادا نہیں کرسکتا قرآن مجید کا تلفظ نہیں کرسکتا ﴿**متیمم**﴾ اس لیے کہ تیمم کرنے والے پر طہارت کا حکم جاری ہے ﴿**المؤمی**﴾ کیونکہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا نماز کے ارکان پوری طرح ادا نہیں کرسکتا

Marfat.com

وَمَنِ اقْتَدٰى بِاِمَامٍ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَيُكْرَهُ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يَّعْبَثَ بِثَوْبِهٖ اَوْ بِجَسَدِهٖ وَلَا يُقَلِّبُ الْحَصٰى اِلَّا اَنْ لَّا يُمْكِنَ السُّجُوْدُ عَلَيْهِ فَيُسَوِّيَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَلَا يُفَرْقِعُ اَصَابِعَهٗ وَلَا يَتَخَصَّرُ وَلَا يَسْدِلُ بِثَوْبِهٖ وَلَا يَتَشَبَّكُ بِيَدَيْهِ وَلَا يَعْقِصُ شَعْرَهٗ وَلَا يَلُفُّ ثَوْبَهٗ وَلَا يَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَلَا يَرُدُّ السَّلَامَ بِلِسَانِهٖ وَلَا بِعَيْنِهٖ وَلَا بِيَدِهٖ وَلَا يَتَرَبَّعُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَلَا يُقْعِيْ كَاِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَلَا يَاْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ

اور جس نے کسی امام کی اقتداء کی پھر معلوم ہوا کہ وہ بے وضو تھا تو از سر نو نماز پڑھے اور نماز پڑھنے والے کے لئے اپنے کپڑے یا اپنے جسم کے ساتھ کھیلنا مکروہ ہے اور کنکریوں کو الٹ پلٹ نہ کرے مگر جب کہ ان پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ایک بار یا دو بار ان کو ہموار کر لے اور انگلیاں نہ چٹخائے اور نہ کوکھ پر ہاتھ رکھے اور نہ کپڑا لٹکائے اور نہ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے اور نہ اپنے بال گوندھے اور نہ اپنے کپڑے لپیٹے اور نہ دائیں بائیں دیکھے اور اپنی زبان یا آنکھ کے اشارے یا اپنے ہاتھ سے سلام کا جواب نہ دے اور بغیر عذر کے پالتی مار کر نہ بیٹھے اور نہ اس طرح بیٹھے جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے اور نہ کھائے اور نہ پیئے۔

---

٥ یعبث بثوبه ٥ جیسے کہ اب کئی لوگ نماز کے دوران کپڑے وغیرہ درست کرتے رہتے ہیں یا چٹکی لیتے ہیں

٥ بجسده ٥ کئی لوگ نماز کے دوران داڑھی میں خارش کرتے رہتے ہیں یعنی کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ نماز میں نہیں ہے

امام سے پہل کرنے پر تہدید: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال صلی بنا رسول الله ﷺ ذات یوم فلما قضی صلوته اقبل علینا بوجهه فقال ایها الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا

Marfat.com

بالانصراف فانی اراکم امامی ومن خلفی" (رواہ مسلم) وہ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی۔ جب حضور پر نور نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف اپنا رخ انور کر کے متوجہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا، آگاہ رہو اے لوگو میں تمہارا امام و پیشوا ہوں، پس مجھ سے پہلے نہ رکوع نہ سجدہ ، نہ قیام کرو اور نہ مجھ سے پہلے پھرو، بالیقین میں تم کو آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں یعنی رکوع اور سجدے میں مجھ سے پیشتر نہ جاؤ اور نہ ہی مجھ سے پیشتر رکوع سے سر اٹھاؤ اور نہ ہی سجدے سے اور انصراف سے مراد سلام ہے یا اپنی جگہ سے اٹھنا، اور فرمایا یاد رکھو میں کشف وشہود کی طاقت سے جس طرح آگے دیکھ سکتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں اس سے مراد تنبیہ ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارا کوئی عمل دوران نماز میں جبکہ ہم امام کی اقتدا کر رہے ہوں امام سے پہلے نہ ہو یا کافی دیر بعد نہ ہو ورنہ نماز بجائے قبول ہونے کے مردود ہو جائے گی۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "قال قال رسول اللہ ﷺ اما یخشی الذی یرفع رأسه قبل الامام ان یحول الله رأسه رأس حمار" (متفق علیہ) وہ کہتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا وہ شخص اس بات سے نہیں ڈرتا جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ کہ بدل ڈالے اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے۔ صاحب مظاہر حق رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک محدث نے دمشق کی طرف حدیث شریف کا علم مبارک پڑھنے کے لئے سفر کیا۔ وہاں پر ایک مشہور معروف شیخ رہتا تھا، مگر ہر وقت اس کے منہ پر نقاب ہوتا تھا۔ اس شاگرد نے اپنے استاد کی بہت خدمت کی اور کافی عرصہ ان کی ملازمت میں رہا اور بار بار عرض کرتا تھا کہ اپنا منہ مجھے دکھائیں۔ آخر شیخ نے پردہ اٹھایا تو اس کا منہ گدھے کی طرح تھا۔ اس شیخ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ اے میرے بیٹے امام سے پہلے پہل کرنے سے بچ۔ جب میں نے یہ حدیث سنی تو ایسا ہونا ناممکن خیال کیا اور میں امام سے پہلے سبقت کرتا تھا۔ تو اب جس طرح تو دیکھ رہا ہے میرا منہ ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ، یہ بہت سخت تہدید ہے۔ ہر ایک نمازی کو محتاط رہنا چاہیے اور امام سے سبقت نہیں کرنی چاہیے۔ (نماز مقبول ۶۳، ۶۴)

Marfat.com

بَابُ الْحَدَثِ فِي الصَّلٰوةِ

فَإِنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ انْصَرَفَ وَتَوَضَّاءَ وَبَنٰى عَلٰى صَلٰوتِهٖ فَإِنْ كَانَ إِمَامًا اسْتَخْلَفَ وَتَوَضَّاءَ وَبَنٰى عَلٰى صَلٰوتِهٖ مَالَمْ يَتَكَلَّمْ وَالْإِسْتِيْنَافُ أَفْضَلُ فَإِنْ نَامَ فَاحْتَلَمَ أَوْجُنَّ أَوْأُغْمٰى عَلَيْهِ أَوْ قَهْقَهَ فِيْ صَلٰوتِهٖ اِسْتَانَفَ الصَّلٰوةَ وَالْوُضُوْءَ جَمِيْعًا فَإِنْ تَكَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَامِدًا أَوْنَاسِيًا أَوْ سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ فَإِنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ بَعْدَ مَاقَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ تَوَضَّاءَ وَسَلَّمَ

نماز میں بے وضو ہو جانا

کہ اگر نمازی بے وضو ہو جائے تو لوٹ جائے اور وضو کرے اور اپنی نماز پر بنا کرے اور اگر امام ہو تو خلیفہ بنائے اور وضو کر کے اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کہ بات نہ کی ہو اور از سر نو پڑھنا افضل ہے اگر سو گیا اور اسے احتلام ہو گیا یا دیوانہ ہو گیا یا بے ہوش ہو گیا یا نماز میں قہقہ لگایا تو نماز اور وضو دونوں از سر نو انجام دے اور اگر نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر یا غلطی سے بات کر لی تو اس کی نماز باطل ہو گئی پس اگر نمازی تشہد کے بعد بے وضو ہو جائے تو وضو کر کے سلام پھیر دے

﴿حدث﴾ جیسے ریح خارج ہو گئی یا ناک سے خون نکل آیا وغیرہ وغیرہ۔

﴿قهقه﴾ قہقہ وہ ہنسی ہے کہ جس میں آواز پیدا ہو جبکہ تبسم میں آواز پیدا نہیں ہوتی۔

﴿بعدالتشهد﴾ تشہد کے بعد کی عبادت فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اس لیے نہ نماز ٹوٹے گی نہ سجدہ سہو لازم آئے گا البتہ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا واجب ہے۔

Marfat.com

وَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثُ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اَوْ تَكَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلاً يُنافِي الصَّلٰوةَ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ وَاِنْ رَأَى الْمُتَيَمِّمُ الْمَآءَ فِي الصَّلٰوةِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اِسْتِعْمَالِ الْمَآءِ بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ رَاٰهُ بَعْدَ مَا قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ اَوْ كَانَ مَا سِحًا عَلَى الْخُفَّيْنِ فَانْقَضَتْ مُدَّةُ مَسْحِهٖ اَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ بِعَمَلٍ قَلِيْلٍ اَوْ كَانَ اُمِّيًّا فَتَعَلَّمَ سُوْرَةً اَوْ كَانَ عُرْيَانًا فَوَجَدَ ثَوْبًا

اور اگر اسی حالت میں جان بوجھ کر (ارادے سے) بے وضو ہوا یا بات کر لی یا نماز کے منافی کوئی کام کیا تو اس کی نماز پوری ہوگئی اور اگر تیمم کرنے والے نے نماز میں پانی دیکھ لیا اس حال میں کہ وہ پانی کے استعمال پر قدرت رکھتا ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد پانی دیکھا یا موزوں پر مسح کرنے والا ہے۔ پس مسح کی مدت پوری ہوگئی یا تھوڑے عمل سے دونوں موزے اتار دیئے یا ان پڑھ ہے پس کوئی سورۃ سیکھ لی یا ننگا ہے پس اس نے کپڑا پا لیا

﴿تعمد﴾ یعنی جان بوجھ کر

Marfat.com

اَوْ مُؤْمِیا فَقَدَرَ عَلَی الرُّکُوْعِ وَ السُّجُوْدِ اَوْ تَذَکَّرَ اَنَّ عَلَیْہِ صَلٰوۃً قَبْلَ ھٰذِہٖ اَوْ اَحْدَثَ الْاِمَامُ الْقَارِیُٔ فَاسْتَخْلَفَ اُمِّیًّا اَوْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ اَوْ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ فِی الْجُمُعَۃِ اَوْ کَانَ مَاسِحًا عَلَی الْجَبِیْرَۃِ فَسَقَطَتْ عَنْ بُرْءٍ اَوْ کَانَ صَاحِبَ عُذْرٍ فَانْقَطَعَ عُذْرُہٗ کَالْمُسْتَحَاضَۃِ وَ مَنْ فِیْ مَعْنَاھَا بَطَلَتِ الصَّلٰوۃُ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَقَالَا تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ

یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع و سجود پر قادر ہو گیا یا یاد آیا کہ اس کے ذمہ اس سے پہلی نماز ہے یا خواندہ امام کا وضو ٹوٹ گیا پس ان پڑھ کو خلیفہ بنایا یا صبح کی نماز میں سورج طلوع ہو گیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت داخل ہو گیا یا پٹی پر مسح کرنے والے کی زخم کے صحیح و تندرست ہونے کی وجہ سے گر گئی یا عذر والے کا عذر ختم ہو گیا۔ جیسے استحاضہ والی عورت اور وہ شخص جو اس کے معنی میں ہے تو امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق نماز باطل ہو جائے گی اور صاحبان فرماتے ہیں کہ اس کی نماز پوری ہو گئی۔

﴿مؤمیا﴾ یعنی اشارے سے نماز پڑھ رہا ہے۔

﴿قبل ھذہ﴾ یعنی کوئی قضا نماز پڑھنی ہے کیونکہ ترتیب نماز واجب ہے۔ صاحب ترتیب کے لیے۔

﴿وقالا﴾ امام محمد امام یوسف۔

﴿تمت صلوۃ﴾ نماز پر ایک طائرانہ نظر۔ اب ان احادیث کی روشنی میں جو آپ پڑھ آئے ہیں۔ آئیں کہ نماز پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔ نمازی کو سب سے پہلے نہایت اچھی طرح سے وضو کرنا چاہیے۔ اس کے بعد نیت کرنے سے پیشتر کعبہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو کر "انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین" کی آیہ کریمہ پڑھکر نیت کرکے تکبیر تحریمہ کہے۔ دل کو غیر اللہ سے پاک و صاف کرکے نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرکے سبحانک الخ شروع کرے۔ اس کے بعد فاتحہ شریف اور جو نسی جگہ سے قرآن مجید یاد ہو پڑھ کر رکوع کرے۔ رکوع میں نہایت اطمینان

Marfat.com

کے ساتھ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ تسبیح پڑھنی چاہیے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سجدے میں جانا چاہیے۔ نہایت اطمینان کے ساتھ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ سجدے میں تسبیح کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ کر جلسے کے لئے بیٹھے۔ بیٹھ کر اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی پڑھے۔ یہ دعا پڑھ کر دوبارہ سجدہ کرے۔ دوسری رکعت بھی علی ہذا القیاس ادا کرنی چاہیے۔ پھر التحیات پڑھے۔ حضور ﷺ پر سلام اور درود پڑھ کر دعا پڑھے۔ دعا کے بعد سلام پھیرے۔ سلام پھیرنے کے بعد ذکر کرے یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ الحمد للہ ۳۳ اللہ اکبر ایک بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر۔ اس طرح کی نماز ضرور قبول ہوگی۔ انشاء اللہ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس نے وقت پر نماز پڑھی اس کے وضو کو اچھی طرح کیا اور اسی طرح اس کے رکوع و سجود اور قیام کو اچھی طرح ادا کیا۔ اس کی نماز سفید چمکدار ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے۔ جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی۔

Marfat.com

بَابُ قَضَآءِ الْفَوَآئِتِ

وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةَ قَضَاهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَ قَدَّمَهَا عَلٰى صَلٰوةِ الْوَقْتِ اِلَّا اَنْ يَّخَافَ فَوْتَ صَلٰوةِ الْوَقْتِ فَيُقَدِّمُ صَلٰوةَ الْوَقْتِ عَلَى الْفَوْئَتَةِ ثُمَّ يُقْضِيْهَا وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلَوَاتٌ رَتَّبَهَا فِي الْقَضَآءِ كَمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِي الْاَصْلِ اِلَّا اَنْ يَّزِيْدَ الْفَوَائِتُ عَلٰى خَمْسَ صَلَوَاتِ اَوْ نَسِيَ سَعَ اَوْضَاقَ الْوَقْتُ فَيَسْقُطُ التَّرْتِيْبُ فِيْهَا

فوت شدہ نمازوں کی قضائے

اور جس شخص سے نماز فوت ہو جائے تو اسے ادا کرے جب وہ یاد آئے اور اسے وقت کی نماز سے پہلے پڑھے مگر یہ کہ اس وقت کی نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو پس فوت شدہ نمازوں سے پہلے اس وقت کی نماز پڑھے پھر اسے ادا کرے اور جس شخص سے چند نمازیں فوت ہو جائیں تو انھیں اس ترتیب سے ادا کرے جس طرح حقیقت میں وہ اس پر واجب ہوئیں۔ مگر یہ کہ فوت شدہ پانچ نمازوں سے زائد ہوں یا بھول گیا یا وقت تنگ ہو گیا پس ان میں ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

﴿قضاء﴾ ادا کرنا۔

﴿فوائت﴾ یہ فوت کی جمع ہے یعنی ضائع ہو جانا۔

﴿فاتته﴾ فجر کی قضا ہوئی تو ظہر سے پہلے اور ظہر کی قضا ہوئی تو عصر سے پہلے علی ھذا القیاس۔

﴿ذکرھا﴾ پس اگر فجر کی تین نمازیں قضا ہوئیں تو اب پہلے یہ تینوں ادا کرے اس صورت میں ترتیب ساقط ہو گی۔

﴿رتبھا﴾ رتب، یرتب، ترتیبا باب تفعیل۔

Marfat.com

﴿فیسقط﴾ اور اگر ایک دن اور رات کی نمازوں سے زیادہ نمازیں فوت جائیں کافی ہے اس کو کہ جس نماز سے بھی شروع کرے اس لیے کہ جب رات و دن کی نمازوں سے زیادہ ہو جائے تو چھ ہو جاتی ہیں اور امام محمد سے روایت ہے یہ کہ اعتبار کیا جائے گا چھٹی نماز کے داخل ہونے کے وقت کا۔ اور اول صحیح ہے اس لیے کہ دخول وقت میں تکرار ہوتی ہے۔ اور اگر جمع ہو جائیں پہلی فوت ہوئی نمازیں اور اب کی فوت ہوئی نمازیں، کہا گیا ہے جائز ہے ہر وقت کے ساتھ جو نئی نماز اس کو یاد آجائے۔ یعنی فجر کے ساتھ فجر کے علی ھذا القیاس کیونکہ فوت شدہ کثیر ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہیں۔ اور بناء کے ماضی کو تاکہ سستی کی وجہ سے زجر نہ ہو۔ اور اگر قضا کی بعض فوت شدہ نمازوں کی حتیٰ کہ تھوڑی رہ گئیں جو باقی ہیں تو ترتیب سے پڑھتے بعضوں کے نزدیک اور یہ چیز واضح ہے یہ کہ روایت ہے امام محمد سے کہ جس نے ایک دن ورات کی نماز کو چھوڑا۔ جس نے عصر کی نماز پڑھی اور اسے یاد ہے کہ اس ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو عصر کی نماز فاسد ہو گی مگر یہ کہ عصر کی نماز آخری وقت میں پڑھ رہا ہو۔ اور اگر صبح کی نماز پڑھی اس حال میں کہ اسے یاد ہے کہ وتر نہیں پڑھے پس تو فجر کی نماز فاسد ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔ صاحبین کے برعکس اس لیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وتر واجب ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک سنت ہے۔ اور فرائض و سنن میں ترتیب نہیں ہے اسی بناء پر جب عشاء کی نماز پڑھی پھر وضو کیا اور سنت اور وتر پڑھے پھر واضح ہوا یہ کہ عشاء کی نماز بغیر وضو کے پڑھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک عشاء اور سنت لوٹائے وتر نہ لوٹائے کیونکہ امام صاحب کے نزدیک وتر ایک علیحدہ فرض ہیں۔ اور صاحبین کے نزدیک وتر بھی لوٹائے کیونکہ وہ عشاء کے تابع ہیں۔

Marfat.com

بَابُ الْاَوْقَاتِ الَّتِیْ یُکْرَہُ فِیْهَا الصَّلٰوۃُ

لَا یَجُوْزُ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَاعِنْدَ قِیَامِهَا فِی الظَّهِیْرَۃِ وَلَاعِنْدَ غُرُوْبِهَا اِلَّا عَصْرَ یَوْمِهٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ وَلَا یَسْجُدُ لِلتِّلَاوَۃِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَیُکْرَہُ اَنْ یَّتَنَفَّلَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ

مکروہ اوقات

نماز جائز نہیں ہے طلوع آفتاب کے وقت اور نہ عین دوپہر کے وقت اور نہ غروب آفتاب کے وقت مگر اسی دن کی عصر غروب کے وقت جائز ہے اور غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ سجدہ تلاوت کرے اور نفل پڑھنا مکروہ ہے صبح کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے

﴿الاوقات﴾ اوقات جمع ہے وقت کی ﴿لایجوز﴾ اسی طرح نمازی کے آگے سے گزرنا بھی سخت گناہ ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ "قال قال رسول الله ﷺ لو یعلم احدکم ماله فی ان یمربین یدی اخیه معترضا فی الصلوة کان لان یقیم مائة عام خیر له من الخطوة التی خطا" (رواہ ابن ماجہ)۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم میں سے کوئی ایک یہ جان لے کہ کتنا گناہ ہے اس کے لئے اس حالت میں جبکہ اس کا مسلمان بھائی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور یہ اس کے سامنے سے گزرے۔ وہ قدم جو وہ اٹھاتا ہے اس سے اگر سو برس کھڑا رہے تو بہتر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اس شخص کو جو نمازی کے آگے سے گزرتا ہے شیطان فرمایا ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت گناہ ہے۔ بعض باتیں بظاہر بہت چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ غلطیاں ہوتی ہیں۔ اسی قسم کی بے احتیاطیوں سے بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کو بھی چاہیئے کہ جب نماز کے پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو کوئی چیز بطور سترہ کے آگے رکھ دیا کرے۔ تاکہ گزرنے والا گناہ گار نہ ہو یا ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں اس کے آگے سے کوئی گزر نہ سکے سترہ اس شئے کو کہتے ہیں جو نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے آگے رکھ لیتا ہے۔ اس شئے کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ ہو ﴿ظهر﴾ یعنی سایہ ڈھل جائے تو نماز ہوگی ﴿عصر﴾ حافظو اعلی الصلوات والصلوة الوسطی چونکہ وسطی عصر کی نماز ہے تو خصوصی حکم ہوا اسلئے اس دن کی عصر کی نماز غروب کے نزدیک بھی ادا کی جاسکتی ہے

Marfat.com

وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا بَأْسَ بِاَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ الْفَوَائِتَ وَ يَسْجُدُ لِلتِّلَاوَةِ وَ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ وَلَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فِيْهِمَا وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَنَفَّلَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِاَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَا يَتَنَفَّلُ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

اور نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور ان دونوں اوقات میں فوت شدہ نمازیں پڑھنے اور نماز جنازہ ادا کرنے اور سجدہ تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ان دو اوقات میں دو رکعت نماز طواف نہ پڑھے۔ اور طلوع فجر کے بعد فجر کی دو سنتوں سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے اور غروب سے پہلے نفل نہ پڑھے۔

﴿ویکرہ﴾ حدیث میں آتا ہے کہ لاصلوة بعد الفجر و بعد العصر۔ یعنی "فجر اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں" ہمارے اور وہابیوں اہل حدیث کے درمیان اس پر اختلاف ہے ان کے مطابق اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو فرضوں کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسی دن سورج کے سوا نیزہ بلند ہونے کے بعد سائے کے ڈھلنے تک ان سنتوں کی قضا کر سکتا ہے اگر اس وقت میں بھی نہ ادا کیں تو پھر اس کی قضا بھی نہیں۔ ان سنتوں کی سائے ڈھلنے تک قضا اس لیے ہے کہ امام صاحب کے نزدیک یہ دو سنتیں واجب کی طرح ہیں

Marfat.com

بَابُ النَّوَافِلِ وَالسُّنَنِ

اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلٰوةِ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَاَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَهٗ وَاَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ وَاِنْ شَآءَ رَكْعَتَيْنِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَاَرْبَعًا قَبْلَ الْعِشَآءِ وَ اَرْبَعًا بَعْدَهَا وَاِنْ شَآءَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَنَوَافِلُ النَّهَارِ اِنْ شَآءَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَاِنْ شَآءَ اَرْبَعًا وَيُكْرَهُ الزِّيَادَةُ عَلٰى ذٰلِكَ

نوافل اور سنتوں کے بیان میں

صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھنا نماز میں سنت ہے اور ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے اور عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور اگر چاہیے تو دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ اور دو رکعات نماز مغرب کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے چار رکعات اور بعد میں چار رکعات اور اگر چاہے تو دو رکعات پڑھنا سنت ہے۔ اور دن کے نوافل میں اگر چاہے تو دو رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھے اور اگر چاہے تو چار چار رکعات پڑھے اور اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے

﴿نوافل﴾ نوافل جمع ہے نفل کی جس کے لغوی معنی "زیادتی" کے ہیں۔ ﴿سنن﴾ سنت کی جمع سنن ہے۔ اس کا لغوی معنی طریقہ راستہ کے ہیں۔ اور اصطلاح میں وہ کام جن کا صدور حضور نبی پاک ﷺ سے ہوا۔ جن امور پر حضور نے مداومت اختیار فرمائی وہ سنت موکدہ ہیں۔ اور جن پر مداومت اختیار نہیں فرمائی تو وہ سنت "غیر موکدہ" ہیں۔ بعضوں کے نزدیک جو کام حضور کے سامنے ہوا یا حضور کو خبر ہوئی اور حضور نے سکوت اختیار فرمایا تو وہ بھی سنت ہیں۔

﴿ظہر﴾ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر و مغرب کے بعد دو رکعتیں سنت موکدہ ہیں۔

﴿قبل العصر﴾ نماز عصر سے پہلے والی چار رکعتیں چونکہ غیر موکدہ ہیں اس لیے اختیار دیا چاہے پڑھے، چاہے دو پڑھے، ان سنتوں کو سنت زوائد بھی کہتے ہیں۔ ﴿نوافل النہار﴾ چاشت کے نوافل۔ یا دن میں پڑھے جانے نوافل۔

Marfat.com

وَاَمَّا نَافِلَةُ اللَّيْلِ فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِنْ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ جَازَ وَيَكْرَهُ الزِّيَادَةُ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ لَايَزِيْدُ فِي اللَّيْلِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَالْقِرَاءَةُ فِي الْفَرَائِضِ وَاجِبَةٌ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاَوْلَيَيْنِ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِي الْاُخْرَيَيْنِ اِنْ شَآءَ قَرَءَ وَاِنْ شَآءَ سَبَّحَ وَاِنْ شَآءَ سَكَتَ وَالْقِرَآءَةُ اَفْضَلُ وَالْقِرَاءَةُ وَاجِبَةٌ فِيْ جَمِيْعِ رَكْعَاتِ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ

اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ رات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعات پڑھنا جائز ہے۔ اور اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ رات میں ایک سلام کے ساتھ دو رکعات سے زیادہ نہ پڑھے اور فرض کی پہلی دو رکعات میں قرات واجب ہے اور آخری دو رکعات میں اختیار رکھتا ہے اگر چاہے تو قرات کرے اور اگر چاہے تو تسبیح پڑھے اور چاہے تو خاموش رہے اور قرات بہتر ہے۔ نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں قرات واجب۔

Marfat.com

وَمَنْ دَخَلَ فِیْ صَلٰوۃِ النَّفْلِ ثُمَّ اَفْسَدَھَا قَضَاھَا فَاِنْ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَقَدْ قَعَدَ فِی الْاَوْلَیَیْنِ ثُمَّ اَفْسَدَ الْاُخْرَیَیْنِ قَضٰی رَکْعَتَیْنِ وَیَجُوْزُ اَنْ یَّتَنَفَّلَ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَۃِ عَلَی الْقِیَامِ وَاِنِ افْتَتَحَھَا قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَقَالَا لَایَجُوْزُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَمَنْ کَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ یَتَنَفَّلُ عَلَی الدَّآبَّۃِ اِلٰی اَیِّ جِھَۃٍ تَوَجَّھَتْ دَآبَّتُہٗ یُؤْمِیْ اِیْمَاءً

اور جس نے نفل نماز شروع کی پھر اسے توڑ دیا تو اس کی قضا کرے۔ پس اگر چار رکعتیں پڑھیں اور پہلی دو رکعتوں میں بیٹھا پھر آخری دو رکعتیں فاسد کر دیں تو ان دو رکعتوں کی قضا کرے اور بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے اگرچہ قیام کی قدرت رکھتا ہو۔ اور اگر کھڑے ہو کر نفل کی ابتدا کی پھر بغیر عذر بیٹھ گیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ بغیر عذر جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص شہر سے باہر ہو تو اشارہ سے سواری پر نماز پڑھے جس طرف بھی اس کی سواری کا رخ ہو۔

۞ قیام ۞ قرأت ایک لمبی آیت جو کہ تین آیتوں کے برابر ہو۔ یا تین چھوٹی آیتیں۔

۞ قضی ۞ یہ اس لیے کہ نفل تو دو دو رکعات ہیں اس لیے اگر آخری دو نفلوں میں فسد ہوا تو آخری دو کی ہی قضا کرے گا۔ اور دوسرا یہ کہ چار رکعات نفل میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ میں تشہد دعا تک پڑھا جاتا ہے۔

۞ قعد ۞ جیسے تراویح میں۔

Marfat.com

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

سُجُوْدُالسَّهْوِ يَلْزَمُ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ بَعْدَ السَّلَامِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ

سجدہ سہو

سہو کے سجدے زیادتی یا کمی کی صورت میں سلام کے بعد لازم ہو جاتے ہیں۔ پھر تشہد پڑھ کے سلام پھیر دے۔

﴿السهو﴾ سهو کے معنی ہے "بھول" اصطلاح میں نماز کے اندر جو چیز بھول جائے اس کا کفارہ ہے۔ مگر یہ ترک واجب پر ہے۔ ترک فرض یا سنت پر نہیں۔ ترک واجب، تاخیر واجب ان واجبوں میں سے ہے جو کہ نماز میں بیان کیے گئے ہیں۔ تاخیر فرض ان فرضوں میں سے بشرطیکہ سہواً ہوں اور بھول کر ہوں تو سجدہ سہو ضروری ہوگا اور ترک واجب تاخیر واجب اور تاخیر فرض قصداً ہوں تو سجدہ سہو سے جبر نہ ہوگا۔ اس وقت عادہ نماز کا کرے (عالمگیری)۔ نماز میں انیس واجبات ہیں (۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں و قراءت کیلیے معین کرنا (۲) سورہ فاتحہ کا پڑھنا (۳) سورہ فاتحہ کو قراءت قرآن سے پہلے پڑھنا (۴) پوری سورہ فاتحہ کا ایک دفعہ پڑھنا (۵) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت کی سب رکعتوں میں سورۃ کا ملانا (۶) دو سجدوں کے درمیان ترتیب (۷) قومہ (۸) جلسہ (۹) تعدیل ارکان یعنی اعضاء کا ساکن کرنا (۱۰) مقدار سبحان اللہ کہنے کے رکوع، سجود، قومہ اور جلسے میں (۱۱) امام و جہری نمازوں مثلاً فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتر میں پکار کر پڑھنا (۱۲) دوسری نمازوں مثلاً ظہر، عصر میں آہستہ پڑھنا (۱۳) تین یا چار رکعت والی نماز میں خواہ نفل ہی ہو پہلا قعدہ تشہد کا پڑھنا (۱۴) دونوں قعدوں یعنی اول و آخر میں التحیات پڑھنا (۱۵) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا (۱۶) تکبیر قنوت (۱۷) قراءت، قنوت، تکبیرات، عیدین، مقتدی کا قراءت سے چپ رہنا (۱۸) امام کی تابعداری مقتدی کو کرنا (۱۹) سجدہ تلاوت، تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا (کبیری، شامی)۔

﴿سلام﴾ یہاں صرف "سلام" واحد کا صیغہ استعمال ہوا اس لیے ایک سلام کے بعد سجدہ سہو کرے گا۔

﴿سجد﴾ اللہ کی عبادت کی غرض سے سات ہڈیوں پر اللہ کے آگے جھکنا اور اس کی تسبیح بیان کرنا ﴿تشهد﴾ بعض افراد تشہد کے بعد درود اور دعائیں پڑھتے یہ ناجائز ہے۔

Marfat.com

وَ سُجُوْدُ السَّهْوِ يَلْزَمُ اِذَا زَادَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فِعْلًا مِنْ جِنْسِهَا لَيْسَ مِنْهَا اَوْ تَرَكَ فِعْلًا مَسْنُوْنًا اَوْ تَرَكَ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ اَوِ الْقُنُوْتَ اَوِ التَّشَهُّدَ اَوْ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ اَوْ جَهَرَ الْاِمَامُ فِيْمَا يُخَافِتُ اَوْ خَافَتَ فِيْمَا يُجْهَرُ وَسَهْوُ الْاِمَامِ يُوْجِبُ عَلَى الْاِمَامِ وَالْمُؤْتَمِّ السَّجْدَةَ فَاِنْ لَّمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ لَمْ يَسْجُدِ الْمُؤْتَمُّ وَاِنْ سَهَى الْمُؤْتَمُّ لَمْ يَلْزَمِ الْاِمَامَ وَلَا الْمُؤْتَمَّ السَّجْدَةَ

اور سہو کے سجدے اس وقت لازم ہوتے ہیں جب نماز میں ایسا فعل زیادہ کرے جو جنس نماز سے ہوتے ہوئے نماز میں داخل نہ ہو یا جب کوئی مسنون فعل چھوڑ دے یا جب الحمد پڑھنا چھوڑ دے یا قنوت نہیں پڑھتا یا تشہد نہیں پڑھتا یا عید کی تکبیرات چھوڑ دے یا امام خفی نماز میں بلند آواز سے اور جہری نماز میں آہستہ آواز سے قرات کرلے اور امام کی بھول امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ کو واجب کرتی ہے پس اگر امام نے سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے اور اگر مقتدی بھول گیا تو امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ لازم نہیں ہوتا۔

﴿جنسها ليس منها﴾ جیسے قعدہ اولی چھوڑ کر قیام کرتا ہے اب قیام جنس نماز سے ہے لیکن اس مقام پر نماز میں نہیں۔ اور اگر ایسا کام کیا جو جنس نماز سے ہی نہیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

﴿يجهر و سهو﴾ جیسے ظہر، عصر کی نمازوں میں۔

Marfat.com

وَاِنْ سَہٰی عَنِ الْقَعْدَۃِ الْاُوْلٰی فَقَامَ اِلَی الثَّالِثَۃِ ثُمَّ تَذَکَّرَ وَھُوَ اِلٰی حَالِ الْقُعُوْدِ اَقْرَبُ عَادَ فَجَلَسَ وَتَشَھَّدَ وَاِنْ کَانَ اِلٰی حَالِ الْقِیَامِ اَقْرَبَ لَمْ یُعِدْ وَسَجَدَ لِلسَّھْوِ وَاِنْ سَہٰی عَنِ الْعَقْدَۃِ الْاٰخِیْرَۃِ فَقَامَ اِلَی الْخَامِسَۃِ ثُمَّ تَذَکَّرَ رَجَعَ اِلَی الْقَعْدَۃِ مَالَمْ یَسْجُدْ فِی الْخَامِسَۃِ وَاَلْغَی الْخَامِسَۃُ وَسَجَدَ لِلسَّھْوِ وَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِسَجْدَۃِ بَطَلَ فَرْضُہٗ وَتَحَوَّلَتْ صَلوٰتُہٗ نَفْلاً وَکَانَ عَلَیْہِ اَنْ یَضُمَّ اِلَیْھَا رَکْعَۃً سَادِسَۃً

اور اگر پہلے قعدہ کو بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا پھر اس حال میں اسے یاد آیا کہ وہ بیٹھنے کی حالت کے زیادہ نزدیک ہے تو لوٹ جائے اور بیٹھ کر تشہد پڑھے اور اگر کھڑے ہونے کی حالت زیادہ نزدیک ہے تو نہ لوٹے اور سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر آخری قعدہ بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا پھر اسے یاد آئے تو قعدہ کی طرف لوٹ آئے جب تک کہ پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور پانچویں رکعت کو چھوڑ دے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کا فرض باطل ہو گیا۔ اور اس کی نماز نفل ہو گئی اب اس رکعت کے ساتھ چھٹی رکعت ملانا اس پر لازم ہے۔

﴿القعود﴾ فقہا فرماتے ہیں کہ پنڈلی اور ران کے درمیان اگر خلا پیدا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے۔

Marfat.com

وَإِنْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يُسَلِّمْ بِظَنِّهَا الْقَعْدَةَ الْأُوْلَى ثُمَّ تَذَكَّرَهَا عَادَ إِلَى الْقَعْدَةِ مَالَمْ يَسْجُدْ فِي الْخَامِسَةِ وَ يُسَلِّمْ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَإِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ ضَمَّ إِلَيْهَا رَكْعَةً أُخْرَى وَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُهُ وَالرَّكْعَتَانِ لَهُ نَافِلَةٌ وَمَنْ شَكَّ فِي صَلٰوتِهٖ وَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا فَإِنْ كَانَ لَهُ شَكٌّ عَرَضَ لَهُ أَوَّلًا إِسْتَأْنَفَ الصَّلٰوةَ وَ إِنْ كَانَ الشَّكُّ يَعْرِضُ لَهُ كَثِيْرًا يَبْنِىْ عَلٰى غَالِبِ ظَنِّهٖ إِنْ كَانَ لَهُ ظَنٌّ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ ظَنٌّ بَنٰى عَلَى الْيَقِيْنِ وَهُوَ الْأَقَلُّ

اور اگر چوتھی رکعت میں تشہد کے برابر بیٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سلام نہیں پھیرا اپنے اس گمان پر کہ یہ قعدہ اولی ہے پھر اسے یاد آجائے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو قعدہ کی طرف آئے جب تک کہ پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور سلام پھیر دے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کے ساتھ دوسری رکعت کو ملائے اس طرح اس کی نماز پوری ہو گئی اور یہ دو رکعتیں اس کے لیے نفل ہو گئیں۔ اور جس کو نماز میں شک ہو جائے اور نہیں جانتا کہ تین رکعات پڑھیں یا چار پس اگر پہلی مرتبہ شک ہوا تو از سر نو نماز پڑھے۔ اور اگر اکثر شک ہوتا ہے تو اپنے غالب گمان پر بناء کرے اگر اس کو غالب گمان ہو پس اگر اس کو غالب گمان نہ ہو تو یقین پر بناء کرے اور یہ کم رکعتوں کے لینے میں ہے۔ یعنی اسے شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی یا چار تو تین یقینی ہیں۔ اس لئے ایک اور ساتھ ملا دے۔

﴿الاقل﴾ یعنی تین اور چار میں شک ہو ان میں اقل (کم) پر یقین ہوتا ہے اور وہ ہے تین

Marfat.com

بَابُ صَلوٰةِ الْمَرِيْضِ

اِذَاتَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيْضِ الْقِيَامُ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ يُوْمِيْ اِيْمَاءً وَجَعَلَ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ اِلٰى وَجْهِهٖ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْقُعُوْدَ اسْتَلْقٰى عَلٰى ظَهْرِهٖ وَ جَعَلَ رِجْلَيْهِ نَحْوَالْقِبْلَةِ وَ اَوْمٰى بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْاِسْتِلْقَاءَ اِضْطَجَعَ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ

بیمار کی نماز

جب مریض پر قیام کرنا مشکل ہو جائے تو بیٹھ کر رکوع اور سجود کرتے ہوئے نماز پڑھے اور اگر سجدے اور رکوع کی استطاعت نہیں رکھتا تو اشارہ سے پڑھے۔ اور سجدے کو رکوع سے زیادہ پست کرے۔ اور اس کے چہرے کی طرف کوئی چیز بلند نہ کی جائے کہ جس پر وہ سجدہ کرے اور اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی پیٹھ کے بل لیٹ جائے اور دونوں پاؤں قبلہ کی طرف رکھے اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے اور اگر دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے اور قبلہ کی طرف منہ کرلے

﴿**مریض**﴾ بمعنی بیماری والا۔

﴿**تعذر**﴾ شدید بیماری ہے جیسے بخار ہو کر جس میں قیام یعنی کھڑا نہیں ہو سکتا۔

﴿**ولایرفع**﴾ اور نہ تکیہ سر کی طرف اٹھائے ﴿**لم یستطع**﴾ اگر مریض کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے معذور ہو یا قیام کرنے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر میں اچھا ہونے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے، ٹیک لگا کر کھڑا ہونا ضروری نہیں اور اگر رکوع و سجدہ کرنے سے بھی معذور ہو جائے تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ اور رکوع کی نسبت سجدہ کے لئے سر زیادہ جھکائے۔ اور اگر بیٹھنا بھی مشکل ہو جائے تو قبلہ رخ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

Marfat.com

وَاَوْمٰى اِيْمَآءً بِرَأْسِهٖ جَازَ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْاِيْمَآءَ بِرَأْسِهٖ اَخَّرَ صَلٰوتَهٗ وَلَا يُوْمِيْ بِعَيْنَيْهِ وَلَا بِحَاجِبَيْهِ وَلَا بِقَلْبِهٖ فَاِنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ لَمْ يَلْزَمْهُ الْقِيَامُ وَجَازَلَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ قَاعِدًا يُّوْمِيْ اِيْمَآءً عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَاِنْ صَلَّى الصَّحِيْحُ بَعْضَ صَلٰوتِهٖ قَآئِمًا ثُمَّ حَدَثَ بِهٖ مَرَضٌ اَتَمَّهَا قَاعِدًا بِرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ يُوْمِيْ اِيْمَآءً اَوْيُصَلِّيْ مُسْتَلْقِيًا اِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلَى الْقُعُوْدِ

اور اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے تو جائز ہے اور اگر سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو نماز کو موخر کرے اور اپنی دونوں آنکھوں سے اشارہ نہ کرے اور نہ بھنوؤں سے اور نہ دل سے اشارہ کرے۔ پس اگر قیام پر قدرت رکھتا ہو لیکن رکوع و سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام کرنا لازم نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا اس کے لیے جائز ہے۔ اگر تندرست نے اپنی کچھ نماز کھڑے ہو کر پڑھی پھر کوئی مرض پیدا ہو گیا تو بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پوری کرے اور اگر رکوع و سجود کی طاقت نہیں رکھتا تو اشارہ سے ادا کرے۔ اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پیٹھ کے بل لیٹ کر نماز پڑھے

Marfat.com

وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَ يَسْجُدُ لِمَرَضٍ ثُمَّ صَحَّ بَنٰى عَلٰى صَلٰوتِهٖ قَآئِمًا عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَبِىْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِسْتَأنَفَ الصَّلٰوةَ وَاِنْ صَلّٰى بَعْضَ صَلٰوتِهٖ بِاِيْمَآءٍ ثُمَّ قَدَرَ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ اِسْتَأنَفَ الصَّلٰوةَ بِالْاِتِّفَاقِ وَمَنْ اُغْمِىَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَمَا دُوْنَهَا قَضَاهَا اِذَا صَحَّ فَاِنْ فَاتَتْهُ بِالْاِغْمَآءِ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يَقْضِ

اور جو شخص مرض کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پھر تندرست ہو جائے تو امام ابو حنیفہ وابو یوسف کے نزدیک کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کرلے۔اور امام محمد فرماتے ہیں کہ از سر نو نماز پڑھے۔اور اگر اپنی کچھ نماز اشارہ سے ادا کی پھر رکوع و سجود پر قادر ہو گیا تو بالاتفاق از سر نو نماز پڑھے۔ اور جس شخص پر پانچ نمازوں تک یا اس سے کم تک بے ہوشی طاری ہو گئی تو تندرست ہو جانے پر ان کی قضا کر لے اور اگر بے ہوشی کی حالت میں پانچ سے زیادہ نمازیں فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہ کرے۔

﴿**بالاتفاق**﴾ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد اس پر متفق ہیں۔

Marfat.com

بَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ

سُجُودُ التِّلَاوَةِ فِي الْقُرْاٰنِ اَرْبَعَ عَشَرَ سَجْدَةً فِيْ اٰخِرِ الْاَعْرَافِ وَفِي الرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَ مَرْيَمَ وَالْاُوْلٰى فِي الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالٓمّٓ تَنْزِيْلُ وَصٓ وَ حٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ فَالسُّجُوْدُ وَاجِبٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ كُلِّهَا عَلَى التَّالِيْ وَ السَّامِعِ سَوَآءٌ قَصَدَ سَمَاعَ الْقُرْاٰنِ اَوْ لَمْ يَقْصُدْ۔

سجود تلاوت

تلاوت کے سجدے قرآن مجید میں چودہ سجدے ہیں۔ سورۃ اعراف کے آخر میں اور سورۃ رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم میں اور سورۃ حج میں پہلا سجدہ اور سورۃ فرقان، نمل، الم تنزیل، صٓ، حٰمٓ السجدہ، النجم اور اذا السمآء انشقت اور اقراء باسم ربک میں۔ پس یہ سجدہ ان تمام مقامات پر پڑھنے والے اور سننے والے پر واجب ہے خواہ قرآن سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو

﴿التلاوۃ﴾ تلاوت کے لغوی معنی پڑھنے کے ہیں اور اصطلاح میں قرآن مجید کے پڑھنے کو کہتے ہیں ہمارے یعنی احناف کے نزدیک چودہ سجدے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں۔

﴿لم یقصد﴾ بغیر قصد کے جیسے لاؤڈ سپیکر میں قرآن پڑھا جائے تو گھر بیٹھے ہوئے لوگوں پر بھی سجدہ واجب ہو جائے گا۔

Marfat.com

وَاِذَا تَلَى الْاِمَامُ اٰيَةَ السَّجْدَةِ سَجَدَهَا وَ سَجَدَ الْمَامُوْمُ مَعَهٗ فَاِنْ لَّمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ لَمْ يَسْجُدِ الْمَامُوْمُ وَاِنْ تَلَى الْمَأْمُوْمُ لَمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ وَلَا الْمَامُوْمُ وَاِنْ سَمِعُوْا وَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ اٰيَةَ سَجْدَةٍ مِّنْ رَجُلٍ لَيْسَ مَعَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ لَمْ يَسْجُدُوْهَا فِي الصَّلٰوةِ وَ سَجَدُوْهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاِنْ سَجَدُوْهَا فِي الصَّلٰوةِ لَمْ يَجْزُهُمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتِهِمْ وَاَعَادُوْهَا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ

اور جب امام سجدے کی آیت پڑھے تو اس آیت کا سجدہ ادا کرے اور مقتدی بھی اس کے ہمراہ سجدہ کرے اور اگر امام نے سجدہ نہیں کیا تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے۔ اور اگر مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو امام اور مقتدی دونوں سجدہ نہ کریں اور اگر انھوں نے حالت نماز میں ایسے آدمی سے آیت سجدہ سنی جو ان کے ساتھ نماز میں شامل نہیں تو نماز میں اس کا سجدہ ادا نہ کریں۔ نماز کے بعد سجدہ ادا کریں۔ اگر انھوں نے نماز میں سجدہ ادا کیا تو ان کے لیے جائز نہیں لیکن ان کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کا اعادہ کریں۔

﴿**سمعوا**﴾ جمع سمعا۔ سمعوا یہاں "الف" جمع کے صیغے کو ظاہر کرتی ہے یعنی سننے والے بھی اور پڑھنے والے کے حکم میں ہے
﴿**بعد الفراغ**﴾ سجدہ تلاوت وقت معین پر واجب نہیں ہے۔ یعنی ایک جگہ آیت سجدہ پڑھی تو اب وہیں کرنا واجب نہیں بلکہ گھر میں آکر سجدہ کر سکتا ہے

Marfat.com

وَمَنْ تَلٰی اٰیَۃَ سَجْدَۃٍ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلَمْ یَسْجُدْھَا حَتّٰی دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَلَاھَا فِی الصَّلٰوۃِ وَسَجَدَ لَھُمَا اَجْزَتْہُ السَّجْدَۃُ عَنِ التِّلَاوَتَیْنِ وَاِنْ تَلَاھَا فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ فَسَجَدَھَا ثُمَّ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَلَاھَا ثَانِیًا سَجَدَھَا ثَانِیًا وَلَمْ تُجْزِہِ السَّجْدَۃُ الْاُوْلٰی عَنِ الثَّانِیَۃِ وَمَنْ کَرَّرَ اٰیَۃَ السَّجْدَۃِ وَاحِدَۃٍ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ یَلْزَمُہٗ سَجْدَۃٌ وَاحِدَۃٌ وَمَنْ اَرَادَ السُّجُوْدَ کَبَّرَ وَسَجَدَ وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ وَلَا تَشَھُّدَ عَلَیْہِ وَلَا سَلَامَ۔

اور جس نے نماز سے پہلے آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ نہیں کیا یہاں تک کہ نماز میں داخل ہو گیا پس نماز میں اسی آیت سجدہ کی تلاوت کی اور ان دونوں کے لیے سجدہ ادا کیا تو دونوں تلاوتوں کا یہی ایک سجدہ اس کو کافی ہے اور اگر آیت سجدہ نماز سے باہر پڑھ کر سجدہ کیا پھر نماز میں داخل ہوا اور دوسری مرتبہ اس آیہ کریمہ کو پڑھا تو اس کے لیے پھر سجدہ کرے دوسری مرتبہ کے لیے پہلا سجدہ کافی نہیں ہے اور جس نے ایک ہی آیت سجدہ کو ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھا تو اس پر ایک سجدہ لازم ہے۔ اور جو سجدہ کرنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور ہاتھ کو نہ اٹھائے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھائے اور اس پر نہ تشہد ہے اور نہ سلام ہے

﴿ثانیا﴾ اس کے لیے الگ دوسرا سجدہ کرے گا۔

﴿سجدۃ واحدۃ﴾ ایک جگہ پر بیٹھ کر ایک ہی آیت سجدہ کئی بار پڑھی تو ان سب کے لیے ایک سجدہ کرے گا اور اگر الگ الگ جگہ پر آیت سجدہ پڑھی تو ہر ایک کے لیے الگ الگ سجدہ کرے گا بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رکوع کے اندر سجدہ تلاوت کی نیت کرنے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ

اَلسَّفَرُ الَّذِیْ یَتَغَیَّرُ بِهِ الْاَحْکَامُ هُوَ اَنْ یَّقْصِدَ الْاِنْسَانُ مَوْضِعًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ مَقْصَدِهٖ مَسِیْرَةُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیْهَا بِسَیْرِ الْاِبِلِ اَوْ مَشْیِ الْاَقْدَامِ سَیْرًا مُتَوَسِّطًا وَلَا یُعْتَبَرُ فِیْ ذٰلِكَ بِالسَّیْرِ فِی الْمَآءِ وَفَرْضُ الْمُسَافِرِ عِنْدَنَا فِیْ کُلِّ صَلٰوةٍ رُبَاعِیَّةٍ رَکْعَتَانِ وَلَا یَجُوْزُ لَهُ الزِّیَادَةُ عَلَیْهِمَا

مسافر کی نماز

جس سفر سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان ایسی جگہ کا ارادہ کرے کہ اس کے اور اس کے مقصد کے درمیان اونٹ کی رفتار یا پیدل چلنے کی درمیانی رفتار کے اعتبار سے تین دن اور رات کے سفر کا فاصلہ ہو اور اس میں پانی میں جانے کی رفتار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور ہمارے نزدیک ہر چار رکعات والی نماز میں دو رکعت مسافر پر فرض ہیں۔ اور مسافر کے لیے اس سے زیادہ جائز نہیں ہے

﴿**مسافر**﴾ اگر کوئی شخص تین دن کی مسافت پر جو ۵۷ ۳/۸ میل بنتے ہیں، جائے اور پندرہ دن سے کم مدت وہاں ٹھہرنا ہو تو وہ مسافر ہے اگر پندرہ دن یا زیادہ کی نیت ہے تو مسافر شمار نہ ہوگا۔

Marfat.com

فَاِنْ صَلّٰی اَرْبَعًا وَقَدْ قَعَدَ فِی الثَّانِیَۃِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ اَجْزَأَتْهُ الرَّكْعَتَانِ عَنْ فَرْضِهٖ وَ كَانَتِ الْاُخْرَيَانِ نَافِلَةً وَاِنْ لَّمْ يَقْعُدْ فِی الثَّانِيَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَقَامَ اِلَی الثَّالِثَةِ وَ قَيَّدَهَا بِسَجْدَةٍ بَطَلَتِ الْفَرْضُ وَتَحَوَّلَتْ صَلٰوتُهٗ نَفْلًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَاَبِیْ يُوْسُفَ وَمَنْ خَرَجَ مُسَافِرًا صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ اِذَا فَارَقَ بُيُوْتَ مِصْرِهٖ وَلَايَزَالُ عَلٰی حُكْمِ السَّفَرِ حَتّٰی يَنْوِیَ الْاِقَامَةَ فِیْ بَلْدَةٍ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَصَاعِدًا فَيَلْزَمُهُ الْاِتْمَامُ وَاِنْ نَّوَی الْاِ قَامَةَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُتِمَّ الصَّلٰوةَ وَاِنْ دَخَلَ بَلَدًا وَّلَمْ يَنْوِ اَنْ يُّقِيْمَ فِيْهِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

اور اگر چار رکعات پڑھیں اور دوسری رکعت میں تشہد کے برابر بیٹھا تو اس کے فرض کے لیے وہ دو رکعات کافی ہیں۔ اور آخری دو رکعات نفل ہو جائیں گی۔ اور اگر دوسری رکعت میں تشہد کے برابر نہیں بیٹھا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور اسے سجدہ کے ساتھ پورا کر لیا تو فرض باطل ہو گیا۔ اور امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک اس کی نماز نفل میں بدل جائے گی۔ اور جو شخص سفر کی نیت سے نکلا تو دو رکعات پڑھے جب اپنے شہر کے گھروں سے جدا ہو جائے اور وہ ہمیشہ سفر کے حکم میں ہو گا یہاں تک کہ شہر میں پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے۔ اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تو پوری نماز نہ پڑھے اور اگر شہر میں داخل ہوا اور پندرہ دن ٹھہرے کی نیت نہیں کی

﴿فارق بیوت﴾ یعنی شہر کی چنگی سے نکل جائے تو قصر کرے۔

﴿ولم ینو﴾ "لم" کے آنے سے "ینوی" تبدیل ہوا "ینو" میں۔

Marfat.com

وَ اِنَّمَا يَقُوْلُ غَدًا اَخْرُجُ اَوْ بَعْدَ غَدٍ اَخْرُجُ حَتّٰى بَقِيَ عَلٰى ذٰلِكَ سِنِيْنَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاِذَا دَخَلَ الْعَسْكَرُ فِيْ دَارِالْحَرْبِ فَنَوَوُا الْاِقَامَةَ فِيْهِ خَمْسَةَعَشَرَ يَوْمًا لَمْ يُتِمُّوا الصَّلٰوةَ وَاِذَا دَخَلَ الْمُسَافِرُ فِيْ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ مَعَ بَقَاءِ الْوَقْتِ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَاِنْ دَخَلَ مَعَهٗ فِيْ فَائِتَةٍ لَمْ يَجُزْ صَلٰوتُهٗ خَلْفَهٗ وَاِذَا صَلَّى الْمُسَافِرُ بِالْمُقِيْمِيْنَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَتَمَّ الْمُقِيْمُوْنَ صَلٰوتَهُمْ وَيُسْتَحَبُّ لَهٗ اِذَا سَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ مُّسَافِرُوْنَ وَاِذَا دَخَلَ الْمُسَافِرُ فِيْ مِصْرِهٖ يُتِمُّ الصَّلٰوةَ

سوائے اس کے کہ نہیں کہتا ہے کہ کل نکلوں گا یا پرسوں نکلوں گا یہاں تک کہ کئی سال تک اسی حال پر رہا تو دو رکعات پڑھے اور جب فوج دار الحرب میں داخل ہو اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز نہ پڑھیں اور جب مسافر مقیم کی نماز میں داخل ہو وقت باقی رہنے کے باوجود تو نماز کو پورا کرے۔ اور اگر مسافر مقیم کے ساتھ قضاء نماز میں داخل ہوا تو اس کی نماز مقیم کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ اور جب مسافر مقیم لوگوں کو نماز پڑھائے تو دو رکعات پڑھے اور سلام پھیر دے پھر مقیم لوگ اپنی نماز پوری کریں۔ اور امام کے لیے ان کو یہ کہنا کہ اپنی نماز پوری کر لو مستحب ہے پس بے شک ہم مسافر ہیں۔ اور جب مسافر اپنے شہر میں داخل ہوا تو نماز پوری کرے

﴿دار الحرب﴾ یہاں سے امریکہ، برطانیہ یا چین وغیرہ چلے گئے تو وہ دار الحرب ہے

﴿المسافر﴾ یعنی مسافر کو امام بنایا اور مقتدی سارے مقیم ہیں۔

Marfat.com

وَاِنْ لَمْ يَنْوِ الْاِقَامَةَ فِيهِ وَمَنْ كَانَ لَهُ وَطَنٌ فَانْتَقَلَ عَنْهُ وَاسْتَوْطَنَ غَيْرَهُ ثُمَّ سَافَرَ فَدَخَلَ فِيْ وَطَنِهِ الْاَوَّلِ لَمْ يُتِمَّ الصَّلٰوةَ وَاِذَا نَوَى الْمُسَافِرُ اَنْ يُّقِيْمَ بِمَكَّةَ وَمِنٰى خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَمْ يُتِمَّ الصَّلٰوةَ وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فِيْ حَالِ الْاِقَامَةِ قَضَاهَا فِي السَّفَرِ اَرْبَعًا وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فِي السَّفَرِ قَضَاهَا فِي الْاِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَاصِيْ وَالْمُطِيْعُ فِي السَّفَرِ وَالرُّخْصَةِ سَوَآءٌ وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ يَجُوْزُ فِعْلاً وَلَا يَجُوْزُ وَقْتًا وَيَجُوْزُ الصَّلٰوةُ فِي السَّفِيْنَةِ قَاعِدًا عَلٰى كُلِّ حَالٍ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ لَا يَجُوْزُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ

اگرچہ اس نے اقامت کی نیت نہ کی ہو اور جس شخص کو ایک وطن تھا پس اس جگہ سے نقل مکانی کی اور دوسری جگہ کو وطن بنایا پھر مسافر ہوا اور اپنے پہلے وطن میں داخل ہوا تو پوری نماز نہ پڑھے اور جب مسافر نے مکہ اور منیٰ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی تو پوری نماز نہ پڑھے اور جس کی نماز حالت اقامت میں فوت ہو جائے تو سفر میں چار رکعات کی قضا کرے اور جس کی نماز سفر میں فوت ہو جائے تو اقامت میں دو رکعات کی قضا کرے اور گناہگار اور اطاعت گزار سفر اور رخصت میں برابر ہیں۔ اور دو نمازوں کو اکٹھا کرنا از روئے فعل کے جائز ہے مگر از روئے وقت کے جائز نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا ہر حالت میں جائز ہے۔ امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا قیام کی قدرت رکھتے ہوئے ایسا جائز نہیں ہے۔

﴿وطن﴾ وطن تین ہیں "وطن اصلی" جہاں پیدا ہوا۔ وطن اقامت" جہاں پندرہ دن یا زیادہ کی نیت سے اقامت اختیار کی "وطن سکنی" جہاں رہتا ہے ﴿منی﴾ یعنی حکما جیسے منیٰ میں مغرب و عشاء کی نماز اکٹھی پڑھتے ہیں

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ

لَايَصِحُّ الْجُمُعَةُ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ فِیْ مُصَلَّی الْمِصْرِ وَلَایَجُوْزُ فِی الْقُرٰی وَلَا یَجُوْزُ اِقَامَتُهَا اِلَّا لِلسُّلْطَانِ اَوْ لِمَنْ اَمَرَهُ السُّلْطَانُ وَمِنْ شَرَآئِطِهَا الْوَقْتُ فَتَصِحُّ فِیْ وَقْتِ الظُّهْرِ وَلَا تَصِحُّ بَعْدَهٗ وَمِنْ شَرَآئِطِهَا الْخُطْبَةُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ یَخْطِبُ الْاِمَامُ خُطْبَتَیْنِ یَفْصِلُ بَیْنَهُمَا بِقَعْدَةٍ خَفِیْفَةٍ وَیَخْطِبُ قَآئِمًا عَلٰی طَهَارَةٍ فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ

نماز جمعہ

جمعہ صحیح نہیں مگر شہر جامع یا شہر کی عید گاہ میں اور دیہاتوں میں جائز نہیں ہے اور اس کا قائم کرنا جائز نہیں مگر بادشاہ کے لیے یا اس شخص کے لیے جس کو سلطان حکم دے اور جمعہ کی شرائط میں سے ایک وقت ہے پس ظہر کے وقت میں جمعہ صحیح ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جائز نہیں۔ اور جمعہ کی شرائط میں نماز سے پہلے خطبہ ہے۔ امام دو خطبے پڑھے اور ان دونوں کے درمیان قدرے بیٹھنے سے فرق کرے اور باوضو کھڑے ہو کر خطبہ دے اور اگر اللہ کے ذکر پر اکتفا کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔

﴿**مصر جامع**﴾ جامع شہر سے مراد جہاں عدالت ہو حدود قائم ہوں، ڈاکخانہ اور منڈی ہے۔ ﴿**السطان**﴾ جیسے صدر صاحب نے اوقاف کا وزیر مقرر کیا۔ تو اب اس کو چاہیے کہ مساجد میں خطیب مقرر کرے ﴿**الخطبة**﴾ یعنی صحیح اور درست ہیں تین دفعہ درود شریف یا قل شریف یا سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ لے بیٹھ کر یعنی لا الہ الااللہ تین مرتبہ یا سبحن اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے لے تو خطبہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

وَقَالَا لَابُدَّ مِنْ ذِكْرٍ طَوِيْلٍ يُسَمّٰى خُطْبَةً فِي الْعَادَةِ وَاِنْ خَطَبَ قَاعِدًا اَوْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ جَازَ وَيُكْرَهُ وَمِنْ شَرَآئِطِهَا الْجَمَاعَةُ وَاَقَلُّ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ثَلٰثَةٌ سِوَى الْاِمَامِ وَقَالَا اِثْنَانِ سِوَى الْاِمَامِ وَيَجْهَرُ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ فِيْهِمَا قِرَاءَةُ سُوْرَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَاتَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى الْمُسَافِرِ وَلَا عَلَى امْرَءَةٍ وَلَا عَلٰى مَرِيْضٍ وَلَاصَبِيٍّ وَلَا عَبْدٍ وَلَا اَعْمٰى فَاِنْ حَضَرُوْا وَصَلُّوْا مَعَ النَّاسِ اَجْزَأَهُمْ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ

اور امام ابو یوسف و محمد نے فرمایا کہ ضروری ہے ایسا لمبا ذکر کہ عادت میں جس کو خطبہ کا نام دیا جائے ۔ اور اگر بیٹھ کر یا بغیر وضو کے خطبہ دیا تو جائز ہے مگر مکروہ ہے ۔ اور جمعہ کی شرائط میں سے ایک جماعت ہے ۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت کے لئے امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی ہیں ۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ امام کے علاوہ دو آدمی ہیں ۔ اور امام دونوں رکعتوں میں اونچی آواز سے قرات کرے اور دونوں رکعات میں معین سورت کی قرات نہیں ہے اور مسافر، عورت، مریض، بچہ، غلام اور اندھے پر جمعہ واجب نہیں ہے پس اگر وہ حاضر ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی تو ان کو اس وقت کے فرض کے لیے کافی ہے ۔

﴿ذکر طویل﴾ الحمد لله نحمده ونستعينه و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه ونعوذ بالله من شرورانفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهدى الله فلامضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله ۔ یہ خطبہ مسمّٰی ہے ۔ اب اس میں قرآن مجید کی تین آیتیں بڑھا دو جیسے نبی پاک ﷺ نے بڑھائیں ۔ ایک "یا یھا الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته" دوسری "یا یھاالناس ..." اور تیسری یا یھاالذین آمنوا .. " ۔ ہمارے آئمہ کرام نے دو حدیثیں بڑھا دیں کہ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منا ۔ تو اب یہ خطبہ طویل بن گیا ﴿ولا اعمی﴾ اس میں اختلاف ہے صاحبین فرماتے ہیں اندھے پر واجب نہیں جب کہ اس کو لے جانے والا کوئی نہ ہو اور لے جانے والا ہو تو اندھے پر بھی واجب ہے

Marfat.com

وَيَجُوْزُ لِلْمُسَافِرِ وَالْمَرِيْضِ وَالْعَبْدِ اَنْ يَؤُمُّوْا فِي الْجُمُعَةِ وَمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ فِيْ مَنْزِلِهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَلَا عُذْرَ لَهٗ كُرِهَ ذٰلِكَ وَجَازَتْ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَحْضُرَ الْجُمُعَةَ فَتَوَجَّهَ اِلَيْهَا وَالْاِمَامُ فِيْهَا بَطَلَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بِالسَّعْيِ اِلَيْهَا وَقَالَا لَايُبْطِلُ حَتّٰى يَدْخُلَ مَعَ الْاِمَامِ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ الْمَعْذُوْرُ الظُّهْرَ بِالْجَمَاعَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمِصْرِ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ السِّجْنِ

اور مسافر، بیمار اور غلام کے لیے جمعہ کی امامت کرنا جائز ہے۔ اور جس نے جمعہ کے دن اپنے گھر میں امام کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی اور اسے کوئی عذر بھی درپیش نہیں تو اس کا یہ عمل مکروہ ہے لیکن اس کی نماز جائز ہے۔ پس اگر ظاہر ہوا اس کے لیے جمعہ میں حاضر ہونا پس اس کی طرف متوجہ ہوا اس حال میں کہ امام نماز میں ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی طرف جلدی جانے سے ظہر باطل ہو گئی۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک باطل نہ ہوئی یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے۔ اور جمعہ کے دن شہر میں معذور کا جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا اور اسی طرح قیدی کا بھی پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿فتوجه﴾ یعنی دوڑتے ہوئے ﴿بالسعی﴾ صاحبین کے نزدیک سعی ظہر سے کم درجہ ہونے کی وجہ سے ظہر کو پورا ہونے کے بعد نہیں توڑ سکے گی۔ اور جمعہ، ظہر سے بڑھ کر ہے پس جمعہ ظہر کو توڑ دے گا مسجد میں داخل ہونے کے ساتھ۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سعی، جمعہ کے لیے خاص ہے۔ پس جب اس نے سعی کی یعنی جمعہ کے لیے جلدی گیا تو اس کی ظہر کی نماز باطل ہو گئی قرآن مجید میں ہے: یا یھاالذین آمنوا اذا نودی للصلوة من الیوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله "اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو دوڑتے ہوئے آؤ اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف" ﴿المعذور﴾ معذور اور قیدی کا جمعہ کے دن جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر وہ گاؤں میں ہوں یا قضا ظہر پڑھیں تو جائز ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ اَدْرَكَ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلّٰى مَعَهٗ مَا اَدْرَكَ وَبَنٰى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ وَاِنْ اَدْرَكَهٗ فِي التَّشَهُّدِ اَوْ فِيْ سُجُوْدِ السَّهْوِ بَنٰى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ اَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اَنْ اَدْرَكَ مَعَهٗ اَكْثَرَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَنٰى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ وَاِنْ اَدْرَكَ اَقَلَّهَا بَنٰى عَلَيْهَا الظُّهْرَ

اور جس نے جمعہ کے دن امام کو پایا تو پڑھے اس کے ساتھ جو پائے اور اس پر جمعہ کی بنا کرے۔ اور اگر امام کو تشہد یا سجدہ سہو میں پائے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر جمعہ کی بناء کرے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت کا اکثر حصہ پایا تو اس پر جمعہ کی بناء کرے اور اگر اس سے کم حصہ پائے تو اس پر ظہر کی بناء کرے

﴿الركعة الثانية﴾ اگرچہ امام کو تشہد میں پائے۔ تو شیخین کے نزدیک دوگانہ جمعہ پورا کرے۔

﴿اقلها﴾ امام محمد کے نزدیک ایک رکعت سے کمتر پائے تو ظہر کی نماز پوری کرے۔

Marfat.com

وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِلْخُطْبَةِ تَرَكَ النَّاسُ الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ وَقَالَا لَابَأْسَ بِاَنْ يَّتَكَلَّمَ مَالَمْ يَبْدَءْ بِالْخُطْبَةِ وَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْاَذَانَ الْاَوَّلَ تَرَكَ النَّاسُ الْبَيْعَ وَالشِّرَآءَ وَتَوَجَّهُوْا اِلَى الْجُمُعَةِ وَاِذَا صَعِدَ الْاِمَامُ الْمِنْبَرَ جَلَسَ وَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ يَخْطُبُ الْاِمَامُ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور جب امام جمعہ کے دن خطبہ کے لیے نکلے تو لوگ نماز اور گفتگو چھوڑ دیں جب تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ بات کرنے میں حرج نہیں جب تک خطبہ شروع نہ کیا ہو۔ اور جب جمعہ کے دن موذن پہلی اذان دے تو لوگ خرید و فروخت چھوڑ دیں اور جمعہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور جب امام منبر پر چڑھ کر بیٹھ جائے تو موذن منبر کے سامنے اذان دے پھر امام خطبہ دے پس جب خطبہ سے فارغ ہو جائے تو لوگ نماز کھڑی کریں۔

Marfat.com

بَابُ صَلوٰةِ الْعِيدَيْنِ

يَسْتَحِبُّ فِيْ يَوْمِ الْفِطْرِ اَنْ يَّطْعَمَ الْاِنْسَانُ قَبْلَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَيَغْتَسِلَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَلْبِسَ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمُصَلّٰى وَلَا يُكَبِّرُ فِيْ طَرِيْقِ الْمُصَلّٰى عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا يُكَبِّرُ وَلَا يَتَنَفَّلُ فِي الْمُصَلّٰى قَبْلَ صَلوٰةِ الْعِيْدِ وَيَتَنَفَّلُ بَعْدَهَا فَاِذَا حَلَّتِ الصَّلوٰةُ بِاِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ دَخَلَ وَقْتُهَا اِلَى الزَّوَالِ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ وَقْتُهَا

نماز عیدین

اور چھوٹی عید کے دن عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے کچھ کھانا، غسل کرنا، خوشبو لگانا اچھے کپڑے پہننا اور صدقہ فطر دینا مستحب ہے پھر عید گاہ کی طرف متوجہ ہو اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عید گاہ کے راستے میں تکبیر نہ کہے اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک تکبیر کہے۔ اور عید کی نماز سے پہلے عید گاہ میں نفل نہ پڑھے اور جب سورج بلند ہو جائے تو نماز عید کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب سورج ڈھل جائے تو نماز عید کا وقت نکل جاتا ہے

﴿**الفطر**﴾ فطر کے لغوی معنی توڑنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں چھوٹی عید کو کہتے ہیں کیونکہ یہ رمضان کو ختم کرنے والا ہے

﴿**ولا یکبر**﴾ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز فطر کے لیے جاتے ہوئے اونچی آواز سے تکبیر نہ کہے اور بڑی عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے تکبیر کہے تاکہ دونوں نمازوں میں امتیاز قائم رہے۔

﴿**ارتفاع**﴾ ارتفاع، رفع سے ہے یعنی اونچا یا بلند ہونا۔ یرفع اللہ الدرجات۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَيُصَلِّي الْإِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الْأُوْلَى تَكْبِيرَةَ الْإِحْرَامِ وَثَلْثًا بَعْدَهَا ثُمَّ يَقْرَءُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ سُوْرَةً بَعْدَهَا وَيُكَبِّرُ تَكْبِيرَةً يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَبْدَءُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا كَبَّرَ ثَلْثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ يَرْكَعُ بِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهَا صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَأَحْكَامَهَا وَ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعِيدِ مَعَ الْإِمَامِ لَمْ يَقْضِهَا

اور امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے اور پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور اس کے ساتھ تین تکبیریں کہے۔ پھر سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت قرات سے شروع کرے پس جب قرات سے فارغ ہو جائے تو تین تکبیریں کہے اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع کرے اور تکبیرات عیدین میں اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر نماز کے بعد دو خطبے پڑھے جن میں لوگوں کو صدقہ فطر اور اس کے احکام کی تعلیم دے اور جس کی نماز عید امام کے ساتھ فوت ہو جائے تو اس کی قضا نہ کرے۔

﴿ویصلی﴾ یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحی۔

﴿ثم یخطب﴾ نماز جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے جبکہ عیدین کی نماز میں خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔

﴿لم یقضها﴾ اس لیے کہ اس کا وقت گذر گیا۔ اور نماز عید خاص وقت کے اندر واجب ہوتی ہے۔

Marfat.com

وَاِنْ غُمَّ الْهِلَالُ عَلَى النَّاسِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ الْاِمَامِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ بَعْدَ الزَّوَالِ صَلّٰى صَلٰوةَ الْعِيْدِ مِنَ الْغَدِ فَاِنْ حَدَثَ عُذْرٌ مَنَعَ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ لَمْ يُصَلِّهَا بَعْدَهٗ وَيَسْتَحِبُّ فِيْ يَوْمِ الْاَضْحٰى اَنْ يَّغْتَسِلَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَلْبِسَ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيُؤَخِّرُ الْاَكْلَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَتَوَجَّهَ اِلَى الْمُصَلّٰى وَهُوَ يُكَبِّرُ جَهْرًا فِي الطَّرِيْقِ وَيُصَلِّي الْاِمَامِ بِالنَّاسِ يَوْمَ الْاَضْحٰى رَكْعَتَيْنِ كَصَلٰوةِ الْفِطْرِ

اور اگر چاند لوگوں سے چھپ جائے اور گواہ زوال کے بعد امام کے پاس چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھیں اور اگر ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ دوسرے دن نماز پڑھنے سے روک دے تو اس کے بعد نماز عید نہ پڑھیں اور بڑی عید کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا۔ اچھے کپڑے پہننا اور کھانا موخر کرنا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے مستحب ہے۔ پھر عید گاہ کی طرف جائے اور راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہے۔ اور امام عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کو نماز عید الفطر کی مانند دو رکعتیں پڑھائے

﴿**الامام**﴾ استاد فرماتے ہیں کہ یہاں "امام" پر "ال" آیا ہے یعنی وہ لوگ جو مقرر ہیں قاضی کی طرف سے ہر کسی کے پاس نہیں جا سکتے ﴿**بعد الزوال**﴾ ساڑھے بارہ بجے کے بعد آئے یعنی ایک بجے، دو بجے یا تین بجے یا بعد میں تو چونکہ نماز عید کا وقت نکل گیا ہے تو اب دوسرے دن نماز عید پڑھیں ﴿**فی الاضحی**﴾ کیونکہ بڑی عید میں نماز کے بعد قربانی ہوتی ہے

Marfat.com

وَيَخْطِبُ بَعْدَهَا خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهِمَا الْاَضْحِيَّةَ وَ اَحْكَامَهَا وَتَكْبِيْرَاتِ التَّشْرِيْقِ فَاِنْ حَدَثَ عُذْرٌ مَنَعَ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْ يَوْمِ الْاَضْحٰى صَلَّاهَا مِنَ الْغَدِ وَ بَعْدَ الْغَدِ وَلَا يُصَلِّيْهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَكْبِيْرَاتُ التَّشْرِيْقِ اَوَّلُهَا عَقِيْبَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاٰخِرُهَا عَقِيْبَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَتَكْبِيْرَاتُ التَّشْرِيْقِ عَقِيْبَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اور اس کے بعد دو خطبے دے جن میں لوگوں کو قربانی اور اس کے احکام اور تکبیرات تشریق سکھائے ۔ پس اگر ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ بڑی عید کے دن نماز سے روک دے تو دوسرے یا تیسرے دن نماز پڑھے اور اس کے بعد عید کی نماز نہ پڑھے اور ایام تشریق کی تکبیرات کی ابتداء نماز فجر کے بعد یوم عرفہ کے دن سے ہے اور ان کا اختتام قربانی کے دن نماز عصر کے بعد ہے یہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک ہے اور تکبیرات تشریق فرض نمازوں کے بعد ہیں کہ جماعت مستحبہ کے ساتھ پڑھی جائیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

﴿الاضحیة﴾ یعنی قربانی۔

﴿ایام تشریق﴾ یعنی حج کے دن ۹ سے ۱۳ ذی الحجہ تک۔

﴿عقیب﴾ یعنی بعد، پیچھے۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

اِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ وَيُطَوِّلُ الْقِرَاءَ ةَ فِيْهِمَا وَيُخْفِيْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا يَجْهَرُ الْقِرَاءَ ةَ فِيْهِمَا ثُمَّ يَدْعُوْا بَعْدَهَا

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہو جائے تو امام لوگوں کو نفل کی طرح دو رکعات پڑھائے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع ہے اور دونوں رکعتوں میں لمبی قرات کرے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک آہستہ قرات کرے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ان دو رکعات میں بلند آواز سے قرات کرے۔ پھر ان کے بعد دعا کرے۔

﴿الکسوف﴾ کسوف کسف سے ہے۔ یعنی قطع کرنا۔ چھپ جانا۔ سورج کا۔ دوسرے الفاظ میں سورج گرھن کو کہتے ہیں۔ یعنی سورج گرھن کے وقت کی نماز۔

﴿یطول القراء ۃ﴾ یعنی پوری پوری سورت پڑھے۔

﴿ثم یدعوا﴾ دعا وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ ہر وقت دعا کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان "اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے دعا کرنے والے کی جب وہ دعا کرے" بعض مقامات پر وقت مقرر ہوتا ہے جیسے کہ سورج گرھن کی نماز کے بعد۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم ان گھبراہٹ والی چیزوں میں سے کچھ دیکھو تو رغبت کرو اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے ساتھ

Marfat.com

حَتّٰی تَنْجَلِیَ الشَّمْسَ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْإِمَامُ الَّذِیْ يُصَلِّيْ بِهِمُ الْجُمُعَةَ فَإِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْاِمَامُ صَلَّى النَّاسُ فُرَادٰی وَلَيْسَ فِیْ خُسُوْفِ الْقَمَرِ جَمَاعَةٌ وَاِنَّمَا يُصَلِّیْ كُلُّ وَاحِدٍ بِنَفْسِهٖ وَلَيْسَ فِي الْكُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ خُطْبَةٌ

یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے اور لوگوں کو وہ امام نماز پڑھائے جو ان کو جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے۔ پس اگر امام موجود نہیں تو لوگ تنہا نماز پڑھیں اور چاند گرہن میں جماعت نہیں ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھے۔ سورج گرھن اور چاند گرہن میں خطبہ نہیں ہے۔

﴿حتی تنجلی﴾ اس وقت تک دعا کرنی چاہیے جب تک کہ سورج گرھن ختم ہو جائے اور سورج کھل جائے۔

﴿الخسوف﴾ خسوف، خسف سے ہے۔ یعنی زمین میں دھنسا دینا، چھپ جانا چاند کا۔ بالفاظ دیگر چاند گرھن کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَآءِ

قَالَ اَبُوْ حَنِيفَةَ لَيْسَ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ صَلٰوةٌ مَّسْنُوْنَةٌ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنْ صَلَّى النَّاسُ وُحْدَانًا جَازَ وَ اِنَّمَا الْاِسْتِسْقَآءُ التَّضَرُّعُ وَالدُّعَآءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ عِنْدَهٗ وَقَالَا يُصَلِّي الْاِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ يَجْهَرُ فِيْهَا بِالْقِرَآءَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ بِالدُّعَآءِ وَيَقْلِبُ الْاِمَامُ رِدَاءَهٗ وَلَا يُقَلِّبُ الْقَوْمُ اَرْدِيَتَهُمْ وَلَا يَحْضُرُ اَهْلُ الذِّمَّةِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ

طلب بارش کے لیے نماز

امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ طلب باراں میں جماعت کے ساتھ نماز مسنون نہیں ہے۔ اگر لوگوں نے تنہا نماز پڑھی تو جائز ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ استسقاء امام ابو حنیفہ کے نزدیک عاجزی کرنا دعا کرنا اور بخشش طلب کرنا ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ امام لوگوں کو نفل کی طرح دو رکعات پڑھائے اور اس میں بلند آواز سے قرات کرے اور دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے اور امام اپنی چادر کو پلٹ دے اور لوگ اپنی چادریں نہ پلٹیں۔ اور ذمی لوگ طلب باراں میں حاضر نہ ہوں

﴿الاستسقاء﴾ "استسقاء" باب استفعال سے ہے اور اس کا مادہ "سقی" ہے جس کے معنی ہیں "بارش"۔ چونکہ باب استفعال میں کسی چیز کی طلب پائی جاتی ہے اس لیے جب "سقی" اس باب میں آکر "استسقاء" بنا تو اس کا معنی ہوئے "بارش طلب کرنا" اسی باب سے ہے "استمرار" یعنی کسی چیز کے ہمیشہ کرنے کی طلب پائی جانا۔ "استخراج" نکالنے یا نکلنے کی طلب کرنا

﴿رداء﴾ جیسا کہ حضور پاک ﷺ سے روایت ہے کہ اگر کپڑا مربعہ یعنی چار کونوں والا ہو تو اسے پلٹ دے گا۔

﴿الذمی﴾ اہل ذمہ یعنی ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ، پارسی، قادیانی وغیرہ جو اسلامی ملک کے باشندے ہوں۔

Marfat.com

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

يَسْتَحِبُّ اَنْ يَّجْمَعَ النَّاسُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بَعْدَ الْعِشَآءِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ كُلِّ تَرْوِيْحَةٍ تَسْلِيْمَتَانِ وَيَجْلِسُ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيْحَتَيْنِ مِقْدَارَ تَرْوِيْحَةٍ ثُمَّ يُوْتِرُبِهِمْ وَلَا يُصَلِّي الْوِتْرَ بِجَمَاعَةٍ فِيْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان میں قیام کرنے کے بیان میں

رمضان کے مہینے میں عشاء کے بعد لوگوں کا جمع ہونا مستحب ہے پس امام ان کو پانچ تروتح پڑھائے ہر اک ترویحہ میں دو سلام ہیں۔ اور ہر دو ترویحوں کے درمیان ایک ترویحہ کی مقدار کے برابر بیٹھے۔ پھر امام ان کو وتر پڑھائے اور بغیر ماہ رمضان کے جماعت کے ساتھ وتر نہ پڑھیں۔

﴿**شهر**﴾ شہر کا معنی مہینہ یا ماہ ہے۔

﴿**رمضان**﴾ رمضان، رمض سے نکلا ہے جس کے معنی "جلا دینے" کے ہیں۔ رمضان میں مسلمانوں کے گناہ جل جاتے ہیں۔ دھوپ میں پڑے ہوئے انتہائی گرم پتھر پر جب پانی ڈالا جاتا ہے تو ایک خاص آواز آتی ہے جس کو "رمض" کہتے ہیں۔

﴿**الامام**﴾ اکثر رمضان المبارک میں لوگ داڑھی منڈے حافظ قرآن یا (نابالغ بچہ) کو امام بنا لیتے ہیں۔ لہذا اس مسئلہ کی وضاحت نہایت ضروری ہے۔ داڑھی منڈے امام یا حافظ کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ

کتاب الآثار باب صفة الشعر من الوجہ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ انوار محمدی پریس لکھنؤ بھارت

" محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر انه كان يقبض على اللحية ثم يقص ما تحت القبضة قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابى حنيفة" ترجمہ۔ امام محمد رحمت اللہ علیہ ،امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ،وہ جناب ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا عمل اسی حکم پر ہے۔ اور حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارشاد ہے،،

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ احناف کے نزدیک قبضہ (مٹھی) برابر داڑھی رکھنے پر فتوی ہے۔ لہذا یہ حکم لازمی ہے

Marfat.com

درمختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لایفسدہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ کلکتہ میں ہے۔" **واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يجوزه احد واخذ كلها فعل اليهود والهنود ومجوس الاعاجم**" ترجمہ اور قبضہ سے کم داڑھی کے کترنے کو کسی ایک نے بھی جائز نہیں لکھا جیسا بعض مغربی اور ہیجڑے کرتے ہیں اور ساری داڑھی کا مونڈنا تو یہودیوں، ہندوؤں اور عجمی مجوسیوں کا کام ہے۔

طحطاوی میں ہے۔"**والتشبه بهم حرام**" اور ان کے ساتھ (یہودیوں، ہندوؤں اور عجمی مجوسیوں وغیرہ) مشابہت اختیار کرنی مسلمانوں کے لئے حرام ہے، حضرت شیخ الہند محدث الکبیر مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔"حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است"، داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور داڑھی کا بقدر قبضہ (مٹھی بھر) رکھنا واجب ہے۔ حضرت محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ کے ارشادات کے مطابق، ایک قبضہ کے برابر داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بلکہ بعض علماء کرام کے نزدیک تو فرض ہے۔

جیسا کہ مولانا مولوی شمس الدین ساکن درویش ہری پور ہزارہ، داڑھی کی اسلامی حیثیت، صفحہ ۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔"کہ کم از کم ایک قبضہ داڑھی رکھنی فرض ہے۔ انبیاء کا اسلام دین، ملت اور سنت قدیمہ اور فطرت صحیحہ ہے جس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور از آدم تا ایں دم تمام رسولوں، نبیوں، صحابیوں، تابعیوں، ولیوں، بزرگوں، عالموں اور نیک لوگوں نے از اعلیٰ تا ادنیٰ ایک قبضہ داڑھی رکھنی ضروری و فرض واجب جانا اور اس کے مونڈنے کترانے کو باجماع واتفاق حرام و معصیت و گناہ سمجھا، لہٰذا اس قسم کے واجب ضروری کا ترک کرنا فاسق معلن بناتا ہے۔" فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ گناہ صغیرہ پر ہمیشگی کرنا فاسق ہونے کا ثبوت ہے۔ صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں۔"**ان الادمان على الصغيرة مفسق**" ترجمہ۔ یقیناً گناہ صغیرہ پر مداومت کرنا آدمی کو فاسق بنا دیتا ہے، طحطاوی فی بیان الاحق بالامامۃ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر میں فاسق کی تعریف لکھتے ہیں۔" **وشرعا خروج عن طاعة الله بارتكاب كبيرة**" ترجمہ۔ یعنی شریعت میں فاسق وہ ہے جو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، اور قہستانی سے صاحب طحطاوی نقل کرتے ہیں۔"**ای او اصرار على صغيرة**"

ترجمہ۔ فسق یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرتا ہے، چونکہ داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے اس لئے ایسا شخص جو ارتکاب کبیرہ کرتا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اصرار بھی کرتا ہے تو یہ فاسق مُعلن ہے اور فاسق مُعلن کو امام کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ نیز بقول قہستانی تو صغیرہ پر اصرار ہی اس کے فاسق ہونے کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ ترک واجب کرنا اور پھر حرام پر اصرار میں ایک سوال کے جواب میں کہ، داڑھی منڈے شخص کی شہادت قبول کی جائے یا یہ، فرماتے ہیں، جب کوئی عورت سر کے بال منڈائے یا کتروائے تو وہ گنہگار اور لعنتی ہو گئی اگرچہ یہ سر منڈانا یا کتروانا کی اجازت یا حکم سے ہی کیوں نہ ہو۔

"**ولذا يحرم للرجل قطع لحيته**" اور اسی لئے مرد کو بھی داڑھی کٹانا حرام ہے، تنقیح الحامدیہ میں ہے۔

Marfat.com

"فحیث ادمن علی فعل ھذا المحرم یفسق "ترجمہ:۔ پس جبکہ ایسے صریح حرام پر جو آدمی ہیشگی کرے وہ فاسق ہو جاتا ہے۔۔۔ لہذا فقہائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد کے مطابق داڑھی منڈانے والا اور پھر اس پر مداومت کرنے والا فاسق معلن ہے علانیہ فاسق ہے اور ایسے امام یا حافظ قرآن کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے ایسا شخص امام نہیں بن سکتا بلکہ ایسا شخص قابل توہین ہے چہ جائیکہ اس کی تعظیم کی جائے اور اس کو عبادت الٰہی میں یہ عزت کا مقام دیا جائے۔

شامی شریف جلد اول بحث امامہ میں ہے۔

"اما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لا یھتم لا مر دینه و بان فی تقدیمه للا ما مة تعظیمه و قد وجب علیھم اھانته شرعا و لا یخفی انه اذا کا ن اعلم من غیره لا تزول العلة " ترجمہ:۔ فاسق کی امامت مکروہ ہونے کی علت ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے دینی امور میں لاپرواہی کرتا ہے اہتمام نہیں کرتا ہے۔ دوسرے اسے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ وہ فاسق ہونے کی وجہ سے مستحق توہین ہے اگرچہ وہ فاسق دوسرے مقتدیوں سے زیادہ صاحب علم ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ علت کراہت تو زائل نہیں ہوتی۔،، صرف یہی نہیں کہ فاسق عالم کی امامت ناجائز ہے بلکہ اس کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ کبیری شرح منیہ بحث امامت میں ہے۔" لو قد موا فاسقا یا ثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریمه" ترجمہ:۔ اگر مقتدیوں نے فاسق عالم کو امام بنایا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ اسلئے کہ فاسق امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے،، ایک بات یہاں پر بہت ہی ضروری یاد رکھنی چاہیے کہ وہ یہ ہے اگر فاسق عالم امام کے پیچھے کسی مجبوری سے نماز پڑھنی ہی پڑ جائے تو اس نماز کو اپنے وقت میں ہی دوبارہ پڑھے اس لئے کہ وہ مکروہ تحریمہ تھی صاحب درمختار بحث قضاء فوائت میں فرماتے ہیں۔" کل صلوة ادیت مع کراھة التحریم تعاد "ترجمہ:۔ جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا دوبارہ پڑھنا لازمی ہے،، غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صہ ۲۳۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (بھارت) از مولوی خرم علی صاحب میں کافی بحث کے بعد تحریر ہے۔۔ جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ لازم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ خواہ وقت کے اندر ہو یا بعد دونوں صورتوں میں واجب ہے اور یہی قول راجح ہے،،

مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق ج اول صہ ۲۰۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (بھارت) حاشیہ نمبر ۴ کراہت امامت کے ضمن میں تحریر ہے۔" و کرہ آہ الکراھة فی الفاسق تحریمة" ترجمہ:۔ فاسق کو امام کرنا کراہت تحریمہ ہے،، یعنی اگر فاسق امام کے پیچھے نماز ادا کی گئی تو وہ نماز مکروہ تحریمہ ہے اور مکروہ تحریمی نماز واجب الاعادہ ہے۔ فتاویٰ درمختار صہ ۷۲ مطبوعہ کلکتہ میں ہے۔

" و فاسق واعمی و نحوہ الا عمش "اور مکروہ ہے امامت فاسق اور اندھے کی اور مثل اندھے کے ہے وہ شخص جس کو رات اور دن میں کم سوجھتا ہو کذا فی النہر، اندھے کی امامت کی کراہت کی وجہ نہ بچنے نجاست سے ہے صاحب نہر الفائق نے بحث کی راہ سے کہا کہ اس امر میں کم سوجھ آدمی بھی ایسا ہی ہے۔" الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فھو اولی "مگر مندرجہ افراد میں سے جو بھی قوم میں زیادہ صاحب علم ہو امامت کے لئے بہتر ہے سوائے فاسق کے اگر وہ قوم میں صاحب علم ہی کیوں نہ ہو،،

Marfat.com

غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار صہ ۲۶۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (بھارت) میں مولوی خرم علی صاحب تحریر کرتے ہے۔

"فاسق کا استثناء اس لئے کیا کہ باوجود عالم ہونے کے بھی اس کی امامت خالی کراہت سے نہیں کیونکہ امامت میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعا مقتدیوں پر اس کی اہانت واجب ہے۔ مفتی ابو السعود نے کہا کہ اس تعلیل کا مفاد یہ ہے کہ امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہے،، محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عبادتوں سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ جو شخص مقدار شرح سے کم داڑھی رکھتا ہے یا ہمیشہ ترشواتا ہے وہ فاسق معلن ہے۔ ایسے شخص کو امام بنانا مقتدیوں کے گنہگار ہونے کا سبب ہے اور نماز کے مکروہ تحریمہ ہونے کو باعث جو کہ واجب الاعادہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد سوم صہ ۲۱۹۔ ۲۲۰ پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مسئلہ :۔ جو شخص داڑھی اپنی مقدار شرح سے کم رکھتا ہے اور ہمیشہ ترشواتا ہے اس کا امام کرنا نماز میں شرعا کیا حکم رکھتا ہے۔"

الجواب "وہ فاسق معلن ہے اور اسے امام کرنا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقایاثمون الخ"

اور اسی فتاویٰ کے صہ ۲۵۴۔ ۲۵۵ پر تحریر فرماتے ہیں جبکہ آپ سے پوچھا گیا۔" قاری مکہ معظمہ کا قرات سیکھا ہو اور وہاں پر چند سال رہ کر معلمی کیا ہو لیکن داڑھی ترشواتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ جائز ہے یا نہ بینوا توجروا،،

الجواب "داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، مکہ معظمہ میں رہ کر قرات سیکھنا فاسق کو غیر فاسق نہ کردے گا، واللہ تعالیٰ اعلم،، نیز اسی فتاوی کے صہ ۲۷۰ پر ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں" داڑھی منڈانا فسق ہے اور فسق سے متلبس ہو کر بلا توبہ نماز پڑھنا باعث کراہت نماز ہے جیسے ریشمی کپڑے پہن کر یا صرف پائجامہ پہن کر، اور داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے نماز ہو جانا بایں معنی ہے کہ فرض ساقط ہو جائے گا ورنہ گنہگار ہوگا۔ اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، باقی اگر وہ صف اول میں آئے تو اسے ہٹانے کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم،،

مفتی اعظم اہل سنت جناب ابو البرکات سید احمد صاحب صدر مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے مندرجہ ذیل استفتاء کیا گیا جس کو جواب آنجناب مدظلہ نے تحریر فرمایا۔

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسجد کا مفتی غیر حافظ امام موجود ہے۔ رمضان شریف میں تراویح میں قرآن پاک سننے کے لئے ایک حافظ مہیا کیا گیا جس کی داڑھی کتری ہوئی ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے۔،،

الجواب بلاشبہ داڑھی کترے حافظ فاسق فاجر ہیں، ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت تراویح مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بمجبوری ان

Marfat.com

کے پیچھے پڑھ لی، یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور مدت گزر چکی ہو۔ کذا فی الشامی داڑھی کترے تو بڑی سید قاری حافظ عالم فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی مسجد میں داڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ انتہی مختصرا،، اسی استفتاء کا جواب مفتی اعظم مولانا مولوی مظہر اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ، خطیب و امام جامع مسجد فتح پوری دہلی (بھارت) تحریر فرماتے ہیں۔ بے شک یہ شخص اس فعل کی وجہ سے فاسق ہو گیا ہے اور حسب فتوی کبیری و شامی ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ نہ کرے۔،، اسی استفتاء پر علمائے دیوبند کے اکابرین میں سے مفتی ہند مولینا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر مدرسہ امینیہ دہلی (بھارت) جواب تحریر کرتے ہیں۔ نماز تراویح میں کل قرآن شریف سنانا سنت ہے۔ اور ایک قبضہ سے کتر کر داڑھی کا کم کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے وہ داڑھی کترا حافظ فاسق ہو گیا۔ پس اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ایسی صورت میں تراویح متقی امام مسجد کے پیچھے الم ترکیف سے پڑھ لے، فاسق حافظ کے پیچھے نہ پڑھے۔،، اسی استفتاء پر مولانا مولوی محمد عبد الحفیظ صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی (بھارت) جواب تحریر فرماتے ہیں۔"بے شک یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے فاسق ہے اور اس کے پیچھے تراویح مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہیں۔

اسی استفتاء پر علماء دیوبند کے اکابر علماء میں سے مشہور مفسر قرآن مولینا مولوی احمد علی صاحب لاہوری تحریر کرتے ہیں۔

اہل محلہ کے ذمہ لازم ہے کہ داڑھی کترے حافظ کو فوراً الگ کر دیں اور متشرع حافظ قرآن امام کے پیچھے تراویح پڑھیں (یہ سب فتاوی،، داڑھی کی اسلامی حیثیت،، صفحہ ۸۰ تا ۸۱ سے لئے گئے ہیں۔ یہ مولوی شمس الدین صاحب ہزاروی کی تالیف ہے)

﴿ترویحہ﴾ چار رکعتوں کا ایک ترویحہ ہے۔ پانچ ترویح یعنی بیس رکعات پڑھائے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے۔ اور پھر ایک اور بھی وضاحت کرتا چلوں کہ تراویح میں بچہ کی امامت کے مسئلہ پر شمس الائمہ امام سرخسی اپنی کتاب المبسوط جلد اول جز ثانی صفحہ ۱۴۹ "الفصل الثانی عشر فی امامة الصبی فی التراویح" میں فرماتے ہیں: **جوزها مشائخ خراسان** رحمهم الله تعالى و رضى **عنهم ولم يجوزها مشائخ العراق** رحمهم الله تعالى و رضى الله عنهم **والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب**۔ ترجمہ - خراسان کے مشائخ بچہ کی امامت کو جائز کہتے ہیں اور عراق کے مشائخ اسے ناجائز کہتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

اِذَا اشْتَدَّ الْخَوْفُ جَعَلَ الْاِمَامُ النَّاسَ طَائِفَتَيْنِ طَائِفَةً اِلٰى وَجْهِ الْعَدُوِّ وَطَائِفَةً خَلْفَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهٰذِهِ الطَّائِفَةِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مَضَتْ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ اِلٰى وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَاءَتْ تِلْكَ الطَّائِفَةُ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ وَتَشَهَّدَ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُسَلِّمُوْا مَعَهٗ وَذَهَبُوْا اِلٰى وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَآئَتِ الطَّآئِفَةُ الْاُوْلٰى فَيُصَلُّوْنَ وُحْدَانًا رَكْعَةً وَ سَجْدَتَيْنِ بِغَيْرِ قِرَآءَةٍ وَ تَشَهَّدُوْا وَ سَلَّمُوْا

نماز خوف

جب خوف شدید ہو جائے تو امام لوگوں کے دو گروہ بنائے ایک گروہ دشمن کے سامنے جائے اور ایک گروہ پیچھے رہے پس اس گروہ کو ایک رکعت اور دو سجدے پڑھائے پس جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ آجائے پس امام ان کو ایک رکعت اور دو سجدے پڑھائے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور یہ گروہ اس کے ساتھ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلا جائے۔ پھر پہلا گروہ آئے اور تنہا ایک رکعت اور دو سجدے بغیر قرات کے پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے

﴿خوف﴾ جہاد میں دشمن کا خوف

﴿طائفہ﴾ جماعت یا گروہ

﴿العدو﴾ دشمن ﴿وحداناً﴾ تن تنہا، یا اکیلا اکیلا

Marfat.com

وَمَضَوْا اِلٰی وَجْہِ الْعَدُوِّ وَجَآءَتْ تِلْکَ الطَّآئِفَۃُ الْاُخْرٰی فَصَلُّوْا رَکْعَۃً وَسَجْدَتَیْنِ بِقِرَآءَۃٍ وَتَشَھَّدُوْا وَسَلَّمُوْا فَاِنْ کَانَ الْاِمَامُ مُقِیْمًا صَلّٰی بِالطَّآئِفَۃِ الْاُوْلٰی رَکْعَتَیْنِ وَ بِالثَّانِیَۃِ رَکْعَتَیْنِ وَیُصَلِّیْ بِالطَّائِفَۃِ الْاُوْلٰی رَکْعَتَیْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَ بِالثَّانِیَۃِ رَکْعَۃً وَاحِدَۃً وَلَا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ حَالِ الصَّلٰوۃِ فَاِنْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ بَطَلَتْ صَلٰوتُھُمْ وَاِذَا اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلُّوْا رُکْبَانًا وُحْدَانًا یُؤْمُوْنَ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ اِلٰی اَیِّ جِھَۃٍ شَآءُوْا اِذَا لَمْ یَقْدِرُوْا عَلَی النُّزُوْلِ وَ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ

اور دشمن کے سامنے چلے جائیں پھر دوسرا گروہ آجائے اور ایک رکعت اور دو سجدے قرات کے ساتھ پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ پس اگر امام مقیم ہو تو پہلے گروہ کے ساتھ اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھے اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اور حالت نماز میں جنگ نہ کریں پس اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ جب ڈر شدید ہو جائے تو سواری کی حالت میں تنہا نماز پڑھیں۔ اور جس طرف بھی چاہیں اشارہ کے ساتھ رکوع و سجود کریں جبکہ سواری سے اترنے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہونے کی قدرت نہ رکھیں۔

Marfat.com

بَابُ الْجَنَائِزِ

اِذَا احْتَضَرَ الرَّجُلَ الْمَوْتُ وُجِّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَلُقِّنَ بِالشَّهَادَتَيْنِ فَاِذَا مَاتَ شُدَّ لِحْيَاهُ وَ غُمِّضَ عَيْنَاهُ وَاِذَا اَرَادُوْا غُسْلَهٗ وَضَعُوْهُ عَلَى السَّرِيْرِ وَجَعَلُوْا عَلٰى عَوْرَتِهٖ خِرْقَةً وَنَزَعُوْا عَنْهُ ثِيَابَهٗ وَ وَضَّئُوْهُ

جنازہ کے بیان

جب آدمی کے مرنے کا وقت آجائے تو دائیں پہلو پر لٹا کر اس کا منہ قبلہ رخ کر دیا جائے اور شہادتین کی تلقین کی جائے۔ پس جب وہ مر جائے تو اس کی ٹھوڑی باندھ دی جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں۔ اور جب نہلانے کا ارادہ کریں تو اسے تختہ پر رکھیں اور اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال کر اس کے کپڑے اتار لیں اور اسے وضو کرائیں

﴿الجنائز﴾ جنائز، جمع ہے جنازہ کی، جنازہ اس وجود کو کہتے ہیں جس میں روح نہ ہو جیسے ہم میت کہتے ہیں۔

﴿لقن بالشهادتين﴾ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کا پڑھنا، تلقین کا یہ مطلب ہے کہ مرنے والے کے پاس جو لوگ ہیں وہ پڑھیں۔ مرنے والے کو پڑھنے کا نہ کہا جائے۔ جب وہاں موجود لوگ پڑھیں گے تو اس کی زبان پر خود بخود شہادتیں جاری ہو جائیں گی۔ دوسری صورت میں اگر مرنے والے کو پڑھنے کا کہا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو بے ایمان مر جائے گا،

﴿شد﴾ ٹھوڑی کو باندھ دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے

﴿غمض﴾ غمض، یغمض، تغمیضا۔ یعنی آنکھیں بند کرنا۔

﴿نزعوا﴾ نزعوا، نزع سے ہے یعنی کھینچ لینا، اتار لینا

﴿ثوب﴾ کی جمع ثیاب ہے یعنی کپڑے

Marfat.com

وَلَا يُمَضْمَضُ وَلَا يُسْتَنْشَقُ عِنْدَنَا ثُمَّ يُفِيْضُوْنَ الْمَآءَ عَلَيْهِ وَ يُجَمَّرُ سَرِيْرُهٗ وِتْرًا وَيُغْلَى الْمَآءُ بِالسِّدْرِ اَوْ بِالْحُرْضِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فَالْمَآءُ الْقَرَاحُ وَيُغْسَلُ رَأْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ بِالْخَطْمِيِّ ثُمَّ يُضْجَعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ فَيُغْسَلُ بِمَآءِ السِّدْرِ حَتّٰى يُرٰى اَنَّ الْمَآءَ قَدْ وَصَلَ اِلٰى مَايَلِيَ التَّخْتَ مِنْهُ

اور ہمارے نزدیک اس سے کلی نہ کرائیں اور نہ ناک میں پانی ڈالیں۔ پھر اس پر پانی بہائیں اور اس کے تختہ کو تین مرتبہ دھونی دیں اور پانی کو بیری کے پتوں یا اشنان کے ساتھ جوش دیں اگر یہ نہ ہوں تو خالص پانی کافی ہے اور گلِ خیرو کے ساتھ اس کے سر اور داڑھی کو دھویا جائے۔ پھر اس سے بائیں پہلو پر لٹا کر بیری والے پانی سے دھویا جائے یہاں تک کہ دیکھ لیا جائے کہ پانی اس کے نیچے تک پہنچ چکا ہے۔

﴿ولایستنشق﴾ مردے میں سانس نہیں ہوتی اس لیے جب کلی کرائیں گے تو پانی اندر پھنس جائے گا اور بعض اوقات تالو کی نازک رگیں پھٹ جاتی ہیں اور خون آنا شروع ہو جاتا ہے اور ناک میں پانی ڈالنے سے ناک کی کمزور رگیں پھٹ سکتی ہیں اور خون آسکتا ہے۔

﴿یفیضون﴾ "یفیضون" نکلا ہے "افاض" سے بمعنی بہانا۔

﴿بالسدار﴾ بیری کے پتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ یہ میل کو کاٹتا ہے اور میت کا جسم جلدی خراب نہیں ہوتا

﴿حرض﴾ ایک قسم کی خوشبودار گھاس جو پہاڑوں میں اگتی ہے۔ مسجدوں کے فرش پر اسے ڈالا جاتا ہے۔

﴿القراح﴾ خالص پانی۔

﴿خطمی﴾ ایک قسم کی گھاس ہے، گل خیرو۔

﴿یضجع﴾ کروٹ پر لٹایا جائے۔

Marfat.com

ثُمَّ يُضجَعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَيُغسَلُ بِمَآءِ السِّدْرِ حَتّٰى يُرٰى اَنَّ الْمَآءَ قَدْ وَصَلَ اِلٰى مَايَلِيَ التَّحْتَ مِنْهُ ثُمَّ يُجْلِسُهُ الْغَاسِلُ وَيُسْنِدُهٗ اِلَيْهِ وَيَمْسَحُ بَطْنَهٗ مَسْحًا رَقِيْقًا فَاِنْ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَهٗ وَلَا يُعِيْدُ غُسْلَهٗ ثُمَّ يُنَشِّفُهٗ بِثَوْبٍ وَيُدْرِجُ فِيْ اَكْفَانِهٖ وَيَجْعَلُ الْحُنُوْطَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَالْكَافُوْرَ عَلٰى مَسَاجِدِهٖ

پھر غسل دینے والا اسے اپنے سہارے سے ٹیک دے کر بٹھائے۔ اور اس کے پیٹ کو نرمی سے ملے پس اگر کچھ چیز نکل آئے تو اس کو دھوئے اور دوبارہ غسل نہ دے۔ پھر کپڑے سے خشک کر کے اسے کفن میں رکھ دیا جائے۔ اور حنوط کی خوشبو اس کے سر اور داڑھی پر لگائی جائے اور کافور اس کی سجدہ والی جگہوں پر لگایا جائے۔

﴿بطن﴾ شکم، پیٹ

﴿رقیقا﴾ آہستہ آہستہ، نرمی کے ساتھ،

﴿اکفان﴾ اکفان جمع ہے کفن کی

﴿حنوط﴾ ایک قسم کی خوشبو ہے۔

﴿لحیة﴾ داڑھی،

﴿مساجد﴾ پیشانی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے۔ اور دونوں پاؤں کا نچلا حصہ

Marfat.com

وَالسُّنَّةُ اَنْ يُّكَفَّنَ الرَّجُلُ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ اِزَارٍوَ قَمِیْصٍ وَّ لِفَافَةٍ فَاِنِ اقْتَصَرُوْا عَلٰی ثَوْبَیْنِ جَازَ فَاِذَا اَرَادُوْا لَفَّ لِفَافَةٍ عَلَیْهِ اِبْتَدَءُوْا بِالْجَانِبِ الْاَیْسَرِ فَاَلْقَوْا عَلَیْهِ ثُمَّ بِالْاَیْمَنِ فَاِنْ خَافُوْا اَنْ یَّنْتَشِرَ الْكَفَنُ عَنْهُ عَقَدُوْهُ بِخَیْطٍ وَتُكَفَّنُ الْمَرْاَةُ فِیْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ لِفَافَةٍ وَ اِزَارٍ وَ دِرْعٍ وَّ خِمَارٍ وَّ خِرْقَةٍ تُرْبَطُ بِهَا ثَدْیَاهَا فَاِنِ اقْتَصَرُوْا عَلٰی ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ جَازَ وَ هِیَ اللِّفَافَةُ وَ الْاِزَارُ وَ الْخِمَارُ وَیَكُوْنُ الْخِمَارُ فَوْقَ الْقَمِیْصِ تَحْتَ اللِّفَافَةِ

اور مرد کو تین کپڑوں تہبند، قمیص اور لفافہ میں کفن دینا سنت ہے پس اگر دو کپڑوں پر اکتفا کیا جائے تو جائز ہے۔ پس جب اس پر لفافہ لپیٹنے کو ارادہ کرو تو بائیں جانب سے شروع کرو اور اس پر لفافہ ڈالو پھر دائیں جانب سے لفافہ ڈالو۔ پس اگر میت کو کفن کھل جانے کا اندیشہ ہو تو کفن کو دھاگہ سے باندھ دیں اور عورت کو کفن دیا جائے پانچ کپڑوں میں لفافہ، تہبند، کرتہ چادر اور پٹی کہ جس کے ساتھ اس کے دونوں پستانوں کو باندھا جائے۔ پس اگر تین کپڑوں پر اکتفا کیا تو جائز ہے اور وہ لفافہ، تہبند اور چادر ہیں۔ اور چادر کرتہ کے اوپر اور لفافہ کے نیچے ہو گی

﴿قمیص﴾ کفنی۔

﴿لف﴾ لپیٹنا۔

﴿ایسر﴾ بائیں۔

﴿خمار﴾ اوڑھنی۔

﴿خرقه﴾ پٹی

﴿تربط﴾ باندھا جائے ﴿ازار﴾ تہبند، چادر

Marfat.com

وَ يُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيْرَتَيْنِ عَلٰى صَدْرِهَا وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُ الْمَيِّتِ وَلَا لِحْيَتُهٗ وَلَا يُقَصُّ ظُفْرُهٗ وَلَا يُقَصُّ شَعْرُهٗ وَيُجَمَّرُ الْاَكْفَانُ قَبْلَ اَنْ يُّدْرَجَ فِيْهَا وِتْرًا فَاِذَا فَرَغُوْا مِنْهُ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاَوْلَى النَّاسِ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ السُّلْطَانُ اِنْ حَضَرَ فَاِنْ لَّمْ يَحْضُرْ فَنَائِبُهٗ فَاِنْ لَّمْ يَحْضُرْ فَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ اِمَامِ الْحَيِّ ثُمَّ الْوَلِيِّ فَاِنْ صَلّٰى عَلَيْهِ غَيْرُ السُّلْطَانِ وَالْوَلِيِّ اَعَادَ الْوَلِيُّ فَاِنْ صَلّٰى عَلَيْهِ الْوَلِيُّ لَمْ يَجُزْ اَنْ يُّصَلِّيَ اَحَدٌ بَعْدَهٗ

اور اس کے بال دو زلفوں کی صورت میں اس کے سینہ پر رکھے جائیں۔ میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کی جائے۔ اور اس کے ناخن اور بال نہ کاٹے جائیں۔ اور کفن پر طاق مرتبہ خوشبو لگائی جائے اس سے پہلے کہ اس میں داخل کیا جائے پس جب کفنانے سے فارغ ہو جائیں تو اس پر نماز پڑھو۔ اگر سلطان موجود ہو تو تمام لوگوں سے بڑھ کر وہ نماز جنازہ پڑھانے کا حق رکھتا ہے۔ پس اگر وہ موجود نہیں تو پھر اس کا نائب حق رکھتا ہے اور اگر وہ بھی موجود نہیں ہے تو محلّہ کے امام کو پھر ولی کو آگے کرنا مستحب ہے پس اگر غیر سلطان اور غیر ولی نے نماز پڑھی تو ولی دوبارہ نماز پڑھا سکتا ہے پس اگر ولی نے نماز پڑھ لی تو اب ولی کے بعد کسی کا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

﴿**ولا یقص**﴾ جب میت کے بال اور ناخن کاٹنا منع ہے تو آج کل آنکھوں کی (cornia) نکال لیتے ہیں یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے یہ سنت کے خلاف ہے۔ میت کی کوئی چیز ضائع نہیں کی جائے گی۔

﴿**یجمر**﴾ جمر۔ تجمر۔ تجمیرا۔ خوشبو لگانا۔

﴿**الولی**﴾ ولی یعنی جائز وارث جیسے بھائی، چچا باپ، بیٹا۔

﴿**احد بعدہ**﴾ اسی بناء پر نماز جنازہ ایک بار ہے اور غائبانہ نماز جنازہ بھی نہیں۔

Marfat.com

وَاِنْ دُفِنَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ صُلِّىَ عَلٰى قَبْرِهٖ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَا يُصَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَازَةِ اَرْبَعُ تَكْبِيْرَاتٍ فَيُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً يَسْتَفْتِحُ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَاَنْ يَّقُوْلَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اِلٰى اٰخِرِهٖ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً وَّيُصَلِّىْ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً ثَالِثَةً يَدْعُوْا فِيْهَا لِنَفْسِهٖ وَلِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ

اور اگر نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو تین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس کے بعد نہ پڑھی جائے۔ اور نماز پڑھانے والا میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو جائے۔ اور نماز جنازہ یہ ہے کہ چار تکبیرات پڑھی جائیں اور ایک تکبیر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع کرے اور حمد یہ ہے کہ کہے سبحانك اللهم و بحمدك آخر تک پھر ایک تکبیر کہے اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے۔ پھر تیسری تکبیر کہے اور اس میں اپنے لیے میت کے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کرے۔

﴿یدعو﴾ دعا کرے اور مردوں کو ثواب پہنچائے۔

﴿مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ﴾

(شرح فقہ اکبر) از محدث کبیر فقیہ اعظم علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی

"ان دعاء الا حياء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم فی علو الدرجات خلا فاللمعتزلة"

ترجمہ:۔ یقیناً زندہ افراد کا مردوں کیلئے دعا کرنا اور صدقہ دینا ان کے درجات کو بلند کرنے کے واسطے انہیں فائدہ دیتا ہے۔ مگر ہاں (فرقہ) معتزلہ اس (فائدہ کے پہنچنے) کا منکر ہے۔،، حضرت محدث کبیر ملی القاری رحمت اللہ علیہ کافی بحث کے بعد صفحہ ۱۵۹ پر جناب امام ہمام امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب تحریر فرماتے ہیں۔

"وعند ابی حنيفه رحمت الله عليه واصحابه يجوز ذالك وثوابه الى الميت"

"اور (حضرت امام اعظم) ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) نزدیک جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب بھی"

Marfat.com

یعنی قرآن حکیم کا ثواب، نماز کا ثواب، روزے کا ثواب، حج کا ثواب، ذکر الٰہی کا ثواب اور دوسری طاعات کا ثواب میت کو پہنچانا اور ان کے لئے صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور صفحہ ۱۶۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اہل کلام میں بدعتی اس کے منکر ہیں،،

" وذهب اهل البدع من اهل الكلام الى عدم وصول شئى لا الدعاء ولا غيره"

''اور اہل کلام میں سے بدعتی اس طرف بہک گئے کہ دعا وغیرہ کسی چیز کا مردوں کو کوئی ثواب نہیں ملتا''

اسی لئے تو یہ آج کل بدعتی مذہب حقہ حنفی کی پیروی ترک کر کے صرف دعا پر بس کرتے ہیں اور دیگر امور جن سے میت کو نفع پہنچتا ہے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے، درجات بڑھتے ہیں، برائیاں نیکیوں سے بدلتی ہیں، کے کرنے سے منع کرتے ہیں اور سادہ مزاج لوگوں کو اس کار خیر سے روکتے ہیں۔ حالانکہ حضرت علامہ موصوف اسی صفحہ ۱۶۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ وقوله مردود بالكتاب والسنة۔ ''اور ان کی یہ بات قرآن اور سنت سے رد کی گئی ہے'' یعنی ان کا یہ کہنا قرآن حکیم اور سنت علیہ السلام کے خلاف ہے اس لئے قطعا قابل قبول ہے اور یہ بات مردود ہے۔

غایة الاوطار ترجمہ در المختار کتاب الصلوٰۃ الجنازہ جلد اص ۴۲۳ سطر ۱۱ مطبوعہ مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ (بھارت)

''ويقول السلام عليكم دار قوم مومنين وانا انشاء الله بكم لا حقون ويقراء يس و في الحديث من قرء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات ''

''اور زیارت کرنے والا قبرستان میں یہ الفاظ کہے السلام علیکم سے لا حقون تک، یعنی سلام ہو تم پر اے ایمان دار قوم کے گھر والو بے شک ہم اگر خدا نے چاہا تو تم سے ملیں گے، اور سورہ یٰس پڑھے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کو ثواب مردوں کو بخش دے تو مردوں کے شمار کے موافق اس کو ثواب دیا جائے گا'' صاحب در المختار کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ہم احناف کے نزدیک قرآن حکیم کی تلاوت کا ثواب مردوں کو بخشنا صرف انہی کے لئے نہیں، بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لئے بھی اجر کا باعث ہے۔

(ہدایہ باب الحج عن الغیر جلد اول سطر ۱۱ مطبع مجتبائی دہلی)

'' ان الا نسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة''

'' انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزہ کا ہو صدقہ (خیرات) کا ہو یا سوائے ان کے ہو۔ یہ اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔ یعنی تلاوت قرآن حکیم اور اذکار کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ ہدایہ کی اس عبارت کے حاشیہ پر ہے،، کہ معتزلہ نے تمام قسم کی عبادات کا ثواب مردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے،، نیز صاحب ہدایہ نے اس عقیدہ صحیحہ پر حدیث شریف سے اس طرح دلیل قائم کی۔

'' لما روى عن النبى ﷺ انه ضحى بكبشين املحين احدهما عن نفسه والاخر عن امته ''

Marfat.com

ترجمہ ۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو مینڈھے سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے۔

(مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق صفحہ ۵۰۳ حاشیہ ۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، بھارت)

"اعلم ان الاصل فی الباب ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنة من الصلوة والصوم والحج والصدقة والتلاوة وغیر ھا من جمیع انواع البر ویصل ذالک الی المیت وینفعہ وقالت المعتزلة لیس شی من ذالک"

ترجمہ ۔ جان لے کہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ خواہ نماز سے ہو روزے سے ہو، حج سے ہو، تلاوت سے ہو، یا ان کے سوا تمام قسم کی نیکیوں سے ہو۔ یہ میت کو نفع دیتی ہیں اور معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کو (یعنی میت کو) کسی قسم کا فائدہ نہیں دیتی ہیں،،

(باب الحج عن الغیر فتاوی درالمختار صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ مطبع قدوسی)

"الاصل ان کل من اتی بعبادة مالیة جعل ثوابہ لغیرہ وان نواھا عند الفعل لنفسہ لظاھر الادلة"

"اصل یہ ہے کہ جو شخص کوئی مالی عبادت کرے جائز ہے کہ اس کا ثواب غیر شخص کے واسطے کر دے اگرچہ عبادت کرتے وقت اپنی ذات کے واسطے نیت کی ہو۔ یہ اصل ثابت ہے دلائل قرآن احادیث کی ظاہر دلالت سے بلا ارتکاب تاویل"

(باب الحج عن الغیر ترجمہ درالمختار بنام غایۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۶۰۸ از مولوی خرم علی صاحب بہ تکمیل مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نوتوی مطبوعہ نول کشور لکھنؤ (بھارت)

قرآن مجید میں اولاد کو ارشاد ہوا کہ والدین کے واسطے یوں دعا کرے" رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا" یعنی اے میرے رب میرے والدین پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھ کو لڑکپن میں پالا" تو اگر انسان کا عمل دوسرے کو مفید نہ ہوتا تو اولاد کی دعا والدین کے حق میں بے فائدہ ہوتی۔ حالانکہ یہ غلط ہے اور حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ۔ فرشتے مومنین کے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں،، تو ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو مفید ہوتا ہے۔ اور احادیث تو نیابت اور ثواب رسانی میں بکثرت ہیں۔ ازاں جملہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ۔ رسول خدا ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے،، اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عبادت مالی میں نیابت صحیح ہے۔ اس حدیث کے مضمون کو ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور حاکم اور طبرانی اور ابن شیبہ اور اسحٰق اور ابو یعلی اور بزاز اور دار قطنی نے چند صحابہ سے روایت کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قدر مشترک یہ حدیث مشہور ہے، اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے رسول خدا ﷺ سے سوال کیا۔ میرے ماں باپ تھے جن سے میں ان کی زندگی میں نیکی کرتا تھا۔ سو اب کیونکر میں ان کے ساتھ نیکی کروں۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

کہ بعد موت کے نیکی یہ ہے کہ نماز پڑھا کر ان کے واسطے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھا کر ان کے واسطے اپنے صوم کے ساتھ ،،اور یہ بھی اس نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ,, رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو قبرستان پر گذرے اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسکو ثواب دیا جائے گا بقدر اموات کے ،،اور ابو حفص عسکری نے روایت کی کہ ,, حضرت انس نے رسول خدا ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! ہم خیرات کرتے ہیں اپنے مردوں کی طرف سے ،اور حج کرتے ہیں ان کی طرف سے اور دعا کرتے ہیں ان کے واسطے ،کیا ان کو یہ پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں البتہ ان کو پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اس سے جیسے کوئی تم میں خوش ہوتا ہے طبق سے جب کوئی اس کو تحفہ بھیجے ،،اور سنن ابی داؤد میں مروی ہے کہ ,, رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر یٰس پڑھا کرو ،، توان احادیث کثیرہ سے ثابت ہوا کہ اعمال صالحہ کا ثواب غیر کو نافع ہوتا ہے۔''فتح القدیر''

(مشکوۃ شریف باب صدقۃ المراۃ من مال الزوج پہلی فصل صفحہ ۱۷۲ سطر نمبر ۱۶۔ ۱۷ مطبوعہ ملک سراج دین لاہور)

عن عائشة قالت ان رجلا قال للنبی ﷺ ان امی افتلتت نفسها واظنها لو تکلمت تصدقت فهل لها اجر ان تصدقت عنه قال نعم (متفق علیہ)

''ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہو گئی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرنے کی وصیت کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا۔ حضور سید عالم و عالمیان ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (متفق علیہ)

اس حدیث شریف کے حاشیہ پر صاحب لمعات فرماتے ہیں۔

''**و فی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقة یصل الی المیت و كذا حكم الدعاء هذا هو مذهب اهل الحق**''

ترجمہ۔''اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ میت کو صدقہ (خیرات) کا ثواب پہنچتا ہے اور دعا کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ نیز اہل حق کا یہی مذہب ہے۔،، نیز حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ **اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۶۹** مطبوعہ نولکشور لکھنؤ بھارت پر لکھتے ہیں۔

,, ودریں حدیث دلیل است بر آنکہ ثواب صدقہ میرسد بہ میت وہمچنیں دعا و استغفار برائے میت و مذہب اہل حق کہ اہل سنت و جماعت اند ایں است ،،

ترجمہ۔ اور یہ حدیث میت کو صدقہ کا ثواب پہنچنے پر دلیل ہے اور میت کے لئے دعا و بخشش طلب کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اہل حق نے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں ان کا یہی مذہب ہے،،

بخاری شریف باب **اذا قال ارضی او بستانی صدقة لله عن امی فهو جائز وان لم یبین لمن ذلك جلد اول صفحہ ۳۸۶** سطر ۵، ۶، ۷ نور محمد اصح المطابع دہلی (بھارت)

Marfat.com

حدثنا محمد حدثنا مخلد بن يزيد اخبرني ابن جريج اخبرني يعلى انه سمع عكرمة يقول انبانا ابن عباس ان سعد بن عبادة توفيت امه وهو غائب عنها فقال يا رسول الله ان امي توفيت و انا غائب عنها اينفعها شي ان تصدقت به عنها قال نعم قال فاني اشهدك ان حائطي المخراف صدقة عليها ،،

ترجمہ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ موجود نہ تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوئی اور میں موجود نہ تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے کسی چیز کا صدقہ (خیرات) کروں تو کیا اس کو نفع (فائدہ) پہنچے گا۔ شفیق امت پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (اس میت کو فائدہ پہنچے گا) اس نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ کھجور کا باغ ہے یہ میں اس کی طرف سے صدقہ (خیرات) کرتا ہوں ،، اس حدیث شریف کے حاشیہ د پر ہے۔ " وفيه ان ثواب الصدقة عن الميت يصل الى الميت وينفعه "اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ یقیناً صدقہ (خیرات) کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور ان کو نفع (فائدہ) پہنچتا ہے

(مشکوۃ شریف باب فضل الصدقۃ دوسری فصل صفحہ ۱۶۹ سطر ۳، ۴ مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور)

" عن سعد بن عبادة قال قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فاى الصدقة افضل قال الماء فحفر بئرا وقال هذه لام سعد " (رواہ ابو داؤد والنسائی)

"سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سعد کی والدہ فوت ہو گئی ہے۔ سو کونسا صدقہ افضل ہے تو سید دو عالم ﷺ نے فرمایا پانی (سب سے بہتر ہے) سو اس نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے ،، اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے مبلغ اسلام خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی تحریر فرماتے ہیں ،، اس حدیث شریف میں یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی فرمارہے ہیں۔ ھذہ لام سعد کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے اس سے صراحتہ ثابت ہوا ہے کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے۔ اگر اس صدقہ و خیرات اور نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے لئے ہے ، یا یہ کھانا ، یا یہ نیاز صحابہ کبار یا اہل بیت اطہار ، یا غوث اعظم ، یا خواجہ غریب نواز کے لئے ہے تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا و نیاز وغیرہ حرام نہ ہو گا۔ ورنہ پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس کنویں کا پانی حرام تھا حالانکہ اس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد میں تابعین تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان سب مقدس حضرات نے حرام پانی پیا تھا۔ معاذ اللہ کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔ جس کنویں کے پانی کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ اس کنویں کا پانی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک حلال و طیب ہے تو جس سبیل کے پانی کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کے لئے ہے یا، نیاز وغیرہ فلاں کے لئے ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حلال وطیب ہے،، (ثواب العبادات صفحہ نمبر ۲۱، ۲۲)

(تفسیر خازن از علاؤالدین علی بن محمد البغدادی)

"ان الصدقة عن المیت تنفع المیت ویصله ثوابها و هو اجماع"

یقیناً میت کی طرف سے صدقہ (خیرات) دینا میت کو نفع (فائدہ) دیتا ہے اور اس صدقہ کا میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے۔۔۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از حضرت علامہ ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ)

"اتفق اهل السنة علی ان الاموات ینتفعون من سعی الاحیاء"

"اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کی سعی سے فائدہ پہنچتا ہے"

مردوں کو قبر کی زندگی میں جو کہ عالم برزخ ہے مردوں کو اس بات کی بہت ہی ضرورت ہے۔ صدقہ، خیرات، دعا، تلاوت قرآن حکیم اور دیگر عبادات سے ان کی مدد کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ تیسری فصل صفحہ ۲۰۶ سطر نمبر ۲، ۳، ۴، ۵ مطبوعہ سراج الدین۔ لاہور)

"عن عبد الله ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیا وما فیها و ان الله تعالی لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم" (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

"عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مردہ کا حال قبر میں اس فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو ڈوب رہا ہو۔ مردہ انتظار کرتا ہے اس کا باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اسے دعا پہنچے اور جب اس میت کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو اس دعا کا پہنچنا اس کو دنیا اور سب دنیا کی لذتوں سے محبوب تر ہوتا ہے۔ اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے مردوں پر پہاڑوں کے برابر اجر و رحمت داخل فرماتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف۔ یہی ہے کہ ان کے لئے بخشش کی دعا کی جائے"

(تفسیر عزیزی پ عم سورہ انشقت صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور (پاکستان) از محدث کبیر شاہ عبدالعزیز دہلوی)

اس برزخی زندگی کے متعلق آیہ کریمہ والقمر اذا اتسق کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمت اللہ علیہ کے فرزند دلبند تحریر فرماتے ہیں۔ "ومدد زندگان بمردگان دریں حالت زودتر می رسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازیں طرف می باشند۔"

اس حالت میں زندوں کی مدد مردوں کو فوراً پہنچتی ہے۔ اور مردے اس طرف سے اس مدد کے انتظار میں ہوتے ہیں،،

Marfat.com

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ۔ ''و نیز وارد است کہ مردہ درانحات مانند نحر سیقی است کہ انتظار فریادرسی می برد وصدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکاری آید'' ترجمہ ۔ اور نیز احادیث میں آیا ہے کہ مردہ اس حالت میں اس شخص کی طرح ہے جو کہ ڈوب رہا ہو ، مدد چاہنے کے لئے فریاد کررہا ہو۔ اس وقت اس مردہ کو صدقات، دعائیں، فاتحہ درود کی بہت ہی زیادہ ضرورت ہے جو اسے کام آسکتی ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ مطبوعہ مطبع نعیمی مرادآباد (بھارت) از مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری مرحوم)

مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب حضرت مولانا مولوی حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے مرید خاص ہیں۔ حضرت حاجی صاحب نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے اور لکھا (انوار ساطعہ صہ ۷ سطر ۲۳ مطبوعہ مطبع نعیمی مرادآباد)

''فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید جزاکم اللہ خیر الجزاء''

ترجمہ ۔ یعنی یہ کتاب (انوار ساطعہ) اس فقیر اور فقیر کے بزرگوں کے مذہب و مشرب کے موافق ہے بہت ہی اچھی لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمادے۔

حضرت شاہ امداداللہ صاحب مہاجر مکی اکابرین دیوبند کے شیخ ہیں۔ اور خصوصاً دیوبند مکتبہ فکر کے حکیم الامت اشرفعلی صاحب تھانوی کے بھی پیر و مرشد ہیں۔ وہ اس کتاب انوار ساطعہ کو بہترین کتاب اپنے مذہب و مشرب کے موافق تحریر فرمارہے ہیں۔ یہ حوالہ اسی کتاب کا ہے فرماتے ہیں۔ اور حاشیہ خزانۃ الروایات اور بعض رسائل میں اس عاجز کی نظر سے یہ روایت مجموعۃ الروایات کی گزری ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر حمزہ کے لئے تین دن اور دسویں اور چالیسویں روز اور چھٹے مہینے اور برسی کے دن صدقہ دیا۔ اگر یہ حدیث کسی قدر قابل اعتماد ہے تو یہ سب رسمیں گویا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوگئیں۔،،

(تفسیر عزیزی پ عم سورہ انشقت صہ ۱۱۱ سطر ۲۲ مطبوعہ محمدی لاہور از محدث کبیر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی)

اس برزخی زندگی میں صدقات دعائیں اور فاتحہ کی ضرورت پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

،،ازینجااست کہ طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمائید۔،،

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم مرنے کے بعد مردے کیلئے اس طریقہ پر (یعنی صدقات ،ادعیہ فاتحہ) عموماً ایک سال تک اور خصوصاً چالیس روز تک امداد اور پوری کوشش کرتے ہیں۔،، گویا چالیس روز تک تو فاتحہ ، صدقات اور ادعیہ ضرور کرنی چاہیے کیونکر میت کو اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

(فتاویٰ اوزجندی)

(ملا علی قاری رحمہ الباری ہدیۃ الحرمین باب ۱۳ حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ بحوالہ الفقیہ امرتسر ۷ ستمبر ۱۹۴۱ء مولوی حکیم عبدالرزاق صاحب خطیب راہواں ضلع جالندھر)

Marfat.com

"جناب رسول اللہ کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر ملال کا تیسرا دن تھا کہ اسی دن صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ کچھ نان جویں، کھجور، دودھ لیکر حاضر ہوئے، حضور ﷺ کی خدمت میں، آپ ﷺ نے اس پر سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر ہاتھ اٹھائے، اور دعا فرما کر چہرہ اقدس پر پھیر لئے، پھر آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دے۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا"

جناب مولانا عبدالرزاق صاحب یہ نقل فرماتے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ "چونکہ اس روایت کو حضرت علی قاری اور شاہ ولی اللہ صاحب نے موضوعات میں سے نہیں فرمایا اور نہ ہی دیگر کتب موضوعات میں اس کو موضوع تحریر کیا گیا ہے لہذا یہ روایت صحیح ہے۔ من ادعی فعلیہ البیان۔"

مشکوۃ شریف باب فی المعجزات تیسری فصل صہ ۵۴۴ سطر نمبر ۳ تا ۱۰ مطبوعہ مطبع سراج دین اینڈ سنز لاہور

عن عاصم بن كليب عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة فرايت رسول الله ﷺ وهو على القبر يوصى الحافر يقول او سع من قبل راسه فلما رجع استقبله داعي امراته فاجاب و نحن معه فجئ بالطعام فوضع يده ثم وضع القوم فاكلو افنظرنا الى رسول الله ﷺ يلوك لقمة فى فيه ثم قال اخذت بغير اذن اهل ها فارسلت المراة تقول يا رسول الله ﷺ انى ارسلت الى النقيع وهو موضع يباع فيه الغنم ليشترى لى شاة فلم توجد فار سلت الى جار لى قد اشترى شاة ان ير سل بها الى بثمنها فلم يوجد فارسلت الى بها فقال رسو ل الله ﷺ اطعمى هذا الطعام الاسرى. (رواه ابو داؤد البیہقی فی دلائل النبوۃ)

ترجمہ۔ ایک انصاری نے عاصم بن کلیب سے کہا کہ ایک جنازے کیلئے ہم رسول کریم ﷺ کو جلو میں نکلے۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ قبر پر گورکن کو فرماتے تھے کہ قبر کو سرپاؤں کی طرف سے فراخ کر، پھر جب دفن کے بعد واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ آنحضور ﷺ نے منظور فرمایا اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کھایا تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضور پاک ﷺ لقمہ چبارہے ہیں یعنی نگلتے نہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔ عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں کسی کو بھیجا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نقیع میں آدمی بھیجا تھا، نقیع وہ جگہ ہے جہاں بکریاں فروخت ہوتی ہیں۔ تاکہ ایک بکری خرید لائے۔ لیکن وہاں پر بکری نہ ملی تو میں نے پڑوس میں آدمی بھیجا کہ انہوں نے جو بکری خریدی ہے وہ مجھے قیمتاً دے دے۔ وہ ہمسایہ بھی نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا اس عورت نے اپنے خاوند سے بغیر اجازت لئے مجھے بھیج دی۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (یہ روایت ابوداؤد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ سے لی ہے)

صاحب انوار ساطعہ صہ ۱۰۹ پر اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔ "اور کہا ابراہیم حلبی نے شرح کبیر منیہ میں کہ روایت کیا اس

Marfat.com

حدیث کو امام احمد نے ساتھ اسناد صحیح کے۔ الحاصل اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کو دعوت قبول کرنی جائز ہے اور چونکہ نبی کریم ﷺ بھی سب جماعت کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو ثابت ہوا کہ اگر کوئی غنی بھی جو مصرف صدقہ نہیں ایسی دعوت میں شریک ہو جائے تو درست ہے پس مبنیٰ جواز کا اس بات پر رہا جب اہل میت کھانا تیار کرے نہ واسطے ریاو سمعہ کے بلکہ بنظر ثواب قرمت وہ جائز ہے۔" مولانا شاہ عبدالغنی محدث رحمت اللہ علیہ نے جن سے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حدیث پڑھی تھی۔

کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں۔ "واما صنعة الطعام من اهل الميت اذكان للفقراء فلا باس به لان النبی ﷺ قبل دعوة المرأة التی مات زوجها كما فی سنن ابی داؤد"

ترجمہ:۔ یعنی کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کیلئے ہووے کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ نبی ﷺ نے قبول کی دعوت اس عورت کی کہ جس کا خاوند مر گیا تھا جیسا کہ سنن ابی داؤد،، میں ہے۔

(غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ صہ ۵۲۸)

" وان لم يوص و تبرع وليه جاز انشاء الله ويكون الثواب للولى اختيار "

اگر میت نے وصیت نہیں کی اور ولی نے بطور احسان فدیہ دیا تو وہ جائز ہے انشاء اللہ اور ثواب واسطے ولی کے ہوگا۔ (اختیار) مترجم فرماتے ہیں اختیار کی عبارت میں نے اس طرح دیکھی ہے:۔

" وان لم يوص لا يجب على الورثة الا طعام لانها عبادة فلا يؤدى الابامره وان فعلوا ذلك جازو يكون له ثواب انتهى " "اور اگر وصیت نہیں کی تو وارثوں پر کھانا دینا واجب نہیں اس لئے کہ فدیہ عبادت ہے تو بدون میت کے امر کے ادانہ ہوگا۔ اور اگر وارث کھانا دیں گے تو جائز ہوگا اور میت کو ثواب ہوگا"

مترجم فرماتے ہیں اور کچھ شبہ نہیں کہ ضمیر نہ میت کی طرف ہے اور یہی ظاہر ہے کیونکہ نے میت ہی کی طرف سے صدقہ دیا ہے نہ اپنی طرف پس ثواب میت کو ہوگا۔ جیسا کہ ہدایہ میں تصریح کی ہے کہ انسان کو پہنچ سکتا ہے کہ اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو دے صلوۃ ہو یا صوم یا صدقہ وغیرہ ہاں اگر کسی غیر کی طرف صدقہ دے گا تو اس ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (قالہ الشامی)

(مشکوۃ شریف کتاب العلم پہلی فصل صہ ۳۲ سطر ۲۲ مطبوعہ مطبع ملک سراج دین لاہور)

"عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة صدقه جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله " (رواه مسلم)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عملوں کا تعلق (اس سے منقطع نہیں ہوتا) ۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم کہ اس سے نفع لیا جائے یا ۳۔ نیک اولاد کہ دعا کرے اس کے لئے۔

Marfat.com

(شرح الصدور صہ ۱۲۹ از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ بحوالہ ثواب العبادات صہ ۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے مر جانے کو بعد اس کے گھر والے اس کیلئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو جبریل امین اس صدقہ وخیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جا کر کہتے ہیں۔ " یا صاحب القبر العمیق هذه هدیة اهدها الیك اهلك فاقبلها فتد خل علیه فیفر ح بها ویستبشر ویحزن جیرانه الذین لم یهدی الیه شی "

ترجمہ۔ اے گہری قبر والے یہ ہدیہ وتحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا تو اس کو قبول کر، تو وہ قبر والا اس کو دیکھ کو بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے۔ اس کے ہمسائے جن کی طرف ان کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین وافسردہ ہوتے ہیں۔،

(توضیح العقائد یعنی رکن الدین حصہ اول صہ ۱۰۵ مطبوعہ اللہ والے کی قومی دوکان لاہور بحوالہ حاشیہ ہدایہ)

" ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرء ون القران و یصلون ثوابه لموتاهم و علی هذا اهل الصلاح و الدیانة من کل مذهب من الما لکیه و الشا فعیة و غیر هم ولا ینکر ذالك منکر و کان اجماعا عند اهل السنة و الجماعة خلافا للمعتزلة "

ترجمہ۔ بے شک ہر عصر اور ہر زمانہ میں مسلمان جمع ہوتے رہتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور اپنی میت کے لئے ثواب کے تحفے بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اسی پر ہیں صلاح و دیانت والے ہر مذہب کے، مالکی شافعی وغیرہ سے اور اس کا انکار نہیں کرتا کوئی منکر۔ پس ہو گیا اجماع اہلسنت وجماعت کے نزدیک برخلاف معتزلہ کے۔،

یعنی فرقہ معتزلہ اس ثواب کے پہنچنے کا انکار کرتا ہے اور مذہب اہل حق اس کا اقرار کرتے ہیں۔ لہذا اس طریقہ مروجہ کا انکار کرنے والے سنی نہیں بلکہ معتزلہ ہیں۔

(عقائد الاسلام صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۶ از حضرت مفسر قرآن حکیم مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق مطبوعہ مطبع انصاری دہلی بھارت ۱۳۰۲ھ)

صاحب "عقائد الاسلام"، فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں " کسی جگہ غیر معتبر کتاب اور قول ضعیف کا حوالہ نہیں دیا نیز فرماتے ہیں " ہر مسئلہ میں افراط و تفریط سے اجتناب تمام کیا ہے۔،، (دیباچہ کتاب) چونکہ حضرت علامہ موصوف نے مسئلہ مذکورہ پر قرآن حکیم، سنت نبی کریم ﷺ اور فقہائے امت محمدیہ ﷺ کے واضح احکام کی روشنی میں تبصرہ کیا ہے۔

اس لئے اسے من وعن نقل کرتا ہوں تاکہ اہل سنت کا مذہب حقہ روشن ہو کر سامنے آجائے اور منکرین کا مذہب بھی آشکارا ہو جائے۔

جس کا عنوان ہے۔ "زندہ مومنوں کی دعا اور صدقہ دینے سے مردہ مومن کو نفع پہنچتا ہے"

تحریر فرماتے ہیں۔ " اگر مردہ مومن عذاب میں مبتلا ہو گا تو اس کو دعا اور خیرات سے تخفیف ہو جائے گی بالکل معاف ہو جائے گا۔ اور اگر

Marfat.com

عذاب میں مبتلا نہیں تو اس دعا اور خیرات سے اس کے لئے وہاں درجات زیادہ ہو جاتے ہیں بہر طور اس کو نفع ہوتا ہے اور قرآن و احادیث اور اجماع صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کے لئے دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاؤا من بعد هم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالا یمان اور واسطے ان لوگوں کے جو انصار و مہاجرین کے بعد آئے اور کہتے ہیں الٰہی ہم کو بخش اور ہم سے پہلے مومن ہیں ان کو بخش اور یہ ظاہر ہے کہ یہ دعا اموات کو بھی شامل ہے اگر اس دعا سے سابقوں کو کچھ نفع نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد والوں کو دعا میں ذکر نہ فرماتا بلکہ یہ دعا فعل عبث گنا جاتا۔ اور جنازے پر نماز پڑھنا حضرت ﷺ کے عہد (مبارک) سے اب تک جمہور اہل اسلام کے ہاں چلا آتا ہے۔ پس اگر میت کو اس سے کچھ نفع نہیں ہے تو گویا ایک فضول امر ہے اور کس طرح سے فضول ہو سکے۔ حالانکہ نبی ﷺ اس کی نسبت نہایت تاکید فرماتے ہیں اور میت کو نفع ہونے کی صراحت کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس میت پر چالیس آدمی جو مشرک نہ ہوں نماز پڑھیں تو اللہ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے اور طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میری امت پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ قبر میں جو گنہگار داخل ہوں گے۔ بسبب دعا اور استغفار مسلمانوں کی قبر سے بے گناہ ہو کر اٹھیں گے۔ اور صدقہ کے نافع ہونے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میری ماں یکایک بے وصیت کئے مر گئی ہے اور مجھے گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بولتی تو وصیت کرتی اب اس کو ثواب ہو گا۔ اگر میں صدقہ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہو گا۔ بخاری شریف نے ابن ماجہ سے روایت کیا ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے پس اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اسے نفع ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہو گا۔ سعد نے کہا میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔ امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی ماں کے لئے پوچھا کہ ان کو کونسا صدقہ نافع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ نافع ہے۔ پس سعد نے ایک کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے نام سے صدقہ کر دیا۔ طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر والے کسی میت کی طرف سے بعد موت کے صدقہ دیتے ہیں تو جبریل علیہ سلام نور کے طباقوں میں لگا کر اس کے پاس لے جاتے ہیں اور وہ نہایت خوش ہوتا ہے اور اس کے پاس والے کہ جن کے پاس کسی نے ہدیہ نہیں بھیجا غمگین ہوتے ہیں۔ بیہقی اور دیلمی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے مردہ قبر میں غریق کی مانند دعا کا منتظر رہتا ہے۔ پس جب ماں باپ یا دوست خاص کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو اس کو دنیا اور مافیہا سے محبوب سمجھتا ہے اور بلاشک زندوں کی دعا کو قبر میں پہاڑ کی مانند ہما نے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے استغفار تحفہ ہے۔ غرض اور بہت احادیث اس مضمون کی کتب احادیث میں وادر ہیں کہ ان کو شمار سے باہر کہیں تو بجا ہے اور سلف سے خلف تک کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے لیکن معتزلہ منکر ہیں۔ مالی عبادت کے ثواب پہنچنے میں سب اہل سنت متفق ہیں۔ ہاں بدنی عبادت میں اختلاف ہے امام شافعی انکار کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ

Marfat.com

رحمت اللہ علیہ انہیں ادلہ کے عموم سے ثابت کرتے ہیں۔ دوسری اور بہت احادیث ان کے لئے ہیں۔ چنانچہ بخاری اور مسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ اپنے ذمہ لے کر مر جاوے تو اس کی طرف سے کوئی قرابت دار ادا کر دیوے۔ مسلم نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں پر دو مہینے کے روزے واجب تھے۔ اگر اس کی طرف سے میں ادا کر دوں آیا کافی ہو جاویں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پس روزہ کا بدنی عبادت ہونا تو خود ظاہر ہے لیکن حج بھی بدنی عبادت ہے۔ کیونکہ جس قدر ارکان حج ہیں انہیں کہیں روپے کی ضرورت نہیں اسی لئے کہ جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے ان کو روزے رکھنے کا حکم ہے۔ روپیہ فقط کعبہ پہنچنے کے لئے شرط ہے اور اسی سبب سے فقیر پر بھی مکہ میں پہنچنے سے حج واجب ہو جاتا ہے اور اسی لئے سب اہل مکہ پر فرض ہے۔ پس بدنی عبادت کو نفع پہنچنا میت کو صاف ثابت ہو گیا۔ کس لئے کہ میت پر کوئی چیز واجب نہیں رہتی فقط زندگی میں تکلف شرعی تھی، پس میت کی طرف سے واجب ادا کرنے کے یہی معنی ہیں کہ میت حالت حیات کے واجب ترک کرنے کے سبب جو ماخوذ تھا اس وارث کے ادا کرنے سے رہا ہو گیا۔ اور یہی نفع ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ مالی عبادت ثواب اور بدنی میں حج، روزہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو جمیع فقہاء اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن کے پڑھنے اور اعتکاف اور نوافل وغیرھا عبادات بدنیہ کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے،،

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور جلد اول صہ ۷۶۳ سطر نمبر ۱۲ تا ۲۴ از خاتم المحدثین شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ)

,, مستحب است تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم ہفت روز تصدق از میت نفع می کند او رابے خلاف میان اہل علم وارد شدہ است، درآں احادیث صحیحہ خصوصا آب وبعضے از علماء گفتہ اند کہ نمی رسید میت مگر صدقہ ودعا ودر بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کند از دے یانہ اللہ تعالیٰ اعلم،،

ترجمہ۔ میت کے اس جہان سے جانے کے بعد مستحب ہے کہ اس کی طرف سے سات دن تک صدقہ دیا جائے علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ صدقہ میت کی طرف سے دینا فائدہ مند ہے۔ اس کے متعلق صحیح احادیث وادر ہیں۔ خصوصا پانی کے متعلق بعض علماء کہتے ہیں کہ میت کو طرف صدقہ ودعا کا ثواب پہنچتا ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے خویش واقارب صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم،،

(انوار ساطعہ صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵ از مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری)

,, باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اموات کیا گیا اور فقراء ہی کو کھلایا۔ لیکن کوئی غنی شخص بھی اس میں شریک کئے گئے تو اس کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ ایک بار مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مرحوم کے سامنے پیش کیا گیا کہ مولانا

Marfat.com

اسحٰق مرحوم کے مائتہ مسائل سوال پنجاہ ودکیم میں ہے۔

" طعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقرا از اموات پرند تا ثواب پرند تا ثواب با یشاں رسد جز فقیر رابنور چہ تصدق بر فقرا می باشد و ہدیہ مرا غنیارا "

اور اس وقت مولانا موصوف الصدر کیمپ میرٹھ کو ٹھی شیخ الٰہی بخش خاں بہادر مرحوم میں کھانا گیارہویں کا تناول فرمار ہے تھے۔ موقع بھی یہی تھا کہ جناب مولینا بفضل حق سبحانہ، خوشحال و متمول و صاحب تجارت تھے اور وہ کھانا ایصال ثواب روح پر فتوح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کے لئے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں اغنیاء کے کھانے میں اس درجے کا ثواب نہیں پہنچتا جس طرح فقراء کے کھانے کا پہنچتا ہے اور یہ نہیں کہ اغنیاء کے کھانے کا بالکل ثواب نہ پہنچے اس لئے کہ اطعام الطعام اگرچہ اغنیاء ہی کو ہو۔ منکرات سے نہیں بلکہ معروفات شرعیہ سے ہے انتہی الکلام مولانا المحدث،،

(کشف الغمہ عن جمیع الامتہ جلد اول، باب الدفن واحکام القبور و ما یتعلق بذالک (فرع فی انتفاع المیت بالقراءۃ والدعاء والصدقہ وسائر القربات صہ ۲۵۱) از الامام العلامہ قطب دائرۃ المحققین الشیخ عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ)

" قال ابن عباس رضی اللہ عنہما کان رسول اللہ ﷺ یحث علی الدعاء والصدقۃ والقرب المھد اۃ للا مرات من اقاربھم و اخوانھم و یقول ان ذالک کلہ ینفعھم "

ترجمہ :۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ مردوں کے لئے ان کے رشتہ داروں اور ان کے بھائیوں کو دعا، صدقہ (خیرات) اور نیکیوں کا تحفہ بھیجنے کی بہت ہی تحریص فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سب چیزیں ان مردوں کو نفع پہنچاتی ہیں۔

(ارشاد الطالبین صہ ۲۵۱ مطبوعہ فیض عالم دہلی از حضرت علامہ مولانا بالفضل اولینا مولوی اخوند درویزہ صاحب ننگہاری قدس سرہ العزیز، م ۱۰۴۶ھ)

"درانیس الا تقیا مسطور است کہ چوں مردہ را دفن کنند و در خانہ بیانید ہمدراں روز باید کہ چیزے تصدق از جہت او بکنند کہ مطلق رسید نیست وبد ومیر سد وخلاف معتزلہ را کہ ایشاں قبول ندار ند تصدق را۔"

ترجمہ :۔ انیس الا تقیا میں لکھا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد جب گھر پر واپس آجائیں تو اس دن اس مردہ کی طرف سے صدقہ (خیرات) کریں کہ اسے پہنچتا ہے اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں کہ مردوں کو صدقہ نہیں پہنچتا ہے۔،،

(فضائل ذکر صہ ۸۴، ۸۵ مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ از الحافظ الحاج مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور)

Marfat.com

"شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے۔ اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے میں نے یہ خبر سن کو ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے، جنت و دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے۔ اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب (یعنی ستر ہزار بار کلمہ) اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی۔ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار میں میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا اور دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔،، ثابت ہوا کہ کلمہ شریف کے ایصال ثواب کی برکت سے عذاب موقوف ہو جاتا ہے۔

(فضائل صدقات حصہ اول صہ ۹۵ از الحافظ الحاج مولانا محمد ذکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ناشر ادارہ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی، بھارت)

"امام نووی رحمت اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہی مذہب حق ہے اور بعض لوگوں نے جو لکھ دیا ہے کہ میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا۔ یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی ہوئی خطا ہے۔ یہ قرآن پاک کے خلاف ہے یہ حضور اقدس ﷺ کی احادیث کے خلاف ہے۔ یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں۔"

(مردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ، از (فقیر) محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی)

ناشر:۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام محلہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور سن اشاعت بار دوئم ۱۹۹۲ء

طالب دعا:۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً رَابِعَةً وَسَلَّمَ عَقِيْبَهَا وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ فَاِذَا حَمَلُوْهُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اَخَذُوْا بِقَوَائِمِهِ الْاَرْبَعِ

پھر چوتھی تکبیر کہے اور اس کے بعد سلام پھیر دے اور سوائے پہلی تکبیر کے اور وں میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ اور میت پر نماز نہ پڑھے اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہے۔ پس جب اس سے چارپائی پر اٹھاؤ تو چارپائی کے چاروں پائے پکڑ لو۔

﴿**ولایرفع**﴾ امام ابو حنیفہ کے نزدیک رفع یدین نہیں۔ اہل شیعہ اور وہابی حضرات کرتے ہیں۔

﴿**ولایصلی علی میت فی مسجد جماعة**﴾ جہاں پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھی جاتی ہو۔ اس مسئلہ پر بڑا فساد ہوا تھا جب مولانا فدا محمد کے بھائی عظیم صاحب فوت ہوئے۔ تو جنازہ کو سیہیوں کی مسجد میں لے گئے۔ میں نے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ حافظ قادر صاحب اور دوسرے علماء بھی موجود تھے۔ میں جنازہ کو مسجد سے اٹھوا کر باہر نہر کے کنارے پر لے گیا اور وہاں نماز جنازہ پڑھی۔ بعد میں انھوں نے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب کا مسئلہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ حافظ قادر نے کہا کہ حرمین میں لوگ ایسا کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہاں تو آمین بالجہر اور رفع یدین بھی کرتے ہیں تم یہ کیوں نہیں کرتے۔ اگر ایسا کرو تو لوگ تمھیں وہابی کہتے ہیں یا نہیں۔ آٹھ دن کے بعد میں نے "مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ" کے عنوان سے کتابچہ چھپوا دیا اگر کوئی عذر ہے جیسے جنازہ گاہ کی چھت نہیں اور شدید بارش ہے تو پڑھ سکتے ہیں۔ مگر بلا عذر جائز نہیں۔ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری الگیلانی ۱۶ رمضان ۱۳۹۲ھ

﴿مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ﴾

نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ صفحہ ۱۶۰ جلد اول باب جنازے کے احکام میں

جس مسجد میں جماعت ہو اس کے اندر مردے کو رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اس کے باہر ہو تو اس میں اختلاف ہے باہر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جنازہ اور کچھ نماز پڑھنے والے خارج از مسجد ہو اور باقی نماز پڑھنے والے مسجد میں ہو تو بالاتفاق مکروہ نہیں (کذا فی البنایہ)

شرح وقایہ صفحہ ۲۸ سطر ۸۔۹ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

عربی عبارت یہ ہے" وکرهت فی مسجد جماعة ان کان المیت فیه وان کان خارجه اختلف المشائخ"

تنویر الابصار

وکرهت تحریما فی مسجد جماعة هی فیه واختلف فی الخارجة والمختار الکراهة۔

Marfat.com

جس مسجد میں باجماعت نماز ہوتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے اور مسجد کے باہر جنازہ ہو اور نمازی مسجد میں، اس میں اختلاف ہے، اور مختار مذہب یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار مطبع نول کشور لکھنؤ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجنازۃ صفحہ ۱۱۶۰ سطر ۲۔۳

وکرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اى الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارج عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا كذافي الخلاصة بناء على ان المسجد انما بنى لمكتوبة و توابعها كنا فلة وذكر وتدريس عالم وهو الموافق لا طلاق حديث ابى داؤ د من صلى على ميت في المسجد فلا صلوة له

ترجمہ ا۔ اور مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے جس مسجد میں نماز باجماعت ادا ہوتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے۔ یعنی جامع مسجد یا محلہ کی مسجد میں کہ مردہ اس کے اندر ہو تنہا یا کل یا بعض نمازیوں کے ساتھ اور اختلاف ہے مسجد سے باہر ہونے کی صورت میں تنہا ہو۔ یا کچھ نمازیوں کے ساتھ باہر ہو اور قول مختار یہ ہے کہ ہر صورت میں مکروہ ہوتا ہے۔ کذافی الخلاصۃ، اس وجہ سے کہ مسجد صرف نماز فرض وقتی اور اس توابع کے لیے بنی ہے، جیسے نفل نماز اور یاد الٰہی اور عالم کا پڑھنا ہے اور یہی قول کراہت کا موافق ہے واسطے اطلاق حدیث ابوداؤد کے جس نے نماز پڑھی مردے پر مسجد کے اندر تو اس کے لیے نماز نہیں۔

فتاوٰی قاضی خان مطبوعہ مطبع عالی لکھنؤ جلد اول صفحہ ۳۱ کتاب الطہارۃ فصل فی المسجد سطر ۴۰

وتكلموا في صلوة الجنا زة في المسجد الذى يقام فيه الجماعة قا ل عامة المشائخ يكره الا من عذر من مطراو نحوه سواء كان الميت والقوم في المسجدا والقوم خارج المسجد او كان الميت خارج المسجد والامام والقوم في المسجد واختلفوا في وجه واحد وهو ما اذا كان الميت والامام وبعض القوم خا رج المسجد وسا ئرالناس في المسجد قال بعض هم لايكره لان سبب الكراهته اد خال الميت في المسجد او اختلا ف المكانين بين الامام وبين الميت وبعض هم كرهوا على كل حال لان عادة السلف جرت لصلوة الجنازة باعداد الواضع عليحدة فلولم يكره ذلك لما اعد لها موضعا عليحدة

ترجمہ ا۔ جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں علماء کے ارشادات ہیں عامۃ المشائخ کے نزدیک (اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہو) نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے مگر کسی عذر کی وجہ سے بارش وغیرہ یا اسی طرح کے عذر سے میت اور قوم مسجد میں ہو یا میت مسجد میں ہو اور قوم مسجد سے باہر ہو اور امام وقوم مسجد میں ہو یہی حکم ہے اور ایک صورت میں اختلاف کیا گیا ہے اور وہ یہ صورت ہے کہ جب میت امام اور کچھ لوگ تو مسجد سے باہر ہوں اور باقی تمام لوگ جو کہ نماز پڑھ رہے ہوں مسجد کے اندر ہوں تو بعض نے کہا ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ کراہت کا سبب تو میت کو مسجد میں داخل کرنے سے ہے، یا امام اور میت کے درمیان دو جگہوں کا

Marfat.com

اختلاف ہے اور بعض نے کہا ہے ہر حالت میں مکروہ ہے، کیونکہ سلف کی یہ عادت مبارکہ رہی ہے کہ نماز جنازہ کے لیے جگہ علیحدہ رکھی ہیں۔

ہدایہ جلد اول مطبوعہ مجتبائی دہلی کتاب الصلوۃ صفحہ ۱۶۱ سطر ۱۰۔۱۱

ولا يصلى على ميت في مسجد جماعة لقول النبي ﷺ من صلى على الجنا زة في المسجد فلا اجرله . ولا نه بنى لاداء المكتوبات ولانه يحتمل تلويث المسجد وفيما اذكان الميت خارج المسجد اختلف المشائخ

ترجمہ !۔ اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہو میت پر نماز نہ پڑھیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مسجد میں جنازہ پر نماز پڑھی اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اس لیے کہ مساجد فرضی پانچ وقتا نمازوں کے لیے بنوائی گئی ہیں اور اس لیے کہ مسجد کی تلویت کا اندیشہ ہے اور جب کہ میت مسجد سے خارج ہو تو مشائخ میں اختلاف ہے۔

صاحب عنایہ حاشیہ پر لکھتے ہیں !۔ ,, **اذا كانت الجنازة في المسجد فالصلوة عليها مكروهة باتفاق اصحابنا**

جب جنازہ مسجد میں ہو پس اس پر نماز مکروہ ہے۔ ہمارے تمام اصحاب کا اس پر اتفاق ہے

کنزالد قائق مطبوعہ پشاور باب الجنائز صفحہ ۱۲۰ سطر ا

,, **ولم يصلوا ركبانا ولا في مسجد** ,, اور نہ پڑھیں نماز سواری پر اور نہ ہی مسجد میں

المستخلص الحقائق شرح کنزالد قائق مطبوعہ نول کشور لکھنؤ صفحہ ۲۳۰ سطر ۴ تا ۷

ولا في مسجد عطف على قوله و لم يصلوا ركبانا اے ان صلوا على جنازة في مسجد جماعة لا يجزهم لقو له عليه السلام من صلى على جنازة في المسجد فلا اجرله ولا نه بنى لا داء المكتوبات فيه ولا نه يحتمل تلويث المسجد وفيما اذاكان الميت خارج المسجد اختلف المشائخ فيه ثم هذا عندنا

ترجمہ !۔ اور نہ ہی مسجد میں (پڑھیں) یہ عطف ہے ولم یصلوا رکبانا (اور نہ پڑھیں سواری پر) یعنی اگر ایسی مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جس میں جماعت ہوتی ہو تو جائز نہیں جب کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مسجد میں جنازہ پر نماز پڑھی تو اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ اس لئے کہ مساجد تو فرضی پانچ وقتہ نمازوں کی ادائگی کیلئے بنوائی گئی ہیں اور اس لیے کہ مسجد کے لتھڑنے کا اندیشہ ہے جب کہ میت مسجد سے خارج ہو تو مشائخ کا اس میں اختلاف ہے۔ یہ ہمارے یعنی احناف کا مسلک ہے۔

مصفی و مسوی شرح موطاء مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی جلد ا سطر ۱۰ از خاتم المجتہدین الامام شاہ ولی اللہ دہلوی

مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر انه قال صلى على عمر بن خطاب في مسجدٌ

عبداللہ بن عمر گفت نماز گزاردہ شد بر عمر بن الخطاب در مسجد۔

Marfat.com

مترجم گوید۔ اختلاف کردند در گزاردن نمازِ جنازہ در مسجد، شافعیہ بجوازِ آن قائل اند

وابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتہ لا یصلی علیھا فی المسجد (مسجد میں اس پر نماز نہ پڑھیں) اور عربی شرح مسوی میں فرماتے ہیں۔

قلت وعلیه الشافعی و قال ابو حنیفه رضی الله عنه لا یصلی علیهافی المسجد

الزجاج المساق مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) جلد اصفحہ ۲۶۲۔ ۲۶۳

از حضرت العلامہ محدث بیر السید عبداللہ بن السید مظفر حسین الحنفی حیدرآبادی،

عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من صلى على جنازة في المسجد فلا شيء له رواه ابو داؤد واحمد والطحاوی وقال فی البنایه وسکت ابو داؤد فهذا دلیل رضاء به وانه صحیح عنده انتهی وحقق ابن قیم فی زادالمعاد وغیره ان سنده حسن محتج به ویوید ه ان النبی ﷺ لم یکن من عادته الصلوة علی الجنازة فی مسجده مع شرفه بل کان یخرج الی المصلی قاله فی عمدة الرعایه وقال محمد فی موطاه لا یصلی علی جنازة فی مسجد وکذلک بلغنا عن ابی هریرة وموضع الجنازة بالمدینة خارج المسجد وهو الموضع الذی کان النبی ﷺ یصلی علی الجنازة فیه انه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی جنازة فی المسجد فلیس له شیء راوه ابن ماجه واسناده حسن وفی روایه الطیالسی وابن ابی شیبه فلا صلوة له۔

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ سرورِ عالم و عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی پس اس کو ثواب نہیں۔ اس کو ابوداؤد، احمد اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔ البنایہ میں ہے ابوداؤد نے سکوت کیا ہذا ان کا سکوت ان کی رضامندی کی دلیل ہے اور یہ کہ ان کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ انتہی اور ابن قیم نے زادالمعاد وغیرہ ثابت کیا ہے۔ کہ اس کی سند حسن ہے صحیح ہے اس بات سے مزید تائید ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ نہیں تھی کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے باوجود اس کے کہ جو شرف اس کو حاصل تھا۔ بلکہ جنازہ کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ قالہ عمدة الرعایہ اور امام محمد اپنی موطا میں فرماتے ہیں۔ کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھیں اور ابی ہریرہ کی اس قسم کی حدیث بھی ہمیں پہنچی ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کی اصل جگہ مدینہ منورہ میں مسجد سے باہر تھی۔ اور وہ جگہ تھی جہاں حضور پاک ﷺ جنازہ پر نماز پڑھتے تھے اور اس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اس کے لئے کوئی ثواب نہیں اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہیں۔ اور طیالسی و ابن شیبہ کی روایت میں کہ اس کے لئے کوئی نماز کا ثواب نہیں۔۔

الزجاج المساق مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) جلد اصفحہ ۱۵۹ از حضرت العلامہ المحدث الکبیر السید عبداللہ بن السید مظفر حسین حنفی حیدرآبادی وخرج بہم الی المصلی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

وفیه حجة الحنفیه والمالکیة فی منع الصلوة علی المیت فی المسجد لا نه ﷺ خرج بهم الی المصلی فصف بهم

Marfat.com

وصلی علیه ولو صاع ان یصلی علیه فی المسجد لما خرج بهم الی المصلی قاله فی عمدة الرعایه .

نجاشی کی موت والی حدیث نے خرج بهم الی المصلی کی تشریح فرماتے ہیں۔

اس حدیث سے حنفیوں اور مالکیوں نے یہ حجت قائم کی ہے کہ میت پر مسجد میں نماز منع ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ باہر جنازہ گاہ پر تشریف لے گئے۔ صفیں بنوائیں اور نماز جنازہ پڑھیائی اگر مسجد میں اس پر نماز پڑھنی جائز ہوتی تو حضور شفیع المذنبین ﷺ جنازہ گاہ کی طرف کیوں تشریف لے جاتے۔

شرح معانی الاثار المعروف بالطحاوی مطبوعہ المطبع الاسلامیہ لاہور۔ جلد اباب الصلوة علی الجنازة هل ینبغی ان تکون فی المساجد اول صفحہ ۲۸۷ تا ۳۰۷ از الامام ابو جعفر الطحاوی الحنفی رحمتہ اللہ علیہ

حدثنا احمد بن داؤد حدثنا یعقوب قال محمد بن اسماعیل عن الضحاك بن عثمان عن ابی النصر مولی عمر بن عبید الله عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان عائشة حین توفی سعد بن ابی وقاص قالت اد خلوا به المسجد حتی اصلی علیه فانکر الناس ذلك علیها فقالت لقد صلی رسول الله ﷺ علی سهیل ابن البیضاء فی المسجد حدثنا ابن مرذوق قال ثنا القعبنی قال ثنا مالك عن ابی النصر عن رسول الله ﷺ بذلك ،،

جب سعد بن وقاص نے وفات پائی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں لے آؤ تاکہ میں بھی اس کی نماز جنازہ پڑھوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بات پر آپ سے انکار کر دیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سہیل بن بیضائی نماز جنازہ حضور پاک ﷺ نے مسجد میں پڑھی تھی۔ ابی النصر رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آں حضور ﷺ نے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ،،

حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا ابن ابی عمر قال ثنا عبد العزیز بن محمد عن عبدالواحد بن حمزة عن عباد بن عبد الله بن الزبیر ان عائشة امرت بسعد بن وقاص ان یمربه فی المسجد ثم ذکرمثل حدیثه عن یعقوب ،،

عباد بن عبداللہ بن الزبیر روایت کرتا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امر کیا کہ سعد بن وقاص کیا جنازہ مسجد میں رکھا جائے ۔ پھر مثل حدیث یعقوب کے ذکر ،،

قال ابو جعفر فذهب قوم الی هذالحدیث فقالوا لا باس بالصلوة علی الجنازة فی المسجد ،،

یعنی امام جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ ایک گروہ اس حدیث کی طرف گیا اور کہا ہے کہ مساجد میں جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ،،

" واحتجوا فی ذلك ایضا بما حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا احمد بن ابی عمر قال حدثنا عبالعزیز بن محمد عن مالك بن انس عن نافع عن ابن عمر ان عمر صلی علیه فی المسجد ،،

اور احتجاج اس حدیث سے کیا ہے ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی ،،

Marfat.com

وخالفهم في ذلك آخرون فكر هوا الصلوة على الجنازه في المساجد ،،

..اورباقی اہل علم نے اس سے اختلاف کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے ،،

واحتجوا في ذلك بما حدثنا سليمن بن شعيب قال ثنا اسد قال ثنا ابن ابی ذئب عن صالح مولى التومة حدثنا ابی صالح عن ابی هريره عن النبی ﷺ اله وسلم قال من صلى على جنازة في مسجد فلا شئ له ،،

انھوں نے احتجاج اس حدیث سے کیا ہے ،،ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور پاک ﷺ نے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ،،

فلما احتلف الروايات عن رسول الله ﷺ في هذالباب فكان فيما روينا في الفصل الاول اباحة الصلوة على الجنازة في المسجد فيما روينا في الفصل الثاني كراهة ذلك احتجنا الى كشف ذالك لتعلم المتاخر منه فنجعله ناسخا

پس اس باب میں رسول مقبول ﷺ سے روایتیں مختلف واقع ہوئی ہیں کیونکہ پہلی فصل کی حدیثوں میں اباحت مذکور ہے اور دوسری فصل کی حدیثوں میں کراہت تو ہم نے چاہا کہ معلوم کریں کہ کون سی حدیث متقدم ہے اور کون سی متناخر تاکہ متقدم کو منسوخ اور متناخر کو ناسخ سمجھیں۔

ترجمہ ۔ پس چونکہ حدیث عائشہ صدیقہ میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ لوگوں نے مسجد میں نماز جنازہ ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ عام لوگوں کو اس سے ذھول ہو گیا تھا کہ پہلے کس مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی تھی یا نہیں ؟ پس حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک ترک کراہت کی دلیل نہ تھی۔ بلکہ وہ سمجھتی تھیں کہ جس طرح مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے۔اسی طرح اور جگہ بھی۔ اس لیے آپ نے سعد بن وقاص کے جنازہ میں فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں رکھ دو۔ تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھوں مگر اصحاب رسول ﷺ نے انکار کیا۔ اور ابی ہریرہ تو جانتے ہی تھے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے۔ اسی حدیث سے جو انھوں نے رسول مقبول ﷺ سے سنی تھی۔ پس حدیث ابی ہریرہ سے معلوم ہوا کہ یہ ترک ترک نسخ تھا۔ لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی نسبت حدیث ابی ہریرہ پر عمل کرنا اولی ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث میں اس امر کی خبر ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مسجد میں سہیل کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ پس یہ اس وقت کا حکم ہے جب مسجد میں نماز جنازہ مباح تھی اور حدیث ابی ہریرہ اس امر کی خبر ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا۔ لہذا حدیث ابی ہریرہ، حدیث حضرت عائشہ صدیقہ کی ناسخ ہوئی۔ اور اصحاب رسول ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انکار کرنا دلالت رکھتا ہے۔ کہ وہ بر خلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے ورنہ ہرگز انکار نہ کرتے پس یہ جو ہم نے بیان کیا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا قول ہے۔،،

Marfat.com

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۲ تا ۸۴ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ نئی دار اشاعت مبارک پور ضلع اعظم گڑھ۔ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت العلامہ مولانا بالفضل اولینا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمت اللہ علیہ نے مسئلہ مذکورہ کو نہایت ہی واضح اور احسن طریقہ سے فرمایا ہے چنانچہ یہ مسئلہ الفتاویٰ الرضویہ جلد چہارم میں پانچ ،چھ مقامات پر موجود ہے۔اس فقیر نے ان صفحات کا حوالہ دے دیے ہیں۔جو شخص چاہے وہاں ملاحظہ کر کے تسلی کر سکتا ہے۔یہاں آپ رحمت اللہ علیہ کے ایک فتاوی کی نقل کر رہا ہوں۔ صفحہ ۷۵ بعنوان مسئلہ نمبر ۴۴ اس مسئلہ کے ضمن میں چار سوال کیے گئے ہیں،چونکہ دو سوالوں کا تعلق اسی موضوع سے اس لئے وہی پیش خدمت ہے

سوال نمبر ۱ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسائل کے بارے میں ؟

رمضان مبارک کے الوداعی جمعہ کو جامع مسجد میں مسلمانوں کا جنازہ آیا نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت تھی نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جاوے گی تو نہ صفیں سیدھی ہوگیں۔ بسبب قبروں اور درختوں کے اور نہ نمازی آسکیں بسبب زیادی کے اور دھوپ تکلیف دہ تھی۔ روزہ داروں کو اس صورت مذکورہ عذرات کو مد نظر رکھتے ہوئے نماز جنازہ فرش مسجد پر پڑھائی جاوے یا نہیں ؟اور ثواب ہوگا کہ نہیں۔

جواب :۔ جنازہ مسجد میں رکھ کر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے تنویر الابصار میں ہے کہ کرہت **تحریما فی مسجد جماعة ھی فیه و اختلف فی الخارجة والمختار الکراھة** نماز جنازہ بہت ہلکی اور جلد ہونے والی چیز ہے۔اتنی دیر دھوپ کی تکلیف ایسی نہیں کہ اس کیلئے مکروہ تحریمی کو گوارا کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں رہی نماز وہ ادا ہو جائے گی۔ فرض اوتر ہو جائے گا اور مخالفت حکم کا گناہ اور نفس نماز کا ثواب اللہ عزوجل کے ہاتھ کوئی مغصوب زمین پر نماز پنجگانہ پڑھے۔

سوال نمبر ۲ :۔اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے عذرات مذکورہ بالا صحیح ہیں اور اندرون مسجد نماز جنازہ آگیا ہے اور نماز جمعہ بھی ہو چکی ہے مگر وہ جنازہ کو مسجد سے باہر کرتا اور باہر کر کے نماز جنازہ پڑھاتا ہے اور جگہ کی تنگی اور صفوں کی شکستگی اور روزہ داروں کی دھوپ میں کھڑے ہونے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نمازیوں کی خواہش شرکت نماز جنازہ کو فوت کرے کیا حکم ہے ؟

جواب :۔اس نے مذہب پر عمل کیا۔جوبات مذہب میں منع تھی اس سے روکا، نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔جو مسلمان تنگی جگہ کے سبب نہ مل سکے اور ملنے کو خواہش رکھتے تھے انہیں انشاء اللہ العزیز ملنے ہی کا ثواب ہے۔حدیث میں جو جماعت کی نیت سے مسجد کو چلا۔ نماز ہو چکی اس کے لئے ثواب لکھا گیا۔

قال اللہ تعالی فقد وقع اجرہ علی اللہ وقال ﷺ انما لکل امرء مانوی. واللہ اعلم

ایک اور اعتراض اور جواب

اعتراض کیا گیا کہ ,,اس وقت حرم شریف اور مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے۔لہذا یہاں مساجد میں کیوں نہ پڑھا جائے ؟ حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی مسوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مساجد میں نماز جنازہ پر شافعیہ کا عمل ہے۔چونکہ اس وقت

Marfat.com

حرمین الشریفین پر حنفیہ کا اقتدار نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کا اقتدار اور تسلط ہے جو حنفی نہیں ہیں۔ تو وہ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کا عمل ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ ان کی نماز حنفیوں کی نماز نہیں ان کی تکبیر بھی حنفیوں کی تکبیر کی طرح نہیں۔ ان کی تراویح بھی حنفیوں کی طرح نہیں اور وہ یہ سب حرمین الشریفین کے اندر کرتے ہیں۔ لہذا وہ حضرات جنھوں نے یہ اعتراض کیا ہے۔ وہ اپنی مساجد میں رفع الیدین، آمین بالجہر، تکبیر کے الفاظ میں کمی، تراویح آٹھ رکعت، وتر ایک رکعت ادا کریں۔ کیونکہ حرمین الشریفین میں ایسا ہوتا ہے۔ تو فوراً تمام لوگ انہیں کہدیں گے کہ حضرت یہ تو وہابی غیر مقلد کرتے ہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بھی اسی گروہ کے عقائد قبول کر کے ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت علامہ مولانا بالفضل اولنا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمت اللہ علیہ سے بھی یہی سوال پوچھا گیا۔

الفتاوی الرضویہ جلد ۲ صفحہ ۸۴ مسئلہ ۷۵ مطبوعہ نامی پریس لکھنوٴ

سوال :۔ خانہ کعبہ اور مسجد اقدس نبوی میں نماز جنازہ کیوں ہوتی ہے اور جب کعبہ شریف میں نماز پڑھتے ہیں تو مسجد میں کیا حرج ہے ؟

جواب :۔ ہاں شافعیہ کے طور پر ہوتی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

تمت بالخیر

از (فقیر) محمد امیر شاہ قادری الگیلانی مدظلہ العالی

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام محلّہ قاضی خیلاں بازار کلاں پشاور اشاعت بار دوئم ۱۹۹۲ء

طالب دعا :۔ کمپوزر باسط حسین قادری

Marfat.com

وَيَمْشُوْنَ بِهٖ مُسْرِعِيْنَ دُوْنَ الْخَبَبِ فَاِذَا بَلَغُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ كُرِهَ لِلنَّاسِ اَنْ يَّجْلِسُوْا قَبْلَ اَنْ يُّوْضَعَ مِنْ اَعْنَاقِ الرِّجَالِ وَ يُحْفَرُ الْقَبْرُ وَيُلَحَّدُ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ فِيْهِ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ فَاِذَا وُضِعَ فِى اللَّحَدِ قَالَ الَّذِىْ يَضَعُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور دوڑے بغیر اس کے ساتھ جلدی جلدی چلو۔ پس جب اس کی قبر پر پہنچ جائیں تو لوگوں کا بیٹھ جانا مکروہ ہے اس سے پہلے کہ لوگ اس کو اپنے کندھوں سے نیچے رکھیں۔ پھر قبر کھود کر لحد بنائی جائے اور میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں داخل کیا جائے۔ پس جب لحد میں رکھ دیا جائے تو وہ شخص کہ جس نے اسے رکھا بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ پڑھے۔

﴿یمشون به﴾ جنازہ کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث مبارکہ۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم بریاض الجنته فارتعوا قالوا و ما ریاض الجنته قال حلق الذکر۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم جس وقت جنت کے باغوں سے گزرو تو میوہ خوری کرو۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا کہ بہشت کے کون سے باغ ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر الٰہی کے حلقے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت **مولانا احمد رضا خان** صاحب فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ **کی وصیت**

جنازہ میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ ہو، جنازہ کے آگے پڑھیں تو تم پہ کروڑوں درود اور ذریعہ قادریہ،، (وصیت نمبر ۵)

یہ وصیت انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور نے زیر نگرانی حضرت صدر العلماء علامہ عصر ابوالبرکات سید احمد صاحب صدر انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور طبع کی ہے۔ اور پھر اس وصیت پر باقاعدہ عمل کیا گیا یعنی اعلیٰ حضرت مرحوم و مغفور کے جنازے کے آگے یہ نظمیں پڑھی گئیں۔ چنانچہ اسی وصایا شریف کے صفحہ ۷ سطر ۸ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ حسب وصیت کروڑوں درود والی نظم نعت

Marfat.com

خوان پڑھ رہے تھے۔

حاجی الحرمین الشریفین حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ کے جنازہ کے ساتھ ذکر الٰہی

ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ نے انتقال کے وقت مولوی اسماعیل صاحب سے فرمایا تھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کیا جائے انہوں نے کہا حضرت یہ تو نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک نئی بات ہے جس کو فقہا نے اس خیال سے کہ عوام سنت نہ سمجھ لیں۔ پسند نہیں کیا۔ فرمایا بہت اچھا جو مرضی ہو۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی۔ اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ کیونکہ خلوت میں گفتگو ہوئی تھی۔ مگر جب جنازہ اٹھا تو ایک عرب کی زبان سے نکلا اذکروا اللہ۔ بس پھر کیا تھا بے ساختہ سب لوگ ذکر کرنے لگے۔ اور لا الہ الا اللہ کی صدائیں برابر قبرستان تک بلند ہوتی رہیں۔ بعد میں مولوی اسماعیل صاحب اس گفتگو کو نقل کر کے کہتے تھے کی ہم نے حضرت کو منوا دیا مگر اللہ تعالیٰ کو کیونکہ منوائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی تمنا پوری کر دی سچ ہے۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقین

اللہ تعالیٰ متقین کی مراد پوری کرتا ہے۔ انہیں اللہ کا نام سننے سے زندگی میں بھی لذت آتی ہے اور مرنے کے بعد بھی، اور موت کے بعد غفلت کا کوئی سبب نہیں تو پھر غافل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ فضائل صبر و شکر صہ ۴۲۳

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب۔ تھانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی الہ واصحابہ اجمعین لاسیما علی سیدنا الشیخ القطب الربانی والغوث الصمدانی السید ابو محمد عبدالقادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہ المکین الامین اما بعد

کثرت سے ذکر الٰہی کرو۔

ذکر الٰہی ہر وقت۔ ہر طریقہ پر، ہر حال میں کوئی منع نہیں ہے۔ ناجائز نہیں ہے، ناروا نہیں ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ ہر آن اور لمحہ یاد الٰہی سے غافل اور بے پرواہ ہرگز نہ رہے۔ اور کثرت سے ذکر الٰہی کرے رب تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اے ایمان والو! اللہ جلالہ، کو بہت ہی زیادہ یاد کرو (پ ۲۲ الاحزاب آیت ۴۱)

اسم اللہ کے ذکر کرنے کا حکم۔

پارہ ۲۹ سورہ المزمل آیت ۸ میں امر وجوبی کے ساتھ ارشاد خداوندی ہے۔

واذکر اسم ربک اور اپنے رب تعالیٰ کے نام کا ذکر کر۔

Marfat.com

نماز کے ساتھ ذکر الٰہی کا حکم

دین اسلام کے بنیادی ارکان کی ادائیگی کے ساتھ ذکر الٰہی کا حکم الٰہی موجود ہے۔ پ ۲۸ آیت ۱۰ سورۃ جمعہ میں ارشاد ہے

" فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون ط فاذا قضیتم الصلوة فاذکروا الله قیاما وقعودا و علی جنوبکم"

ترجمہ :۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ اس امید پر کہ فلاح پاؤ پھر جب تم نماز پڑھ چکو۔ تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (پ ۵ انسا ۱۰۲)

حج کی ادائیگی کے بعد ذکر الٰہی کا حکم

پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت ۲۰۰ میں ارشاد خداوندی ہے کہ جب مناسک حج پورے کر چکو تو بکثرت یاد الٰہی کرو۔

" فاذا قضیتم مناسکم فاذکروا الله کذکرکم اٰبآءکم او اشد ذکرا (الآیہ)

ترجمہ :۔ پھر جب حج کے کام پورے کر چکو۔ تو اللہ کا ذکر کرو۔ جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔ بلکہ اس سے زیادہ ۔

جہاد میں ذکر الٰہی کا حکم

جب جہاد ہو رہا ہو، معرکہ کارزار گرم ہو، موت سامنے دکھائی دے رہی ہو تو اس وقت بھی ارشاد خداوند قدوس ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا و اذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون ہ

ترجمہ :۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو۔ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو (انفال۔ ۴۵)

ذکر الٰہی سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو اپنے ان بندوں کو ذکر ہی ان مبارک الفاظ کے ساتھ کیا ہے جو کہ اس ذات اقدس کی طرف کلی طور پر رجوع کرتے ہیں۔ اور اس کے فضل و کرم سے یاد الٰہی کر کے دولت ایمان اور عمل صالح کی نعمت لازوال ان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کی بدولت اللہ جل شانہ کے انعامات کثیرہ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

نیز دنیا اور آخرت میں کامیاب و سرخ رو ہو جاتے ہیں۔ (پ ۱۳ رعد آیت ۲۸۔ ۲۹)

" الذین امنوا و تطمئن قلوبھم بذکر الله ط الا بذکر الله تطمئن القلوب ہ الذین امنوا و عملوا الصلحت طوبی لھم و حسن مآب ہ." ترجمہ :۔ وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں۔ سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔۔

ذکر الٰہی کرنے والے ہی صاحبان عقل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو صاحبان عقل کی تعریف ہی یہی فرمائی ہے کہ وہ تمام احوال میں یاد الٰہی کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

"الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم (الآیہ)

ترجمہ :۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر (پ ۴ آل عمران آیت ۱۹۱)

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی معافی ذکر الٰہی پر موقوف ہے۔

جب کسی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے۔ تو اس کی بخشش اور معافی بھی ذکر الٰہی پر موقوف رکھی (آل عمران میں ارشاد ہے)

"والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفر والذنو بھم ." (الآیہ)

ترجمہ :۔ اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی اور اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔

مومنوں کے دل یاد الٰہی سے ڈرتے ہیں،

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں مومنین کی تعریف میں یہ فرمایا کہ جب ان پر قرآن مجید کی تلاوت ہو تو ان کا ایمان ترقی پاتا ہے۔ اور ان کا بھروسہ اپنے رب و تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ وہ نماز کو قائم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ ہماری عطا کی ہوئی دولت سے خرچ کرتے والے ہوتے ہیں۔ وہاں پر ان ایمان داروں کی پہلی صفت ہی یہ بیان فرمائی کہ جب اللہ کی یاد کی جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ (انفال آیت ۲۔ ۳)

"انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلو بھم واذا تلیت علیھتم ایتہ زاد تھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون و الذین یقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون ہ"

ترجمہ :۔ ایمان والے وہی کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔

بے ایمان اللہ وحدہ لاشریک کی یاد سے کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں

جن لوگوں کا آخرت پر یقین نہیں ہے وہی تو یاد الٰہی کے وقت کبیدہ خاطر اور متنفر نظر آتے ہیں انہی کے چہروں سے ناگواری کے اثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ (پ ۲۴ الزمر آیت ۴۵)

"واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یو منو ن بالاخرۃ" (الآیہ)

ترجمہ :۔ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل سخت کبیدہ اور متنفر ہو جاتے ہیں۔

منافق کی شناخت :۔

منافق کی علامات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی علامت بیان فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہی نہیں اور کرے تو بہت کم۔

"ان المنا فقین یخد عون اللہ وھو خاد عھم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یرآون النا س ولا یذکرون اللہ الا قلیلا"

ترجمہ :۔ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ انکو اس دھوکہ کی سزا دینے والا ہے۔ اور یہ منافق جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو محض لوگوں کے دکھلانے کو بڑی کاہلی اور بددلی سے کھڑے ہوتے ہیں اور خدا کا ذکر بھی

Marfat.com

نہیں کرتے مگر بہت کم۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے یادالٰہی کرنے والوں کو راستوں میں تلاش کرتے ہیں۔

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطریق یلتمسون اہل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم قال فیحفونہم باجنحتہم الی السماء الدنیا" (مشکوۃ ج ا ۔ ۱۹۷)

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایابلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے، راہوں میں پھر کر ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی جماعت کو پالیتے ہیں۔ توآپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مطلب کی طرف آؤ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر فرشتے ان کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔

بہترین۔ بلند اخلاق اعلیٰ کردار کا مالک وہ ہے جس کی زبان پر مرتے دم تک ذکر الٰہی جاری ہو۔

"عن عبد اللہ بن بسر قال جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال ای الناس خیر قال طوبی لمن طال عمرہ و حسن عملہ قال یا رسول اللہ ﷺ ای الاعمال افضل قال ان تفارق الدنیا و لسانک رطب من ذکر اللہ رواہ احمد والترمذی (مشکوۃ المصابیح صہ ۱۹۸)."

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آیا پھر عرض کیا کہ کونسا عمل بہتر ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا خوشحالی اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے رسول اللہ نے فرمایا یہ کہ تو دنیا سے رخصت ہو اور تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

ارشاد سید الکائنات ﷺ۔ ذکر الٰہی کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔

"وعن انس قال قال رسول اللہ ﷺ اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وماریاض الجنۃ قال حلق الذکر (رواہ الترمذی)."

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم جس وقت بہشت کے باغوں سے گزرو تو میوہ خوری کرو۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا کہ جنت کے کونسے باغ ہیں۔ (رسول اکرم ﷺ نے) فرمایا ذکر کے حلقے ہیں۔

جو مجلس ذکر الٰہی کے بغیر ہی ختم ہو جائے۔ اس پر افسوس اور حسرت ہے۔

"عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ الا قاموا عن مثل جیفۃ حمار و کان علیہم حسرۃ رواہ احمد ابو داؤد (مشکوۃ المصابیح صہ ۱۹۸)"

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کھڑی ہوئی قوم کسی مجلس سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو مگر کھڑے ہوئے مردار گدھے کی طرح اور ان پر حسرت وافسوس ہے۔

Marfat.com

ذکر الٰہی ہی ایک ایسا پاکیزہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

" عن معاذ بن جبل قال ما عمل العبد عملا انجی له من عذاب الله من ذکر الله رواه مالك والترمذی و ابن ماجة "

ترجمہ ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندے کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے عذاب الٰہی سے بہت زیادہ نجات دے بغیر ذکر اللہ تعالیٰ کے روایت کیا اسکو امام مالک و ترمذی اور ابن ماجہ نے بوقت ذکر ذاکر کو قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔

"عن ابی هريرة قا ل قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان الله يقول انا مع عبدی اذ ا ذکر نی و تحرکت بی شفتاه رواه البخا ری " (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ ۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کیساتھ ہوں جس وقت وہ مجھے یاد کرتا۔

اور میرے ذکر کے ساتھ اپنے دونوں ہونٹ ہلاتا ہے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ ذکر الٰہی سے قلب کے زنگ اتر جاتے ہیں

"عن عبد الله بن عمر عن النبی ﷺ انه کا ن يقول لکل شی صقا لة و صقالة القلوب ذکر الله وما من شی انجی من عذاب الله من ذکر الله قالو ا ولا الجهاد فی سبيل الله قال ولا ان يضرب بسيفه حتی ينقطع رواه البيهقی فی الدعوات الکبير (مشکوة المصابيح) ."

ترجمہ ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ۔ ہر چیز کے لئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر بندے کو کوئی شے زیادہ نجات دینے والی نہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے) عرض کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں (آنحضور ﷺ نے) فرمایا یہاں تک تلوار چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے تو بھی نہیں اس حدیث کو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

قرآن مجید اور احادیث مبارک سے واضح ہو گیا کہ ذکر الٰہی کرنے کا حکم ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہر آن اور ہر لحہ امر وجوبی ہے۔ اسی لئے حضرات فقرئ اسلام وصوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ ,, یک دم غافل سودم کافر ،، اب رہا جنازہ کے آگے ذکر الٰہی کرنا، تو جنازہ کے آگے ذکر الٰہی کرنا نہ فرض ہے نہ واجب ، بلکہ علماء اہل سنت وجماعت فقرئ اسلام اور صوفیاء کرام نے اس کو مستحن لکھا ہے اور تقریباً چھ سو برس سے حضرات علماء کرام اس کے مستحن ہونے پر فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ اسی وجہ سے مدت مدید اور زمانہ قدیم سے پشاور شہر میں حضرات سادات کرام کے جنازوں کے آگے ذکر الٰہی کے حلقے ہوتے ہیں۔ اور صلوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے ، کبھی بھی اور کسی وقت بھی علمائے اہل سنت وجماعت نے سادات کرام کے حلقہ ہائے ذکر الٰہی کرنے یا صلواۃ سلام کہنے پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ خود بنفس ان حلقہ ہائے ذکر میں شامل ہوئے۔ یہاں تک کہ جس وقت علمائے اہل سنت وجماعت سے کوئی عالم فوت ہوا۔ تو اس کے جنازہ کے آگے بھی ذکر الٰہی کیا گیا۔ حضرت استاذ گرامی شیخ التفسیر والحدیث ، عالم علوم ظاہری وباطنی ، علامہ وقت مولینا باالفضل اولینا حافظ گل فقیر احمد

Marfat.com

صاحب گولڑوی خطیب جامع مسجد میاں صاحب قصہ خوانی رحمت اللہ علیہ نے اس فقیر کو احباب کی موجودگی میں فرمایا کہ میرے جنازے کے آگے بہت زیادہ ذکر کرنا۔ الحمد اللہ کہ آپ کا ارشاد پورا ہوا۔ آپ کے جنازے میں سینکڑوں علماء فضلاء اور مشائخ کرام موجود تھے، حلقہ ہائے ذکر الٰہی میں شامل ہوئے اور آپ کے جنازے پر ہر مکتبہ فکر کے علماء تشریف لائے ہوئے تھے۔ کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح مفتی سرحد استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب پوپلزئی مرحوم ومغفور کے جنازے کے آگے ذکر الٰہی ہوتا رہا نہ تو کسی نے اعتراض کیا۔ اور نہ ہی منع کیا۔

گذشتہ دنوں یہ فقیر بیمار تھا کہ استاذ گرامی منزلت محدث جلیل حضرت علامہ مولینا مولوی عبدالمنان صاحب رحمت اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ چنانچہ حسب معمول ایک عالم اجل کے جنازے کے آگے ذکر الٰہی ہوا۔ بعض بزعم خویش ,,علامہ،، قسم کے مولویوں نے منع کیا اور قلت عرفان اور کمی علم کی بناء پر شدت اختیار کرتے ہوئے اس ذکر کو حرام تک کہدیا۔ نعوذ باللہ من ذالک اور جب ذاکر حضرات اور عوام مصر ہو گئے۔ تو پھر کہا کہ جنازہ کے آگے ذکر نہ کرو پیچھے کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ سادات کرام کا زمانہ قدیم سے یہ معمول ہے کہ وہ جنازہ کیساتھ ذکر الٰہی کرتے ہیں لہذا جو سید صاحب اس فقیر کی عیادت کو تشریف لائے۔ انہوں نے اس جھگڑے کا تذکرہ کیا۔ اور اس قسم کا مطالبہ کیا کہ اس مسئلہ پر واضح طور پر روشنی ڈالی جائے تاکہ یہ سستی شہرت حاصل کرنے والے برائے نام ,,علامہ،، عوام میں بے اتفاقی، جھگڑا اور فساد کی ایک نئی بنیاد نہ کھڑی کریں۔

نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ مستحبات اور امور مستحسنہ پر حضور شفیع المذنبین رحمت اللعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے اور ان کے اندر افتراق وتشتت کا بیج بویا جاتا ہے۔ اس وقت تو سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات مبارکہ پر آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر اور حضور پر نور ﷺ کے عزت وناموس پر امت مرحومہ کو جمع کیا جائے۔ متحد کیا جائے۔ متفق کیا جائے۔ تاکہ یہ بگڑی ہوئی حالت درست ہو نہ کہ ان میں بے اتفاقی پیدا کی جائے، جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رؤف ورحیم نبی کریم ﷺ نے ہر ممکن طریقہ سے منع فرمایا ہے۔ از (فقیر) محمد امیر قادری یکہ توت پشاور

﴿القبر﴾ قبر دو قسم پر ہے، ایک لحد اور دوسری شق (چیر دیں) دونوں سنت ہیں۔ حضور ﷺ کی اپنی قبر مبارک لحد ہے، حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ مسئلہ ہوا کہ قبر مبارک کیسی بنائے جائے اس وقت حضرت طلحہ لحد کھودنے میں اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح شق (چیر دیں) کھودنے میں ماہر تھے۔ فیصلہ یہ ہوا جو پہلے آئے گا وہی قبر بنائیگا۔ حضرت طلحہ پہلے آئے اس لیے آپ کی قبر مبارک لحد بنائی گی

﴿ملت﴾ ملت کے معنی طریقہ دین اور مذہب کے ہیں۔ یعنی ہم نے تم کو حضور کے دین پر سپرد کیا

Marfat.com

وَ يُوَجَّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَيُحَلُّ الْعُقْدَةُ عَنْهُ وَيُسَوَّى اللَّبِنُ عَلَى اللَّحْدِ وَيُكْرَهُ الْاٰجُرُّ وَ الْخَشَبُ وَلَا بَأْسَ بِالْقَصَبِ ثُمَّ يُهَالُ التُّرَابُ عَلَيْهِ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُسَطَّحُ وَمَنِ اسْتَهَلَّ بَعْدَ الْوِلَادَةِ سُمِّيَ وَغُسِلَ وَ كُفِنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ ثُمَّ دُفِنَ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَهِلَّ اُدْرِجَ فِيْ خِرْقَةٍ وَلَمْ يُغَسَّلْ وَدُفِنَ وَ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ

اور دائیں پہلو پر اس کو قبلہ رخ کیا جائے اور کفن کی گرہیں کھول دی جائیں۔ اور کچی اینٹیں اس پر برابر رکھ دی جائیں۔ اور پکی اینٹیں اور لکڑیاں مکروہ ہیں۔ مگر بانس وغیرہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر اس پر مٹی ڈال کر کوہان والی قبر بنائی جائے اور ہموار نہ کی جائے اور جس نے پیدا ہونے کے بعد آواز نکالی تو اس کا نام رکھا جائے اسے غسل اور کفن دیا جائے اور اس پر نماز پڑھ کر اسے دفن کیا جائے اور اگر آواز نہیں نکالی تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اور اسے غسل نہ دیا جائے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے۔

﴿یوجه الی القبلة﴾ ہمارے یہاں ہر کوئی اپنی ڈالتا ہے جبکہ حکم یہ ہے کہ قبلہ رخ کر دیا جائے

﴿الخشت﴾ اگر زمین کمزور ہے یا نہرے وغیرہ ہیں تو فقہاء نے اجازت دی ہے کہ پکی اینٹیں اور کانٹے دار گھاس لگا سکتے ہیں ہمارے یہاں کائی ہوتی ہے اور پھوڑی بھی ڈالی جاتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں

﴿یسنم القبر﴾ عیسائی اور یہودیوں کی قبریں ہموار ہوتی ہیں اس لیے مشابہت سے بچنے کے لیے یہ حکم ہے تاکہ مسلمان کی قبر کا پتہ چل سکے۔

Marfat.com

بَابُ الشَّهِيْدِ

اَلشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهُ الْمُشْرِكُوْنَ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ قَتِيْلًا وَّبِهٖ اَثَرُ الْجِرَاحَةِ اَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ ظُلْمًا وَّلَمْ يَجِبْ بِقَتْلِهٖ دِيَةٌ فَاِنَّهٗ يُكَفَّنُ مَعَ ثِيَابِهِ الَّذِىْ هُوَ فِيْهِ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُغَسَّلُ وَاِذَا اسْتُشْهِدَ الْجُنُبُ غُسِّلَ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ

شہید کے بیان میں

شہید وہ ہے کہ جسے مشرکین قتل کریں یا میدان جنگ میں قتل کیا ہوا پایا جائے اور اس پر زخم کا نشان ہو یا مسلمانوں نے ناجائز طور پر اسے قتل کیا ہو۔ اور اس کے قتل سے دیت واجب نہیں ہوتی۔ پس تحقیق اسے انہی کپڑوں میں کفن دیا جائے کہ جن میں وہ تھا اور اس پر نماز پڑھی جائے اور غسل نہ دیا جائے۔ اور جب شہید جنب کی حالت میں ہو تو امام ابو حنیفہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس سے غسل دیا جائے۔

﴿شہید﴾ شہید کے لغوی معنی ہیں گواہ، موجود۔ شاہد اسی سے نکلا ہے جیسے "بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے" اصطلاح شریعت میں شہید کے دو قسمیں ہیں

(۱) شہید حقیقی۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جہاد میں کافروں سے لڑتے ہوئے جان دے دے۔ اس کو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ کفن۔ انہی کپڑوں میں دفن کر دیا جائے گا۔ ہمارے یہاں ایسے شہید کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے جبکہ بعضوں کے نزدیک اس کی نماز جنازہ بھی نہیں۔

(۲) شہید حکمی۔ جیسے عورت بچہ جنتے ہوئے مر جائے، طاعون میں، پیٹ کی بیماری سے، دیوار کے گرنے سے یا پانی میں ڈوب کے مر جائے۔ ان لوگوں کو غسل اور کفن دیا جائیگا۔ نماز پڑھی جائے گی۔ اور شریعت کے مطابق دفن کیا جائے گا۔

Marfat.com

وَكَذٰلِكَ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْحَآئِضُ وَالنَّفَسَآءُ وَقَالَا لَا يُغَسَّلُ وَلَا يُغْسَلُ عَنِ الشَّهِيْدِ دَمُهٗ وَلَا يُنْزَعُ عَنْهُ ثِيَابُهٗ وَيُنْزَعُ عَنْهُ الْفَرْوُ وَالْخُفُّ وَالْحَشْوُ وَالسِّلَاحُ وَالْقَلَنْسُوَةُ وَمَنِ ارْتُثَّ غُسِّلَ وَالْاِرْتِثَاثُ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْيَشْرِبَ اَوْ يُدَاوِيَ اَوْ يَبْقٰى حَيًّا حَتّٰى يَمْضِيَ عَلَيْهِ وَقْتُ صَلٰوةٍ كَامِلَةٍ

اور اسی طرح بچہ کو اور مجنون کو اور حیض والی کو اور نفاس والی کو بھی غسل دیا جائے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ غسل نہیں دیئے جائیں گے۔ اور شہید کا نہ خون دھویا جائے اور نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں لیکن پوستین، موزے، روئی دار کپڑے، ہتھیار اور ٹوپی اتاری جائے۔ اور جس شخص نے نفع حاصل کیا ہو تو اسے غسل دیا جائے اور نفع حاصل کرنا یہ ہے کہ کھائے یا پیئے یا علاج کروائے یا اتنی دیر زندہ رہا کہ اس پر پوری نماز کا وقت گذر گیا

﴿الصبی﴾ بچہ اگر شہید ہو گیا تو اسے غسل دیا جائے گا کیونکہ شہادت حقیقی کے لیے عاقل وبالغ ہونا شرط ہے

﴿الفرو﴾ جیسے چمڑے اور فر کی بنی ہوئی چیزیں۔ جیکٹ یا کوٹ وغیرہ۔

﴿الحشوء﴾ سوئیٹر وغیرہ۔

Marfat.com

وَهُوَ يَعْقِلُ اَوْ يُنْقَلُ مِنَ الْمَعْرَكَةِ حَيًّا وَمَنْ قُتِلَ فِيْ حَدٍّ اَوْقِصَاصٍ غُسِّلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَمَنْ قُتِلَ مِنَ الْبُغَاةِ اَوْقُطَّاعِ الطَّرِيْقِ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ عَمَدًا اَوْخَطَاءً صُلِّيَ عَلَيْهِ وَغُسِّلُ عِنْدَنَا وَ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ

اس حال میں کہ وہ عاقل تھا۔ یا میدان جنگ سے زندہ لے جایا گیا۔ اور جو حد یا قصاص میں قتل کیا گیا تو غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر باغیوں یا راہزنوں میں سے کوئی قتل ہوا تو غسل دیا جائے مگر اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ اور جس نے جان بوجھ کر یا غلطی سے خودکشی کرلی تو ہمارے نزدیک اس پر نماز پڑھی جائے اور غسل بھی دیا جائے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ جو باغی یا راہزن مارا جائے اس پر بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

﴿حد﴾ یعنی اس پر زنا کا الزام ثابت ہوا اور اسے رجم کیا گیا

﴿قصاص﴾ اس پر قتل کا الزام ثابت ہو گیا اور سزا میں اس کو موت دی گئی

﴿البغاة﴾ شرعی حاکم کے خلاف بغاوت کی اور مارا گیا

﴿قطاع الطریق﴾ قطاع نکلا ہے قطع سے یعنی کاٹنا، روکنا اور طریق کا معنی ہے راستہ، یعنی راستہ کاٹنے والا

﴿یصلی علیه﴾ یہ زجر و توبیخا ہے اور سزا کے طور پر ہے یہ امام ابو یوسف سے روایت ہے۔ امام محمد سے روایت ہے کہ غسل دیا جائے اور اس پر نماز نہ پڑھی جائے، جان لو کہ جب باغی پکڑا جائے اور سزا کے طور پر قتل کیا جائے تو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ہوگی۔ اور جب قتل ہو مقابلہ کرتے ہوئے تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے

﴿عمدا﴾ جس نے ارادے سے خودکشی کی تو بعضوں نے کہا کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے، جب "قال بعضھم" آئے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ قول ضعیف ہے۔ حلوانی نے کہا میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھی جائے۔ امام ابو علی سعدی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے اس لیے کہ اس نے اپنی جان سے بغاوت کی اور باغی پر نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ غسل دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اس پر، ہمارے نزدیک۔ اس لیے کہ وہ کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سے ہے اور اس نے مسلمانوں سے جنگ نہیں کی۔

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْكَعْبَةِ

اَلصَّلٰوۃُ فِی الْکَعْبَةِ جَائِزَۃٌ فَرْضُهَا وَنَفْلُهَا فَاِنْ صَلَّی الْاِمَامُ بِجَمَاعَةٍ فِيْهَا فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ ظَهْرَهٗ اِلٰی ظَهْرِ الْاِمَامِ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَنْ جَعَلَ مِنْهُمْ ظَهْرَهٗ اِلٰی وَجْهِ الْاِمَامِ لَمْ یَجُزْ صَلٰوتُهٗ وَاِذَا صَلَّی الْاِمَامُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَتَحَلَّقَ النَّاسُ حَوْلَ الْکَعْبَةِ وَصَلَّوْا بِصَلٰوةِ الْاِمَامِ

خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا جائز ہے فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو۔ اور اگر خانہ کعبہ میں امام جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو اگر بعض مقتدی اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف کر لیں تو ان کی نماز جائز ہے اور مقتدیوں میں سے جو اپنی پیٹھ امام کے منہ کی طرف کرے تو اس کی نماز جائز نہیں ہے اور جب امام مسجد حرام میں نماز پڑھے تو لوگ کعبہ کے گرداگرد حلقہ بنا کر امام کے ساتھ نماز پڑھیں

﴿**کعبه**﴾ کعبہ شریف وہ عمارت ہے جو مسجد حرام کے صحن میں مربع شکل میں ہے اور حج وعمرہ کرنے والے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اسے بیت اللہ الحرام بھی کہا جاتا ہے۔ مسلمان جہاں بھی ہوں اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

﴿**فرضها ونفلها**﴾ کعبہ شریف کے اندر ہر نماز جائز ہے۔ فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا جماعت سب طرح جائز ہے (در مختار)

Marfat.com

فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ اَقْرَبَ اِلَى الْكَعْبَةِ مِنَ الْاِمَامِ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ جَانِبِ الْاِمَامِ وَمَنْ صَلّٰى عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ وَيُكْرَهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَاِنْكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ فَلَا يُكْرَهُ

اور ان میں سے جو امام کی نسبت کعبہ کے زیادہ قریب ہو تو اس کی نماز جائز ہے جبکہ امام کی جانب نہ ہو۔ اور جس نے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھی تو اگرچہ اس کے سامنے سترہ نہ ہو پھر بھی ہمارے نزدیک اس کی نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے سامنے سترہ ہو۔ اور اگر اس کے سامنے سترہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

﴿**جانب الامام**﴾ کیونکہ اس طرح وہ امام سے آگے بڑھ جائے گا

﴿**سترة**﴾ سترہ، اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ نمازی کے آگے کھڑی کی جاتی ہے تاکہ اگر لوگ اس کے آگے سے گزریں تو اس کی نماز پر فرق نہ پڑے۔

﴿ **ظهر الكعبة**﴾ کیونکہ آسمان تک تمام فضاء کعبۃ اللہ کی فضا ہے لہذا عمارت کے اوپر نماز جائز ہے البتہ بے ادبی کے پیش نظر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

کتاب زکوۃ

﴿الزکوٰۃ﴾ اسلام کے پانچ ارکان جنہیں بناء الاسلام کہا جاتا ہے یعنی کلمہ طیبہ ،**لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ** نماز، زکوۃ، روزہ اور حج میں سے زکوۃ تیسرا رکن ہے اس کے لغوی معنی پاک ہونے ،پاک کرنے اور بڑھنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں چالیسواں حصہ مال نصاب کا ،پورا قمری سال گزرنے پر مستحقین کو خدا کی راہ میں تقسیم کر کے اس مال کے مالک بنادینے کا نام زکوۃ ہے جو لوگ زکوۃ پابندی احکام کے ساتھ پوری ادا کرتے ہیں ان کے مالوں میں کبھی خسارہ نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے حضور سرکار دوعالم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ "زکوۃ نکالنے سے مال نہیں گھٹتا" زکوۃ نہ نکالنے والوں کے مالوں میں بسااوقات بربادی، تباہی اور غرقابی دیکھی جاتی ہے۔ چونکہ اس سے مال بڑھتا اور پاک ہوتا ہے اس کا دینے والا گناہوں سے صاف ہو کر درجات وثواب میں بہت بڑھ جاتا ہے وہ اس لئے اس کہ مسلمان کے لئے دعوی صحت ایمان میں اس کی ادائیگی اس کے صدق وصداقت اور کامل الایمان ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں اس کی ادائیگی کا ذکر اور تاکید بقول اکثر فقہاء ۲۸ جگہ اور بہ حوالہ بیان طحطاوی نماز زکوۃ کا ملا ہوا حکم ۳۲ جگہ بتاکید آیا ہے اتنی تاکید اور کثرت کیساتھ احکام نافذ فرمانے سے اس کی اہمیت ،شان اور وقعت کا انداز ہو سکتا ہے طحطاوی نے یہ پھر بھی لکھا ہے کہ نماز کے بعد زکوۃ باقی تمام عبادات سے افضل اور بہتر ہے "**ذکرت بعد الصلوۃ لانها افضل العبادات**"

قرآن کریم میں پہلے ہی پارہ سے اس کا ذکر شروع ہوتا ہے اور تقوی دار پرہیزگاروں کے لئے ایمان بالغیب کی صفت فرما کر دو بنیادی اصول قائم فرمائے گئے۔(۱) **یقیمون الصلوۃ** (۲) **وممارزقنهم ینفقون** ۔صاحب اعظم التفاسیر نے لکھا ہے کہ ان سے مراد عبادت بدنی اور عبادت مالی ہے۔ تمام بدنی عبادتوں میں سب سے ضروری اور سب پر مقدم عبادت نماز ہے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن پہلے محاسبہ نماز کا ہوگا۔ دوسرا شعبہ مالی عبادتوں کا ہے جن میں انفاق یعنی خرچ کرنے کا حکم ہے ان مالی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت زکوۃ ہے۔ حدیث شریف میں نماز کو ستون دین اور زکوۃ کو اسلام کا پل بتلایا گیا ہے۔ دیکھیے ایک ستون ٹوٹ جانے سے چھت کا بچے رہنا ممکنات سے ہو سکتا ہے لیکن پل ٹوٹ جانے سے بچاؤ کی صورت بہت ہی مشکل پڑ جاتی ہے۔ جو لوگ سیم وزر جمع کر کے اللہ تعالی کے راستے میں خرچ نہیں کرتے نہ زکوۃ ادا کرتے ہیں ان کے لیے قرآن حکیم نے ایک غضبناک لہجہ میں **فبشر هم بعذاب الیم** فرمایا ہے یعنی انہیں عذاب دردناک کی بشارت دیجیے پھر ارشاد عالی ہے کہ جس دن اس کو جہنم کی آگ پر گرم کر کے انگارہ بنایا جائے گا پھر ان (مانعین زکوۃ) کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا کہ "یہ تمہارا وہی جمع کیا ہوا مال ہے جو اپنے نفسوں کے لیے جمع کر رکھا تھا اب اس جمع کی ہوئی دولت وخزانہ کا خوب عذاب ومزہ چکھو"۔(پ۱۰ ار۱۱،۱)

Marfat.com

حدیث شریف کی کتابوں میں ایک طویل حدیث مبارک بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدیں خلاصہ آتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ دینے والے کے لئے قیامت کے دن اس کے مال سے سونے، چاندی کے تختے آگ میں ایسے گرم کئے جائیں گے گویا آگ ہی کے بنے ہوئے ہیں پھر اس مالدار کی پیشانی، پیٹھ اور پہلوؤں کو داغا جائے گا داغنے کے بعد پھر اس مال کو دوبارہ تاپ کر داغ دیئے جاتے رہیں گے۔ اس قیامت کے دن میں جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔" **کان مقدارہ خمسین الف سنة** (القرآن الحکیم) عرض کی گئی حضور ﷺ اونٹ، گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہوگا؟ تو ارشاد ہوا کہ "ان میں زکوۃ نہ دینے والے مالک کو منہ کے بل اوندھا گرا کر ہر ایک جانور کو پوری طاقت اور جسامت کے ساتھ ان کے اوپر سے گزرنے کا حکم دے کر ان لوگوں کو لتاڑا جائے گا"۔ جب سائل نے گھوڑوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ "گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک قسم کے گھوڑے تو باعث گناہ، دوسرے باعث حیاو پردہ اور تیسرا قسم کے گھوڑے باعث ثواب واجر۔ ریا و نمود نیز مسلمانوں کی دشمنی کے لئے جو شخص گھوڑے باندھتا ہے تو ایسے گھوڑے اس کے لئے وبال جان اور باعث گناہوں گے۔ اور جو گھوڑے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی راہ محبت میں نیک نیتی کے ساتھ باندھے ہوں جن پر سوار ہو کر تجارت، جہاد یا اپنی زمینوں پر سفر کرتا ہے، لوگوں پر اپنی آسودہ حالی اور عدم افلاس ظاہر کرنے کی خاطر باندھ رکھے ہوں ایسے گھوڑے مالک کیلئے باعث پردہ ہوتے ہیں..... فرمایا کہ وہ گھوڑے جو مسلمانوں کے لئے راہ خدا میں چراگاہ میں باندھ رکھے تو یہ گھوڑے باعث اجر و درجات ہیں۔ ان گھوڑوں کی ہر نقل و حرکت، چلنا، چرنا، کھانا، پینا، ہر ایک میں مقدار کھانے پینے وغیرہ کے مالک کے لئے درجات اور ثواب لکھا جاتا ہے۔ (مشکوۃ، کتاب الزکوۃ) ایک اور حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ ان میں سے زکوۃ ادا نہیں کرتا تو" **مثل له ماله یوم القیامة شجاعا اقرع** "بنایا جائے گا اس کے لیے اس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے یعنی داغ ہوں گے (اس قسم کا سانپ بھیانک اور سخت خطرناک ہوتا ہے) یہ سانپ مانع زکوۃ کے گلے میں طوق بن کر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔ **ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتهم الله من فضله هو خیر الهم بل هو شرلهم سیطوقون مابخلوا به یوم القیامة** (صحیح البخاری پارہ ۶ باب مانع الزکوۃ) یعنی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا ہو اور وہ اس کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہوں تو یہ بخیلی اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ اس کے لئے (بلازکوۃ) مال جمع کرنا بہت ہی برا ہے جو مال اللہ کی راہ میں دینے سے وہ بخیلی کرتے ہوں تو قریب ہے کہ قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا ہار بنایا جائے گا" (القرآن الحکیم پارہ ۴)

زکوۃ:۔ عام طور پر اس کو " **نما** " کے معنی میں بولا جاتا ہے جس کا معنی "بڑھنا" ہے چونکہ قیامت میں ثواب اور دنیا میں مال و دولت بڑھنے کا سبب ہے لہٰذا اسے زکوۃ کہا گیا ہے (مظاہر الحق جلد دوئم صفحہ ۸۲) یہ کب فرض ہوئی:۔ بقول شارح مشکوۃ المصابیح یکم ماہ رمضان المبارک ۲ ھجری میں فرض ہوئی دراصل یہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکی تھی پھر اس کی تفصیل، تکمیل اور مفصل بیان مدینہ منورہ میں ہوا (مظاہر الحق جلد دوئم) صاحب درمختار نے ۲ ھجری رمضان مبارک کی فرضیت سے پہلے اس کی فرضیت لکھی ہے۔

Marfat.com

اَلزَّكوٰةُ وَاجِبَةٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ الْعَاقِلِ الْبَالِغِ اِذَا مَلَكَ نِصَابًا كَامِلًا مِلْكًا تَامًّا وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ وَلَيْسَ عَلٰى صَبِيٍّ وَلَا مَجْنُوْنٍ وَلَا مُكَاتِبٍ وَلَا عَبْدٍ زَكوٰةٌ

آزاد مسلمان عاقل بالغ پر زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ کامل نصاب کا مکمل طور پر مالک ہو اور اس نصاب پر ایک سال گزر گیا ہو۔ بچہ، مجنون، مکاتب اور غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے

﴿واجب﴾ کا معنی ہے فرض ضروری لازمی زکوٰۃ کی فرضیت کی شرطیں ہیں۔ زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں نیت کا کرنا ضروری شرط ہے خواہ یہ نیت مال زکوٰۃ کے نکالنے کے وقت ہی کرے یا ادا کرنے کے وقت نیت کرلے دونوں صورتیں درست ہیں۔ اسی طرح اسلام، حریت، مکلف، نصاب تامی کا ہونا بھی شرط ہے۔ اسلام کی شرط کا یہ مستفاد ہے کہ جس طرح اسلام وجوب زکوٰۃ کے لئے شرط اسی طرح بقائے زکوٰۃ کے لئے بھی شرط ہے فرض کرو۔ ایک مسلمان صاحب نصاب (معاذ اللہ) مرتد ہو جاتا ہے۔ دو تین سال کے بعد پھر توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا ہے تو ایام ارتداد کی زکوٰۃ اس سے ساقط رہے گی (عالمگیری)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم غنی ہے مرتد خبیث کے مال کی ضرورت نہیں وہ مرتد خود پلید تھا۔ اللہ تعالیٰ غنی وحمید ہے اسے پلید مال کی ضرورت نہیں۔ مکلف سے مراد عاقل وبالغ ہے۔ پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک مجنون اور نابالغ لڑکے کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ امام مالک، امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ ان کے ولی کو ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔ نصاب سے مراد وہ نصابی رقم جو ضروریات خصوصاً یعنی حاجت اصلی سے فارغ ہو اس صورت میں زکوٰۃ لازم آئے گی ورنہ نہیں۔ حریت کی شرط سے یہ ثابت ہے کہ غلام پر زکوٰۃ نہیں۔ غلام میں قن مدبر، مکاتب اور ام ولد سب شامل ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مالک نے اسے لکھ دیا ہو کہ اگر تو اس قدر رقم کما کر ادا کر دے تو تجھے آزاد کروں گا۔ ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے اولاد جنی ہو

﴿الحر﴾ آزاد آیا تو غلام نکل گیا یعنی غلام پر واجب نہیں

﴿المسلم﴾ معلوم ہوا کہ کافر پر زکوٰۃ نہیں

﴿عاقل﴾ عاقل آیا تو مجنون نکل گیا یعنی مجنون پر زکوٰۃ نہیں

﴿بالغ﴾ جب بالغ آیا تو نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں

﴿نصاب﴾ نصاب کے لغت میں "اصل" کو کہتے ہیں شریعت میں مال کی وہ مقدار نصاب ہے جس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہ ہو یعنی

Marfat.com

حضور سرکار دو عالم ﷺ نے جو خاص مقدار مال رکھنے کی مقرر فرما کر حکم دیا ہو کہ جب اتنی مقدار تے مال بڑھ جائے تو اس مال پر اتنی رقم، اس مقدار میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکال کر مستحقین پر تقسیم کر دینا چاہیے۔ جس شخص کے پاس مال نصاب ہو جائے تو اس شخص کو مالک یا صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ یہ نصاب دو قسم پر ہے جس کی تفصیل نقشہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

<table dir="rtl">
<tr><th colspan="3">نصاب</th></tr>
<tr><td colspan="2">نامی
وہ مال جو کہ بڑھنے والا ہو یہ دو قسم کا ہے</td><td rowspan="2">غیر نامی
نہ بڑھنے والے مال کو کہتے ہیں جو حاجت اصلی سے سوا ہو جیسے، اسباب وغیرہ</td></tr>
<tr><td>حقیقی
سوداگری کا مال جو کہ نفع میں بڑھ جاتا ہے یا جانور جو سب بچوں کے بڑھتے ہیں یہ نصاب نامی کی قسم حقیقی ہے۔</td><td>تقدیری
سونا، چاندی جو کہ ظاہر تو نہیں بڑھتے لیکن بڑھنے کی صلاحیت ان میں موجود ہے</td></tr>
<tr><td colspan="2">نصاب نامی کے ہونے سے زکوٰۃ دینا فرض اور صدقہ فطر و قربانی کا کرنا واجب ہو جاتا ہے صاحب نصاب نامی کو زکوٰۃ، خیرات، نذر یا صدقات واجبہ کا لینا درست نہیں۔</td><td>صاحب نصاب غیر نامی پر زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن صدقہ فطر اور قربانی کا کرنا واجب ہے صدقات واجبہ اور زکوٰۃ کا لینا بھی اسے جائز نہیں۔</td></tr>
</table>

﴿الحول﴾ رجب کے مہینے میں آپ مالک نصاب ہوئے پھر اس پر ایک سال گذر گیا اور پھر رجب کا مہینہ آیا اور آپ نصاب کے مالک ہیں تو زکوٰۃ آپ پر واجب ہو گی، اور اگر سال کے گذرنے سے پہلے آپ مالک نصاب نہ رہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی

Marfat.com

وَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ يُحِيطُ بِمَالِهٖ فَلَا زَكوٰةَ عَلَيْهِ وَاِنْ كَانَ مَالُهٗ اَكْثَرَ مِنَ الدَّيْنِ زَكّٰی الْفَاضِلَ اِذَا بَلَغَ نِصَابًا كَامِلًا وَلَيْسَ فِیْ دُوْرِ السُّكْنٰی وَثِيَابِ الْبَدَنِ زَكوٰةٌ وَكَذٰلِكَ اَثَاثُ الْمَنْزِلِ

اور جس شخص پر اس کے مال کے برابر قرض ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر اس کا مال قرض سے زیادہ ہو تو زائد مال پر زکوٰۃ دے جبکہ کامل نصاب کو پہنچ جائے رہائشی گھروں اور پہننے کے کپڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور اسی طرح گھریلوں سامان

﴿دین﴾ دین دال کی زبر سے قرض کو کہتے ہیں اور دین دال کی زیر سے قانون شریعت کو کہتے ہیں۔

﴿اکثر من الدین﴾ کسی کے پاس پچاس ہزار روپے ہیں اور اتنا ہی اس پر قرض ہے تو اب اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر مال ایک لاکھ روپے اور قرض پچاس ہزار تو باقی پچاس ہزار پر زکوٰۃ دے گا۔ اسی طرح کسی نے قرض لیکر کاروبار شروع کیا اور ایک سال میں نصاب سے زیادہ منافع ہوا تو قرض کی رقم نکال کر اگر نصاب تک باقی رقم پہنچتی ہے تو زکوٰۃ ادا کرے گا۔

﴿دور السکنی﴾ حاجت اصلی کا ذکر:۔ آپ نصاب غیر نامی اور بحث مکلف میں حاجت اصلی کا نام پڑھ چکے ہیں اس لئے اسے بھی سمجھنا ضروری ہے جو مال اصلی حاجتوں میں لگا ہوا ہے جیسے کپڑے یہ حاجت اصلی ہے رہائشی مکان گھر کا اسباب بدن کے کپڑے، سوٹ بوٹ، سواری کا جانور، موٹر، بائیسکل، خدمت کا غلام، استعمال کے ہتھیار، عالم کے لئے اس کا کتب خانہ (لائبریریاں) صنعت و حرفت پیشہ لوگوں کے لئے ان کے اوزار، ڈاکٹروں کے قیمتی آلات وغیرہ یہ سب حاجت اصلی میں داخل ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں ہوتی (ہدایہ ملخصا) لیکن اگر ایسی چیزیں حاجت اصلی سے فارغ ہوں مگر ان میں تجارت کی نیت نہ ہو خواہ کتنے ہی مکانات، دکانیں وغیرہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہو جاتی ہے اسی طرح مال ضمار میں زکوٰۃ دینی نہیں پڑتی کیونکہ اس کی ملکیت تو آپ کے لئے ثابت ہے لیکن وہ آپ کے تصرف میں نہیں۔ دیگر مستثنیات زکوٰۃ یعنی وہ چیزیں جن میں زکوٰۃ فرض نہیں جواہرات تانبے پیتل، گلٹ کے برتنوں اور دکانات کرایہ میں جن میں تجارت کی نیت نہ ہو زکوٰۃ معاف ہے مرہونہ یعنی گروی چیزوں میں بھی ایام رہن کی زکوٰۃ نہیں، مثلاً زید نے بکر کے پاس کچھ زیورات گرو رکھے پھر دو سال کے بعد فک کرائے (یعنی ان زیورات کو چھڑا لیا) ان دو سالوں کی بابت راہن (یعنی گرو رکھنے والا) اور مرتہن (وہ شخص جس کے پاس کوئی چیز گرو رکھی جائے) دونوں پر زکوٰۃ نہ ہوگی (ہدایہ) مسلہ:۔ اگر پھر مال تجارت کی نیت سے خریدا لیکن خریدنے کے بعد سال دو سال تک اس پر قبضہ نہ ہوا۔ جیسا کہ آج کل بہری تجارتوں میں مدتوں مال نہیں پہنچتا۔ تو

Marfat.com

تاوقتیکہ وہ معطل مال قبضہ میں نہ آجائے۔ زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہے (شرح وقایہ) فقیر راقم الحروف کے نزدیک (اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے) اس میں جی پی فنڈ کی تعویق والتوا کی زکوٰۃ واجب واللہ واعلم اسی طرح ہندوں کے قرضوں پر زکوٰۃ ہوتی ہے اور وہ ایسے قرضے ہیں جن کا مطالبہ ہندوں کی طرف سے نہیں ہو سکتا ہے مثلاً نذر، کفارہ، صدقہ فطر وغیرہ (شرح وقایہ) ہندوں کے قرضہ کی مثال یہ ہے کہ اگر آپ زید کے دو سو روپوں کے قرضدار ہیں اور آپکے پاس نقد دو سو روپے موجود ہیں تو آپ اس کی زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں

"**من کا ن علیه دین یحیط بما له فلاز کوة علیه**" اگر قرضہ کی رقم محسوب (حساب کی گئی) کرنے کے بعد باقی مال نصاب سے کم رہ جائے تو وہ بھی زکوٰۃ سے **مستثنی** ہے۔آپ کے پاس ۱۳۰ روپے تھے اور ۱۰۰ روپیہ قرضہ۔ قرض کی رقم مجرا (یعنی کٹوتی) کرنے کے بعد باقی ۳۰ روپے پر زکوٰۃ نہیں ہو گی کیونکہ ۳۰ روپے نصاب میں نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر آپ کا کسی پر قرضہ ہے یعنی آپ قرض خواہ ہیں آپ کا قرض دینے والا خواہ تونگر ہو خواہ مفلس ہو قرضہ کی ادائیگی مانتا ہو خواہ نہیں البتہ اس قرضہ پر گواہ موجود ہوں یا قاضی وقت کو اس کا علم ہو تو ایسے قرضے پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ البتہ اس قسم کے قرضے کی مختلف صورتیں اور ادائیگی زکوٰۃ کے مختلف طریقے ہیں۔ شارح مشکوٰۃ المصابیح نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر ایسا قرضہ مال تجارت کے بدلہ میں ہو تو جس وقت نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو جائے تو پچھلے دنوں کی زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے۔ اگر یہ قرضہ بعوض مال تجارت کے نہیں مثلاً گھر کے پہننے کے کپڑے خدمت کا غلام یا سکونتی مکان وغیرہ فروخت کر دیا اور خریدار کے ذمہ رقم قرض رہ گئی تو جس وقت بقدر نصاب (دو سو درہم) رقم وصول ہو اس وقت پچھلے دنوں کی زکوٰۃ واجب الادا ہو گی۔ اگر قرضہ بدل بلا مال کے ہو مثلاً مہر، وصیت، بدل خلع تو اس میں ایام تعطلہ کی زکوٰۃ نہیں جس وقت ایسی رقوم بقدر نصاب وصول ہوں اور ان پر سال کامل گزر جائے تو زکوٰۃ واجب الادا ہو گی، ورنہ نہیں۔ (مظاہر الحق جلد دوئم کتاب زکوٰۃ)

مسئلہ :۔ اگر کسی یتیم کو ادائے زکوٰۃ کی نیت سے کھانا کھلایا تو زکوٰۃ کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ اس میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ لیکن اگر کھانے کی چیز مثلاً فروٹ وغیرہ خرید کر یتیم کے حوالے کر دیا تو زکوٰۃ میں مجرا (کٹوتی) ہو سکے گی پہلی آپ نے یتیم کے لئے مال مباح کیا جو محسوب نہ ہوا۔ دوسری صورت میں فروٹ خرید کر اس کے حوالے کر دینا تملیک ہے چونکہ تملیک یعنی حق دار کو اس چیز کا مالک کر دینا زکوٰۃ کا ایک رکن ہے اس لئے اس نے کفایت کی۔ (سراج المشکوٰۃ فی مسائل الزکوٰۃ، از حضرت علامہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان رحمتہ اللہ علیہ)

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور

طالب دعا :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

وَدَوَآبُّ الرُّكُوْبِ وَعَبِيْدُ الْخِدْمَةِ وَسِلَاحُ الْاِسْتِعْمَالِ وَلَا يَجُوْزُ اَدَآءُ زَكٰوةٍ اِلَّا بِنِيَّةٍ مُّقَارِنَةٍ لِلْاَدَآءِ اَوْ بِنِيَّةٍ مُقَارِنَةٍ لِعَزْلِ مِقْدَارِ الْوَاجِبِ وَمَنْ عَلَيْهِ زَكٰوةٌ فَتَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكٰوةَ سَقَطَ فَرْضُهَا عَنْهُ وَمَنْ تَصَدَّقَ بِبَعْضِ مَالِهٖ وَلَا يَنْوِى الزَّكٰوةَ لَا تَسْقُطُ

سواری کے جانوروں، خدمت کرنے والے غلام اور استعمال کیے جانے والے ہتھیاروں میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں مگر اس کی ادائیگی کے وقت نیت کرلے یا مال سے مقدار واجب علیحدہ کرتے وقت نیت کرے۔ جس پر زکوٰۃ واجب تھی پس اس نے اپنا تمام مال صدقہ میں دے دیا اور زکوٰۃ کا ارادہ نہیں کیا تو زکوٰۃ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔ اور جس نے زکوٰۃ کا ارادہ کیے بغیر اپنے مال کا کچھ حصہ صدقہ کیا تو اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی۔

﴿استعمال﴾ ان تمام چیزوں یعنی رہائشی گھر سے ہتھیار تک میں اس وقت زکوٰۃ نہیں جب یہ ذاتی استعمال کیلیے ہوں۔ اور تجارت کے ذریعے ان سے منافع نہ کمایا جاتا ہو۔

﴿اداء﴾ کہ میں زکوٰۃ ادا کر رہا ہوں۔

﴿مقارنة﴾ اباحت اور تملیک کا فرق۔ اباحت اور تملیک میں یہ فرق ہے کہ اباحت سے کسی چیز کا کام میں لانا مباح ہو جاتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس مال اپنا تصرف کر سکے آپ نے یتیم کو دستر خوان پر بٹھا کر اوروں کے ساتھ کھانا کھلا دیا اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ یتیم نہ چاہے الگ کر اپنے ساتھ کھانا کھلا دے یا وہ طعام اس کو دے دے جبکہ تملیک میں مالکانہ حقوق کے ساتھ اسے ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہو جاتا ہے اس باریک مسئلہ کو یاد رکھنا چاہیے

Marfat.com

بَابُ زَكٰوةِ الْاِبِلِ

لَيْسَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ السَّآئِمَةِ صَدَقَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا سَآئِمَةً وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى تِسْعٍ فَاِذَا كَانَتْ عَشْرًا فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَاِذَا كَانَتْ خَمْسَ عَشَرَةَ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى تِسْعَ عَشَرَةَ فَاِذَا كَانَتْ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ اِلٰى اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ

اونٹ کی زکوٰۃ

پانچ چرنے والے اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے پس جب پانچ چرنے والے اونٹ ہو جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو (۹) نو اونٹوں تک ان میں ایک بکری ہے پس اگر دس (۱۰) ہو جائیں تو چودہ (۱۴) اونٹوں تک ان میں دو بکریاں ہیں اور جب پندرہ (۱۵) ہو جائیں تو ان میں انیس (۱۹) تک تین بکریاں ہیں۔ پس جب بیس (۲۰) ہو جائیں تو ان میں چوبیس (۲۴) تک چار بکریاں ہیں۔

﴿سائمہ﴾ جانوروں میں سے زکوۃ :۔ چرنے والے جانور مثلاً اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ، بکری سب میں زکوٰۃ ہے البتہ وقفی مویشی ور سوائم یعنی چرنے والوں میں جو حمل، رکوب (باربرداری یا سواری کے ہوں) یا جو گھر سے گھاس کھانے والے بلانیت تجارت ہوں یا کھیتی کے بیلوں یا اندھے، پاؤں کٹے مواشی میں زکوٰۃ نہیں ہے، گھوڑوں کی زکوٰۃ میں اختلاف ہے۔ صاحبین کے نزدیک گھوڑوں پر بھی زکوہ نہیں ہے (غایہ)

Marfat.com

فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّ ثَلٰثِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ اِلٰى سِتِّيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَاِذَا كَانَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ اِلٰى مِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ تُسْتَانَفُ الْفَرِيْضَةُ فَيَكُوْنَ فِي الْخَمْسِ شَاةٌ مَعَ الْحِقَّتَيْنِ وَفِي الْعَشْرِ شَاتَانِ مَعَ الْحِقَّتَيْنِ

اور جب پچیس (۲۵) تک پہنچ جائیں تو ان میں پینتیس (۳۵) تک بنت مخاض ہے اور جب چھتیس (۳۶) ہو جائیں تو ان میں پینتالیس (۴۵) تک بنت لبون ہے۔ پس جب چھیالیس (۴۶) ہو جائیں تو ان میں ساٹھ (۶۰) تک حقہ ہے اور جب اکسٹھ (۶۱) ہو جائیں تو ان میں پچھتر (۷۵) تک جذعہ ہے۔ پس جب چھہتر (۷۶) ہو جائیں تو ان میں نوے (۹۰) تک دو بنت لبون ہیں اور جب اکیانوے (۹۱) ہو جائیں تو ان میں ایک سو بیس (۱۲۰) تک دو حقے ہیں پھر فرض از سر نو شروع کیا جائے گا۔ پس پانچ میں دو حقوں کے ہمراہ ایک بکری ہو گی۔ دس میں دو حقوں کے ہمراہ دو بکریاں ہوں گی۔

﴿بنت مخاض﴾ اونٹنی کے بچہ کو کہتے ہیں جو دوسرے سال میں پاؤں ڈال دے

﴿بنت لبون﴾ اونٹنی کا وہ بچہ جو تیسرے سال میں قدم رکھ دے

﴿حقہ﴾ اونٹنی کا وہ بچہ جو چوتھے سال میں قدم رکھ دے

﴿جزعہ﴾ جو پانچویں سال میں قدم رکھ دے،

Marfat.com

وَفِيْ خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلٰثُ شِيَاهٍ مَعَ الْحِقَّتَيْنِ وَفِي الْعِشْرِيْنَ اَرْبَعُ شِيَاهٍ مَعَ الْحِقَّتَيْنِ وَفِيْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَيَكُوْنُ فِيْهَا ثَلٰثُ حِقَاقٍ

پندرہ میں دو حقوں کے ہمراہ تین بکریاں ہوں گی۔ بیس میں دو حقوں کے ہمراہ چار بکریاں ہوں گی اور پچیس سے ایک سو پچاس (۱۵۰) تک دو حقوں کے ہمراہ ایک بنت مخاض ہو گا۔ پس ان میں تین حقے ہو جائیں گے۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کا نقشہ

نصاب	زکوٰۃ	نصاب	زکوٰۃ	نصاب	زکوٰۃ
۵	ایک بکری	۱۰	دو بکریاں	۱۵	تین بکریاں
۲۰	چار بکریاں	۲۵	بنت مخاض	۳۶	بنت لبون
۴۶	ایک حقہ	۶۱	ایک جزعہ	۷۶	دو بنت لبون
۱۲۰_۹۱	دو حقے	۱۲۵	ایک بکری دو حقے	۱۳۰	دو بکریاں دو حقے
۱۳۵	تین بکریاں دو حقے	۱۴۰	چار بکریاں دو حقے	۱۴۵	بنت مخاض دو حقے
۱۵۰	تین حقے	۱۵۵	ایک بکری تین حق	۱۶۰	دو بکریاں تین حقے
۱۷۰	چار بکریاں تین حقے	۱۷۵	تین حقے ایک بنت مخاض	۱۸۶	تین حقے ایک بنت لبون
۱۹۶	چار حقے	۲۰۰	چار حقے		

Marfat.com

ثُمَّ تَسْتَانَفُ الْفَرِيْضَةُ فَفِي الْخَمْسِ شَاةٌ وَفِي الْعَشْرِ شَاتَانِ وَفِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ ثَلٰثُ شِيَاهٍ وَفِي الْعِشْرِيْنَ اَرْبَعُ شِيَاهٍ وَفِيْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِيْ سِتٍّ وَّثَلٰثِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى مِائَةٍ وَّخَمْسٍ وَّتِسْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَةً وَسِتًّا وَّتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا اَرْبَعُ حِقَاقٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ ثُمَّ تَسْتَانَفُ الْفَرِيْضَةُ اَبَدًا كَمَا تَسْتَانَفُ فِي الْخَمْسِيْنَ الَّتِيْ بَعْدَ الْمِائَةِ وَالْخَمْسِيْنَ وَالْبُخْتُ وَالْعِرَابُ سَوَآءٌ

پھر فرض زکوۃ از سر نو شروع کیا جائے گا۔ پس پانچ میں ایک بکری، دس میں دو بکریاں پندرہ میں تین بکریاں، بیس میں چار بکریاں، پچیس میں بنت مخاض اور چھتیس سے ایک سو پچانوے (۱۹۵) تک بنت لبون ہے پس جب ایک سو چھیانوے (۱۹۶) ہو جائیں تو ان میں دو سو (۲۰۰) تک چار حقے ہیں۔ پھر فرض زکوۃ ہمیشہ از سر نو شروع کیا جائے جیسا کہ ان پچاس میں شروع کیا جاتا ہے جو ایک سو پچاس کے بعد ہیں۔ بختی اور عرابی اونٹ اس حساب میں برابر ہیں۔

﴿بخت﴾ بخت جمع ہے "بختی" کی۔ وہ اونٹ جو عربی اور عجمی اونٹوں کے ملاپ سے پیدا ہو۔

﴿العراب﴾ عراب جمع ہے عربی کی وہ اونٹ جو خالص عربی النسل ہو۔

Marfat.com

بَابُ زَكوٰةِ الْبَقَرِ

لَيْسَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ السَّآئِمَةِ صَدَقَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ ثَلٰثِيْنَ سَآئِمَةً وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ وَفِيْ اَرْبَعِيْنَ مُسِنٌّ اَوْمُسِنَّةٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلَى الْاَرْبَعِيْنَ يَجِبُ فِي الزِّيَادَةِ بِقَدْرِ ذٰلِكَ اِلٰى سِتِّيْنَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَيَكُوْنُ فِي الْوَاحِدَةِ الزَّائِدَةِ رُبْعُ عُشْرِ مُسِنَّةٍ وَفِي الثِّنْتَيْنِ نِصْفُ عُشْرِ مُسِنَّةٍ وَفِي الثَّلٰثَةِ ثَلٰثَةُ اَرْبَاعِ عُشْرِ مُسِنَّةٍ

گائے کی زکوٰۃ

تیس (۳۰) چرنے والی گائیوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے پس جب تیس (۳۰) چرنے والیوں تک تعداد پہنچ جائے اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان میں ایک بچھڑا یا بچھڑی ہے اور چالیس (۴۰) میں ایک مسن یا مسنہ ہے۔ پس جب چالیس سے زیادہ ہو جائیں تو ساٹھ (۶۰) تک زیادہ میں اس کے حساب سے واجب ہوگا۔ پس ایک زائد میں مسنہ کا چالیسواں حصہ، دو میں مسنہ کا بیسواں حصہ اور تین میں مسنہ کے چالیس حصوں کے تین حصے ہوں گے۔

﴿تبیع﴾ تبیع وہ گائے کا ایک سال نر بچہ

﴿تبیعة﴾ تبیعة گائے کا ایک سالہ مادہ بچہ

﴿مسن﴾ گائے کا دو سالہ نر بچہ

﴿مسنة﴾ مسنۃ۔ گائے کا دو سالہ مادہ بچہ۔

Marfat.com

وَقَالَ صَاحِبَاهُ لَا شَیْءَ فِی الزِّیَادَةِ حَتّٰی یَبْلُغَ سِتِّیْنَ وَهُوَ الْاَصَحُّ ثُمَّ فِی السِّتِّیْنَ تَبِیْعَانِ وَفِی السَّبْعِیْنَ مُسِنَّةٌ وَتَبِیْعَةٌ وَفِیْ ثَمَانِیْنَ مُسِنَّتَانِ وَفِیْ تِسْعِیْنَ ثَلٰثُ تَبِیْعَاتٍ وَفِیْ مِائَةٍ تَبِیْعَتَانِ وَمُسِنَّةٌ وَعَلٰی هٰذَا یَتَغَیَّرُ الْفَرْضُ فِیْ کُلِّ عَشْرٍ مِنْ تَبِیْعٍ اِلٰی مُسِنَّةٍ وَالْبَقَرُ وَالْجَوَامِیْسُ فِیْهِ سَوَآءٌ

صاحبین فرماتے ہیں کہ زیادہ میں کچھ نہیں یہاں تک کہ ساٹھ ہو جائیں اور یہ قول صحیح تر ہے۔ پھر ساٹھ (۶۰) میں دو ایک سالہ بچھڑے یا بچھڑیاں ستر (۷۰) میں ایک دو سالہ اور ایک یکسالہ بچھڑی اسی (۸۰) میں دو مسنے نوے (۹۰) میں تین ایک سالہ بچھڑیاں اور سو (۱۰۰) میں دو یکسالہ بچھڑیاں اور ایک دو سالہ بچھڑی ہے اسی طریقے پر فرض زکوٰۃ ہر دس میں، ایک سالہ بچھڑے سے دو سالہ بچھڑی کی طرف بدلتا رہے گا۔ گائیں اور بھینسے اس حکم میں برابر ہیں۔

﴿بقر﴾ گائے بھینس نر ہوں خواہ مادہ ان میں نصاب ۳۰ ہے

گائے بیل کی زکوٰۃ کا نقشہ					
گائے	زکوٰۃ	گائے	زکوٰۃ	گائے	زکوٰۃ
۳۰	یکسالہ بچھڑا یا بچھڑی	۴۰	دو سالہ بچھڑے یا بچھڑی	۶۰	یکسالہ دو بچھڑے
۷۰	ایک یکسالہ ایک دو سالہ	۸۰	دو بچھڑے دو سالہ	۹۰	تین بچھڑے یکسالہ
۱۰۰	ایک دو سالہ دو یکسالہ				

Marfat.com

بَابُ صَدَقَةِ الْغَنَمِ

لَيْسَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً صَدَقَةٌ فَاِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً سَائِمَةً وَّحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى مِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ وَّتِسْعٍ وَّتِسْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعَ مِائَةٍ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ ثُمَّ فِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَالضَّانُ وَالْمَعْزُ فِيْهِ سَوَآءٌ

بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ

چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ بس جب چالیس (۴۰) چرنے والی بکریاں ہو جائیں۔ اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک ان میں ایک بکری ہے پس جب ایک زیادہ ہو جائے تو دو سو (۲۰۰) تک ان میں دو بکریاں ہیں پس جب ایک زیادہ ہو جائے تو ان میں تین سو ننانوے (۳۹۹) تک تین بکریاں ہیں۔ پس جب چار سو (۴۰۰) ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں پھر ہر سو (۱۰۰) میں ایک بکری ہے۔ بھیڑ اور بکریاں اس حکم میں برابر ہیں۔

﴿غنم﴾ بھیڑ بکری دنبہ میں نصاب چالیس ہے ایک سے انتالیس تک معاف ہے

نصاب بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا

نصاب	زکوٰۃ	نصاب	زکوٰۃ
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری	۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۲۹۹ تک	تین بکریاں	۴۰۰ میں	چار بکریاں

Marfat.com

بَابُ زَکٰوۃِ الْخَیْلِ

لَیْسَ فِی الْخَیْلِ صَدَقَةٌ اِلَّا اِذَا کَانَتِ الْخَیْلُ سَآئِمَةً ذُکُوْرًا وَّ اُنَاثًا وَّحَالَ عَلَیْهَا الْحَوْلُ فَصَاحِبُهَا بِالْخِیَارِ اِنْ شَآءَ اَعْطٰی عَنْ کُلِّ فَرَسٍ دِیْنَارًا وَ اِنْ شَآءَ قَوَّمَهَا وَ اَعْطٰی مِنْ کُلِّ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ وَلَیْسَ فِیْ ذُکُوْرِهَا مُنْفَرِدَةً زَکٰوةٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَفِی الْاُنَاثِ وَحْدَهَا رِوَایَتَانِ

گھوڑوں کی زکوٰۃ

گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر جبکہ چرنے والے گھوڑے اور گھوڑیاں ہوں اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو ہر گھوڑے کے بدلے میں ایک دینار دے اور اگر چاہے تو ان کی قیمت لگا کر ہر دو سو درھم پر پانچ درھم دے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تنہا گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ تنہا گھوڑیوں کے متعلق دو روایات ہیں۔

﴿الخیل﴾ گھوڑوں کا گروہ۔

﴿لیس فی خیل﴾ صاحبین کے نزدیک سائمہ گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ "مسلمان پر اس کے غلام میں اور گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں" اس حدیث شریف کی تخریج ائمہ ستہ نے ابو ہریرہ سے کی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھوڑے سائمہ ہونگے (یعنی باہر چرنے والے) یا علوفہ (گھر میں چارہ کھانے والے) ان میں سے ہر ایک برائے تجارت ہونگے یا نہیں اگر تجارت کے لیے ہوں تو بالاتفاق زکوٰۃ واجب ہے۔ سائمہ ہوں یا علوفہ، اور اگر تجارت کے لیے نہ ہوں تو مال برداری سواری اور جہاد کے لیے ہوں گے اس صورت میں بالاتفاق زکوٰۃ نہیں۔

﴿ذکورھا منفردۃ﴾ کیونکہ صرف گھوڑوں سے افزائش نسل یعنی نمو اور بڑھوتری نہیں ہو سکتی

Marfat.com

وَقَالَ صَاحِبَاهُ لَا زَكٰوةَ فِي الْخَيْلِ اَصْلًا وَلَا شَيْءَ فِي الْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ لِلتِّجَارَةِ وَلَيْسَ فِي الْحُمْلَانِ وَالْفُصْلَانِ وَالْعَجَاجِيْلِ صَدَقَةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ مَعَهَا كِبَارٌ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ يَجِبُ فِيْهَا وَاحِدَةٌ مِنْهَا وَمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ مُسِنٌّ فَلَمْ يُوْجَدْ اَخَذَ الْمُصَدِّقُ اَعْلٰى مِنْهَا وَ رَدَّ الْفَضْلَ اَوْ اَخَذَ دُوْنَهَا وَ اَخَذَ الْفَضْلَ وَيَجُوْزُ دَفْعُ الْقِيْمَةِ فِي الزَّكٰوةِ وَلَيْسَ فِي الْعَوَامِلِ وَالْحَوَامِلِ وَالْعُلُوْفَةِ صَدَقَةٌ وَلَا يَأْخُذَ الْمُصَدِّقُ خِيَارَ الْمَالِ وَلَا رُذَالَتَهٗ وَاِنَّمَا يَأْخُذَ الْوَسَطَ مِنْهُ

اور صاحبین فرماتے ہیں کہ گھوڑے میں ہرگز زکوٰۃ نہیں ہے خچر اور گدھے مین کچھ چیز نہیں ہے مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں۔ امام ابو حنیفہ وامام محمد کے نزدیک بکریوں، اونٹنیوں اور گائے کے چھوٹے بچوں پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ ان کے ساتھ بڑے ہوں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ان میں انھیں میں سے ایک واجب ہے۔ اور جس شخص پر مسن واجب ہوا پس مسن نہ پایا تو زکوٰۃ لینے والا اس سے بہتر لے اور زائد لوٹا دے یا اس سے کمتر لے اور باقی دام بھی لے لے۔ اور زکوٰۃ میں قیمت ادا کرنا جائز ہے۔ اور کام کرنے والے بوجھ لے جانے والے اور گھر میں چارہ کھانے والے چوپایوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور زکوٰۃ لینے والا بہتر مال نہ لے اور نہ ہی ردی مال لے بلکہ ان میں سے درمیانہ درجہ کا مال لے۔

بغال. جمع بغل خچر، **حمیر** جمع حمار پالتو گدھا، **حملان** جمع حمل بکری کا بچہ، **فصلان** جمع فصیل اونٹنی کا بچہ جو ایک سال سے کم کا ہو، **عجاجیل** جمع عجول بمعنی عجل بچھڑا ، **فضل** زیادتی

﴿**وسط**﴾ نہ بہت زیادہ تندرست وتوانا اور نہ بہت کمزور وضعیف لے بلکہ درمیانہ جانور لے

Marfat.com

وَمَنْ كَانَ لَهٗ نِصَابٌ فَاسْتَفَادَ فِیْ اَثْنَاءِ الْحَوْلِ مِنْ جِنْسِهٖ ضَمَّهٗ اِلٰی مَالِهٖ وَ زَكَّاهُ بِهٖ وَالسَّآئِمَةُ هِیَ الَّتِیْ تَكْتَفِیْ بِالرَّعِیِ فِیْ اَكْثَرِ السَّنَةِ فَاِنْ اَعْلَفَهَا نِصْفَ الْحَوْلِ اَوْ اَكْثَرَهَا فَلاَ زَكٰوةَ فِیْهَا وَالزَّكٰوةُ يَتَعَلَّقُ بِالنِّصَابِ دُوْنَ الْعَفْوِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَ اَبِیْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ تَجِبُ فِيْهِمَا وَاِذَا هَلَكَ الْمَالُ بَعْدَ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ سَقَطَتْ فَاِنْ قَدَّمَ الزَّكٰوةَ عَلَی الْحَوْلِ وَهُوَ مَالِكُ النِّصَابِ جَازَ

اور وہ شخص کہ جس کے پاس نصاب تھا پس اس نے سال کے دوران نصاب کی ہی قسم سے مزید مال حاصل کر لیا تو اسے اپنے مال کے ساتھ ملا کر اس پر زکوٰۃ ادا کرے۔ اور سائمہ وہ جانور ہیں جو سال کے اکثر حصے میں چرنے پر اکتفا کریں۔ پس اگر چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گھر پر کھلایا تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک زکوٰۃ کا تعلق نصاب سے ہے نہ کہ عفو سے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں میں واجب ہے۔ اور جب زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بعد مال برباد ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو گئی پس اگر سال سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی اس حال میں کہ نصاب کا مالک ہے تو جائز ہے۔

﴿عفو﴾ دو نصابوں کے درمیان کے عدد کو عفو کہتے ہیں

﴿اکثر السنہ﴾ اگر اکثر سال سات یا آٹھ یا نو یا دس یا گیارہ ماہ کے بعد زکوٰۃ دے دی تو جائز ہے۔

Marfat.com

بَابُ زَكوٰةِ الْفِضَّةِ

لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ صَدَقَةٌ فَاِذَا كَانَتْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَا شَيْءَ فِي الزِّيَادَةِ حَتّٰى تَبْلُغَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَتَكُوْنُ فِيْهَا دِرْهَمٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ثُمَّ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَقَالَ صَاحِبَاهُ مَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَزَكوٰتُهُ بِحِسَابِهٖ وَاِذَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الْوَرَقِ الْفِضَّةُ فَهُوَ فِيْ حُكْمِ الْفِضَّةِ وَ اِذَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَيْهَا الْغِشُّ فَهُوَ فِيْ حُكْمِ الْعُرُوْضِ اِذَا كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ يُعْتَبَرُ الْقِيْمَةُ اِذَا بَلَغَتْ نِصَابًا تَجِبُ وَاِلَّا فَلَا

چاندی کی زکوٰۃ

دوسو درھم سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے پس جب دوسو درھموں پر ایک سال گذر جائے تو ان پر پانچ درھم ہیں۔ اور زیادہ پر کچھ نہیں یہاں تک کہ چالیس درھم تک پہنچ جائے۔ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان میں ایک درھم ہوگا۔ پھر ہر چالیس درھم پر ایک درھم ہوگا۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جو دوسو سے بڑھ جائیں تو اس کی زکوٰۃ اس کے حساب سے ہے۔ اور جب چاندی کے ورق پر چاندی غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں ہے اور جب کھوٹ غالب ہو تو وہ سامان کے حکم میں ہے۔ جب تجارت کے لیے ہو تو اس کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا تو جب نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نہیں پہنچی تو واجب نہیں۔

﴿فضه﴾ چاندی میں ۱۴۰ مثقال مساوی دو سو درہم نصاب ہے جو کہ ۶۳۰ ماشے بنتے ہیں اس دو سو درہم یعنی ۶۳۰ ماشے چاندی میں

Marfat.com

۵ درہم یا ۵ ماشے ۶ رتی چاندی زکوٰۃ کے حساب میں آئے گی، ساڑھے باون تولے چاندی پورا سال قمری مہینوں کا گزار دے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالنا فرض ہوگا ورنہ جہنم میں جکڑے رہیں گے، آسان طریقہ یہ لکھا ہے کہ جتنا مال نصاب میں ہے اس کے چالیسویں حصہ میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی سو روپے میں اڑھائی اور چالیس میں سے ایک زکوٰۃ کا ہوتا ہے

﴿مائتین﴾ صاحبین کے نزدیک ہر دو سو کے بعد پانچ درہم بڑھ جائیں گے۔ نقود میں دراہم پر کسر حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک معاف ہیں اور صاحبین کے نزدیک یہ عفو خاص ہے سوائم میں نہ نقود میں (جیسے بکریاں میں چالیس اور چالیس سے ایک سو بیس تک صرف ایک ہی بکری نصاب میں آئے گی) مثلاً اگر آپ کے پاس دو سو درہم پر دس درہم بڑھ جائیں تو تاوقتیکہ یہ کسر کو پورا کر کے چالیس درہم تک نہ پہنچ جائیں امام صاحب کے نزدیک وہی پانچ درہم زکوٰۃ آئے گی اگرچہ صاحبین اس کے برخلاف ہیں لیکن یہی بہتر مسلک ہے جو حضرت امام نے اختیار فرمایا۔

(سراج المشکوٰۃ فی مسائل الزکوٰۃ، از حضرت علامہ **صاحبزادہ حافظ علی احمد جان**)

ناشر :۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور، طبع بار دوئم ۱۹۹۶ء

طالب دعا :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

بَابُ زَکٰوۃِ الذَّھَبِ

لَیۡسَ فِیۡمَا دُوۡنَ عِشۡرِیۡنَ مِثۡقَالًا مِّنَ الذَّھَبِ صَدَقَۃٌ فَاِذَا کَانَتۡ عِشۡرِیۡنَ مِثۡقَالًا وَحَالَ عَلَیۡھَا الۡحَوۡلُ فَفِیۡھَا نِصۡفُ مِثۡقَالٍ ثُمَّ فِیۡ کُلِّ اَرۡبَعَۃِ مَثَاقِیۡلَ قِیۡرَاطَانِ وَلَیۡسَ فِیۡمَا دُوۡنَ اَرۡبَعَۃِ مَثَاقِیۡلَ صَدَقَۃٌ عِنۡدَ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ وَعِنۡدَھُمَا مَا زَادَ عَلَی الۡعِشۡرِیۡنَ فَزَکٰوتُہٗ بِحِسَابِھَا وَ فِیۡ تِبۡرِ الذَّھَبِ وَالۡفِضَّۃِ وَحُلِیِّھِمَا وَاٰوَانِیۡھِمَا الزَّکٰوۃُ عِنۡدَنَا

سونے کی زکوٰۃ

بیس مثقال سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں ہے پس جب بیس مثقال پر ایک سال گذر جائے تو ان میں آدھا مثقال ہے پھر ہر چار مثقال پر دو قیراط ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار مثقال سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک بیس مثقال سے جو زیادہ ہو تو اس کی زکوٰۃ اس کے حساب سے ہے اور ہمارے نزدیک سونے وچاندی کے ٹکڑوں، زیورات اور برتنوں پر زکوٰۃ ہے۔

﴿ذھب﴾ سونے کا نصاب ۲۰ مثقال بوزن دہلی ساڑھے سات تولہ ہے جس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔ جب آپ کے پاس ساڑے سات تولے سونا پورا سال قمری مہینوں کا گزار دے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالنا فرض ہو گا ورنہ جہنم میں جکڑے رہیں گے ،آسان طریقہ یہ لکھا ہے کہ جتنا مال نصاب میں ہے اس کے چالیسویں حصہ میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی سو روپے میں اڑھائی اور چالیس میں سے ایک زکوٰۃ کا ہوتا ہے۔﴿عشرین﴾ یعنی ہر بیس پر آدھا آدھا مثقال بڑھتا جائے گا﴿الذھب والفضۃ﴾ مسئلہ سونے چاندی برتن زیور سچا گوٹہ ، ٹھپہ کناری سب پر زکوٰۃ واجب ہے اس لیے کہ سونے وچاندی کی قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں اور زکوٰۃ ہر اس چیز پر ہے جس میں نمو ہو۔ امام شافعی کے نزدیک ذاتی استعمال میں آنے والے سونے وچاندی کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں۔

Marfat.com

بَابُ زَكٰوةِ الْعُرُوْضِ

اَلزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ فِى الْعُرُوْضِ اِذَا كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ كَائِنَةً مَّا كَانَتْ اِذَا بَلَغَتْ قِيْمَتُهَا نِصَابًا كَامِلًا مِّنَ الْوَرَقِ اَوِالذَّهَبِ وَ حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ وَيُقَوِّمُهَا بِمَا هُوَ اَنْفَعُ لِلْمَسَاكِيْنِ وَالْفُقَرَآءِ مِنْهُمَا وَ اِذَا كَانَتِ النِّصَابُ كَامِلًا فِىْ طَرَفِيِ الْحَوْلِ فَنُقْصَانُهٗ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ لَا يُسْقِطُ الزَّكٰوةَ وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوْضِ اِلَى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ كَذٰلِكَ يُضَمُّ الذَّهَبُ اِلَى الْفِضَّةِ بِالْقِيْمَةِ حَتّٰى يَتِمَّ النِّصَابُ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ

سامان کی زکوٰۃ

سامان میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ تجارت کے لیے ہو۔ جو بھی سامان ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس کی قیمت ان دونوں میں سے اس کے ساتھ لگائے جو مسکینوں اور فقیروں کے لیے نافع تر ہو۔ اور جب سال کے دونوں کناروں پر نصاب پورا ہو تو سال کے درمیان میں نصاب کا کم ہونا زکوٰۃ کو ساقط نہیں کرتا ہے۔ اور سامان کی قیمت سونے و چاندی کی طرف ملائی جائے یہاں تک کہ نصاب پورا ہو جائے اور اسی طرح سونے کو چاندی کی طرف از روئے قیمت کے ملایا جائے یہاں تک کہ نصاب پورا ہو جائے۔ یہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے

﴿عروض﴾ عرض کی جمع عروض ہے۔ اس کے معنی ہیں سامان۔ نقد ہو یا غیر نقد

Marfat.com

وَقَالَا لَا يُضَمُّ الذَّهَبُ اِلَى الْفِضَّةِ بِاِعْتِبَارِ الْقِيْمَةِ وَلٰكِنْ يُّضَمُّ بِالْاَجْزَآءِ حَتّٰى لَوْ كَانَ لَهٗ مِائَةُ دِرْهَمٍ وَخَمْسَةُ دَنَانِيْرَ قِيْمَتُهَا مِائَةُ دِرْهَمٍ يُضَمُّ عِنْدَهٗ وَعِنْدَهُمَا لَا يُضَمُّ مَالَمْ يَكُنْ عَشَرَةَ مَثَاقِيْلَ ذَهَبًا

اور صاحبین فرماتے ہیں کہ سونے کو چاندی کی طرف قیمت کے اعتبار سے نہ ملایا جائے بلکہ اجزاء کے اعتبار سے ملایا جائے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے پاس سو درہم اور پانچ دینار ہوں اور پانچ دینار کی قیمت سو درہم ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ملا لیے جائیں۔ اور صاحبین کے نزدیک نہ ملائے جائیں جب تک کہ دس مثقال سونا نہ ہو

Marfat.com

بَابُ زَكٰوةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ

قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ مَا اَخْرَجَتْهُ الْاَرْضُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ قَلَّ اَوْكَثُرَ سَوَاءٌ سَقَاهَا سَيْحٌ اَوْ سَقَتْهُ السَّمَاءُ فِيْمَا لَهٗ ثَمَرَةٌ بَاقِيَةٌ وَمَالَيْسَ لَهٗ ثَمَرَةٌ بَاقِيَةٌ اِلَّا فِي الْحَطَبِ وَالْقَصَبِ وَالْحَشِيْشِ وَقَالَ صَاحِبَاهُ لَا يَجِبُ الْعُشْرُ اِلَّا فِيْمَا لَهٗ ثَمَرَةٌ بَاقِيَةٌ اِذَا بَلَغَ الْخَارِجُ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَالْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ

کھیتیوں اور پھلوں کی زکوٰۃ

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اسے جاری پانی یا بارش نے سیراب کیا اور اس کا پھل باقی رہتا ہو یا نہ رہتا ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے، سوائے لکڑی، بانس اور گھاس کے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ دسواں حصہ واجب نہیں ہے مگر اس چیز میں کہ جن کا پھل باقی رہتا ہو اور اس کی پیداوار پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ اور وسق نبی علیہ السلام کے مقررہ صاع کے اعتبار سے ساٹھ صاع ہیں۔

﴿زروع﴾ زروع جمع ہے زرع کی جس کے معنی ہیں کھیتی

﴿ثمار﴾ ثمار جمع ثمر کی ہے جس کے معنی ہیں پھل

﴿بصاع﴾ ہمارے یہاں نصف صاع پونے دو سیر کا ہے پکے وٹے کے حساب سے۔ ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہو گیا۔ ساٹھ صاع برابر ہو گئے دو سو دس (۲۱۰) سیر کے۔ یعنی ایک وسق میں دو سو دس (۲۱۰) سیر ہوتے ہیں جو صاع نبی کریم ﷺ نے مقرر کیا اب آج کل کی چیزوں کو اس پر قیاس کریں گے۔ مسئلہ تو موجود ہے مگر اس کی ہیئت بدل گئی ہے۔ جب ہیئت بدل جائے تو قیاس کریں گے ورنہ یونہی قیاس نہیں کریں گے، یہ امام اعظم رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کا فقہ ہے

Marfat.com

وَلَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ عِنْدَهُمَا عُشْرٌ وَمَا سُقِيَ بِغَرْبٍ اَوْ سَانِيَةٍ اَوْ دَالِيَةٍ فَفِيْهِ نِصْفُ الْعُشْرِ عَلَى الْقَوْلَيْنِ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ فِيْمَا لَا يُوْسَقُ كَالزَّعْفَرَانِ وَالْقُطْنِ يَجِبُ فِيْهِ الْعُشْرُ اِذَا بَلَغَتْ قِيْمَتُهٗ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ مِنْ اَدْنٰى مَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْوَسَقِ مِنَ الْحُبُوْبِ وَ قَالَ مُحَمَّدٌ يَجِبُ فِيْهِ الْعُشْرُ

اور صاحبین کے نزدیک سبزیوں میں دسواں حصہ نہیں ہے۔ اور جو بڑے ڈول، اونٹ یا رہٹ سے سیراب کیا گیا تو دونوں قولوں کے مطابق اس میں نصف عشر ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جو چیز وسق کے حساب سے نہیں بکتی جیسے زعفران اور روئی تو اس میں دسواں حصہ واجب ہے جب اس کی قیمت ایسے ادنیٰ پانچ اوسق کو پہنچ جائے جو کہ دانوں کے وسق سے ناپی جاتی ہو۔ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ اس میں دسواں حصہ واجب ہو جاتا ہے

حضروات سبزیاں، **غرب** بڑا ڈول، **سانیۃ** اونٹنی جس پر کنویں سے پانی لایا جائے، **اوسق** جمع وسق ساٹھ صاع کا ایک پیمانہ

﴿**قطن**﴾ روئی کی بھی اقسام ہیں کوئی اعلیٰ ہے کوئی ادنیٰ ہے۔

﴿**حبوب**﴾ دانے جیسے باجرہ وغیرہ

Marfat.com

اِذَا بَلَغَ الْخَارِجُ خَمْسَةَ اَعْدَادٍ مِنْ اَعْلٰی مَا يُقَدَّرُ بِهٖ نَوْعُهٗ فَاعْتُبِرَ فِي الْقُطْنِ خَمْسَةُ اَحْمَالٍ وَ فِي الزَّعْفَرَانِ خَمْسَةُ اَمْنَاءٍ وَ فِي الْعَسَلِ الْعُشْرُ اِذَا اُخِذَ مِنْ اَرْضِ الْعُشْرِ قَلَّ اَوْ كَثُرَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ لَا شَيْءَ فِيْهِ حَتّٰى يَبْلُغَ عَشَرَةَ اَزْقَاقٍ كُلُّ زِقٍّ تِسْعَةُ اَمْنَاءٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَجِبُ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ اَفْرَاقٍ كُلُّ فَرْقٍ سِتَّةٌ وَثَلٰثُوْنَ رِطْلًا بِالْعِرَاقِيِّ فَجُمْلَتُهٗ تِسْعُوْنَ مَنًّا وَلَيْسَ فِي الْخَارِجِ مِنْ اَرْضِ الْخَرَاجِ عُشْرٌ

جب اس کی پیداوار اس پانچ عدد اعلیٰ کو پہنچ جائے جس سے اس قسم کی چیزوں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پس روئی میں پانچ گانٹھوں اور زعفران میں پانچ من کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہد میں دسواں حصہ ہے تھوڑی ہو یا بہت ہو اور عشری زمین سے حاصل ہو۔ اور امام یوسف فرماتے ہیں کہ شہد میں کوئی زکوٰۃ نہیں یہاں تک دس پیپوں تک پہنچ جائے۔ ہر پیپہ نو (۹) من کا ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ پانچ افراق تک پہنچ جائے ہر فرق چھتیس (۳۶) عراقی رطل کا ہے۔ پس یہ سب ملا کر نوے (۹۰) من ہے اور خراجی زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے

Marfat.com

بَابُ مَنْ يَجُوْزُ دَفْعُ الصَّدْقَةِ اِلَيْهِ وَمَنْ لَّايَجُوْزُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَ الْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ فَهٰذِهٖ ثَمَانِيَةُ اَصْنَافٍ قَدْ سَقَطَتْ مِنْهُمُ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ لِاَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَغْنٰی عَنْهُمْ اَهْلَهٗ وَالْفَقِيْرُ مَنْ لَهٗ اَدْنٰی شَیْءٌ وَالْمِسْكِيْنُ مَنْ لَّا شَیْءَ لَهٗ وَقَدْ قِيْلَ عَلَی الْعَكْسِ

زکوۃ کس کو دینا جائز اور کس کو دینا جائز نہیں

اللہ تعالی نے فرمایا,, سوائے اس کے نہیں کہ زکوۃ فقیروں، مساکین، زکوۃ وصول کرنے والے مؤلفتہ القلوب، مکاتبین، قرضداروں، مجاہدین، اور مسافر کے لیے ہے۔ یہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ پس یہ آٹھ (۸) اقسام ہیں پس تحقیق ان میں سے مؤلفتہ القلوب نکل گیا اس لیے کہ اللہ تعالی نے اسلام کو عزت دے دی ہے اور اہل اسلام کو ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور فقیر وہ شخص ہے کہ جس کے پاس معمولی چیز ہو اور مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور اس کے برعکس بھی کہا گیا ہے۔

﴿**دفع**﴾ مصارف زکوۃ بیان کیے جائیں گے

﴿**انما**﴾ "انما" حصر کے لیے آتا ہے یہ اصطلاح نحوی ہے جب یہ آتا ہے تو مطلب ہوتا ہے کہ اس عبارت کا یہی معنی ہے

﴿**صدقات**﴾ یہاں صدقہ سے مراد زکوۃ ہے صدقات نافلہ مراد نہیں ہیں

﴿**للفقراء والمساكين**﴾ فقیر وہ ہے جو مقدار نصاب سے کم مال رکھتا ہو یا غیر نامی نصاب کے برابر مالدار ہو (نامی وغیر نامی کی

Marfat.com

تک گزر چکی ہے) اور یہ سامان غیر نامی مستغرق فی الحاجات یعنی کام میں لگا ہوا ہو (عمدۃ الرعایہ) صاحب تفسیر اعظم نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فقیر وہ ہے جو اس لئے سوال نہ کرے کہ اس وقت کا کفاف معیشت (نان و نفقہ) رکھتا ہو یہی مذہب حضرت امام احمد کا ہے۔ مسکین وہ ہے جو کچھ بھی نہ رکھتا ہو (شرح قدوری وغیرہ) فقیر و مسکین کے امتیاز میں علمی طبقہ کے درمیان ایک لطیف بحث ہے جس کا مختصر ذکر دلچسپی سے خالی نہیں فقیر و مسکین دونوں لفظ بسلسلہ عطف و معطوف کلام قدس عزاسمہ میں بیان فرمائے گئے ہیں اس سے مستحقین زکوٰۃ اور اس کے مصرف کے لئے یہ دو مختلف صفتیں ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دو مختلف شخصوں پر حاوی ہیں لیکن آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف کے نزدیک یہ دونوں ایک ہی مستحق کی صفتیں ہیں جن بزرگوں نے مسکین کی تعریف میں اس کا کچھ مالدار ہونا لکھا ہے ان کا استدلال اس آیہ کریمہ سے ہے جو حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصے میں آئی ہے۔ اما السفينة فكانت لمساكين يعملون في البحر (کہف۔۷۹)

"یعنی وہ مسکینوں کی کشتی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے" ان صاحبوں کی یہ دلیل ہے کہ کشتی کے مالک دولتمند تھے کیونکہ ان کی ملکیت میں کشتی اور اس کے ذریعے کام ثابت ہے ظاہر ہے کہ کشتی قیمتی چیز ہوتی ہے جس سے ان مساکین کا صاحب تمول ہونا ثابت ہوا۔ صاحب فتح القدیر اور دیگر فقہاء نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں صرف رحم کے طور پر انہیں مسکین فرمایا گیا ہے نہ کہ بحیثیت کشتی کے مالک ہونے کے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ کشتی والے بطور مزدور کام کرتے تھے اس صورت میں التباس رفع ہو جاتا ہے۔ حضرت امام نے مسکین کے فقیر سے زیادہ غریب ہونے پر یہ دلیل بھی فرمائی ہے کہ آیہ کفارۂ یمین میں ارشاد عالی ہے کہ " فكفارته اطعام عشرة مساكين (سورۃ مائدہ آیت ۸۹)

"یعنی اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے" اس تخصیص سے مسکین کو طعام کی زیادہ تر احتیاج اور اس کی بے بسی پر استدلال کیا جا سکتا ہے یعنی مسکین تو مفلوک الحال اور جب ہی تو کہا ہے کہ وہ کھانے تک کا محتاج بتایا گیا ہے لہذا آیۃ سفینہ میں مسکین سے مراد مزدور ہے واللہ اعلم (محشی)

۞(عاملین)۞ یعنی وہ لوگ جو مال زکوٰۃ وصول کرنے میں تعینات ہوں یعنی عملہ کارکنان۔

۞(مؤلفة قلوب)۞ مولفہ کا مطلب ہے اپنی طرف مائل کرنا۔ ایسے لوگ ہیں جو ہیں تو کافر مگر ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہیں تو زکوٰۃ کے ذریعے ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے تاکہ وہ اسلام قبول کریں۔ آج کے دور میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ وہ لوگ جن کی تالیف قلوب ضروری تھی یعنی مسلمان تو تھے لیکن ابھی نیتوں کے صاف نہ تھے۔

۞(رقاب)۞ رقاب گردن کو کہتے ہیں یعنی مکاتب غلام کو آزادی کے لئے زکوٰۃ کا پیسہ دیا جا سکتا ہے۔ قید غلامی سے غلاموں کی گردن چھڑانے میں مطلب یہ کہ جو لونڈی غلام اپنے آقا سے کچھ رقم مقرر کر کے اپنے آپ کو خرید لے یعنی اپنے مالک کی رضامندی سے اپنی قیمت کا متحمل (ضامن) ہو کہ اس قدر رقم ادا کر کے اپنے آپ کو آزاد کرائے گا ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں اور صاحب

Marfat.com

نصاب لوگوں کو اس معین رقم کی ادائیگی میں مال زکوٰۃ سے مدد کرنے کا حکم ہے

﴿غارمین﴾ مفلس، قرضدار

﴿فی سبیل اللہ﴾ یہ محاورہ ہے یعنی جہاد میں دے سکتے ہو۔ مجاہد کو گھوڑا، تلوار، مکاتب وغیرہ زکوٰۃ حاصل سے خرید کر دے دو اس میں وہ مجاہدین شامل ہیں یا وہ علماء جو فقر کی وجہ سے یا سواری وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے لشکر اسلام کے ساتھ نہ مل سکتے ہوں یا وہ علماء و طلبا جو دین کی تعلیم و تعلم میں مصروف رہتے ہیں صاحب اعظم التفاسیر نے لکھا ہے کہ پل، سرائے وغیرہ میں بھی صرف کرنا راہ خدا میں ہے اور صاحب غایۃ الاوطار نے بحوالہ بدائع اور شامی لکھا ہے کہ کل تقربات اور خیرات اور ہر وہ محتاج شخص جو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اور سبیل میں سعی کرے اس میں داخل ہے کیونکہ یہ اختلاف حکم میں نہیں بلکہ لفظا اختلاف ہے کہ اگر کوئی فی سبیل اللہ وقف یا نذر یا وصیت کرے تو کیا مراد ہونی چاہیے پس بشرط احتیاج ان سب کو دینا جائز ہے خواہ وہ غازی ہو یا حاجی یا طالب علم اسی لئے شارح در مختار نے بحوالہ طحطاوی طالب علم کو فقیر کے ساتھ مقید کر کے اسے زکوٰۃ وغیرہ کے سوال کی اجازت و رخصت دینے کے لئے لکھا ہے خواہ وہ کسب پر بھی قادر ہو فقیر مولف کے نزدیک (خدائے تعالیٰ اسے معاف فرمائے) پل، سبیل، سڑک وغیرہ پر خرچ کرنا مصرف زکوٰۃ کے لئے صحیح نہیں کیونکہ ان میں تملیک نہیں ہے جیسا صاحب غایۃ الاوطار نے بحوالہ شامی درج کیا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ابن السبیل﴾ وہ مسافر ہے جس کی ملک میں مال تو ہے لیکن اس کے ساتھ یا پاس نہ ہو۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ کا مال بقدر مناسب تقسیم کرنا چاہیے ان میں سے مولفۃ القلوب کے متعلق بہت بحث ہے صحابہ کرام اور علماء راسخین فی العلم نے اس مصرف کی شق کو ساقط قرار دیا ہے اس کی اصلیت یہ تھی کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ لوگ تین طرح پر تھے۔ ایک تو وہ کفار تھے جنھیں استمالت اور ایمان میں داخل ہونے پر استقامت کے طور پر مال دیا جاتا تھا دوسرے وہ کفار تھے جو ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھا ان کی ایذا و مضرت کو دور کرنے کے لئے انسداد ایسا کیا جاتا تھا۔ تیسرے قسم کے وہ چند ضعیف الاعتقاد رسمی مسلمان تھے جو ابھی برکات و فیوضات اسلام سے بہرہ ور نہ تھے ان کی مسلمانی ایسی تھی کہ " **ومن الناس من یعبداللہ علیٰ حرف فان اصابہ خیر اطمأن بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ** (سورۃ حج آیت ۱۱) اور کچھ آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں پھر اگر انھیں کوئی بھلائی پہنچ گئی تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ آ پڑی منہ کے بل پلٹ گئے۔ یہ لوگ ضعیف الایمان تھے ان کے ثابت قدم رہنے اور حفظ ماتقدم کے طور پر غلبہ اسلام کے لئے انھیں مال دیا جاتا تھا جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کا بول بالا اور مجاہدانہ عزم پیدا ہو کر **الیوم اکملت لکم دینکم** سے تکمیل دین ہو چکی تو اس مصرف کیلئے اس مستحقین کو ساقط کر دیا گیا جس کا مفصل ذکر کتب احادیث اور فقہ میں موجود ہے (**عمدۃ الرعایہ ۔ فعلی ذلک انعقدالاجماع**) اب اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ (ہدایہ)

Marfat.com

وَالْعَامِلُ مَنْ يَّدْفَعُ اِلَيْهِ الْاِمَامُ بِقَدْرِ عَمَلِهٖ اَنْ عَمِلَ وَفِى الرِّقَابِ اَرَادَبِهٖ الْمُكَاتِبِيْنَ يُعَانُ فِىْ فَكِّ رِقَابِهِمْ وَالْغَارِمُ مَنْ لَزِمَهُ الدَّيْنُ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ وَابْنُ السَّبِيْلِ مَنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ فِىْ وَطَنِهٖ وَهُوَ فِىْ مَكَانٍ لَا شَىْءَ لَهٗ فِيْهِ فَهٰذِهٖ جِهَاتُ الزَّكٰوةِ وَلِلْمَالِكِ اَنْ يَّدْفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَلَهٗ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى صِنْفٍ وَاحِدٍ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّدْفَعُ الزَّكٰوةُ اِلٰى ذِمِّيٍّ وَلَا يُبْنٰى بِهَا مَسْجِدًا

اور عامل وہ شخص ہے کہ امام اس کو اس کے کام کے مطابق دے اگر کام کرے۔ اور گردن چھڑانے سے مراد مکاتبین ہیں کہ گردن چھڑانے میں ان کی مدد کی جائے۔ اور غارم وہ ہے کہ جس کے ذمہ قرض ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ شخص ہے جو غازیوں سے جدا ہو اور مسافر وہ ہے کہ جس کا مال اس کے وطن میں ہو اور وہ ایسی جگہ میں ہو جہاں اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ پس یہ مصارف زکوٰۃ ہیں اور مالک کو اختیار ہے کہ ان میں سے ہر اک کو زکوٰۃ دے یا ایک ہی قسم کو دے دے۔ اور ذمی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور مال زکوٰۃ سے مسجد نہ بنائی جائے۔

﴿**یعان**﴾ ینابیع سے ہے کہ فقیر وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا اور نہ لوگوں کے دروازے پر جاتا ہے

﴿**فلك رقابهم**﴾ مکاتب وہ غلام ہے کہ جس کو مالک کہے کہ مجھے اتنی رقم ادا کر دو تو تم آزاد ہو جبکہ وہ غلام جن کو مالک ایسا نہ کہیں وہ مکاتب نہیں ہیں ﴿**فی سبيل الله**﴾ یعنی اسلحہ وغیرہ نہیں اس لیے وہ جہاد میں نہیں جا سکتا ﴿**ولا يبنى بها**﴾ کن مقامات اور کن لوگوں پر مال زکوٰۃ نہیں لگتی:۔ مال زکوٰۃ سے مسجد کی تعمیر، میت کی تکفین، میت کے قرضے کی ادائیگی، غلام لیکر اس کو آزاد کرنا جائز نہیں (شرح وقایہ) البتہ مکاتب کی قیمت میں اس کی مدد کرنے کی اجازت ہے یہی مطلب ارشاد گرامی وفی الرقاب کا ہے۔

﴿**ذمی**﴾ کافر کو زکوٰۃ دینا درست نہیں مسلمان مستحق کو ہی دینا چاہیے البتہ صدقات نافلہ، خیرات کافر و مشرک پر جائز ہے (طحطاوی)

Marfat.com

وَلَا يُكَفَّنُ بِهَامَيِّتًا وَلَا يَقْضِيْ بِهَا دَيْنَ مَيِّتٍ وَلَا يَشْتَرِيْ بِهَا رَقَبَةً لِيَعْتَقَهُ وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى غَنِيٍّ وَلَا يَدْفَعُ الْمُزَكِّيْ زَكٰوةَ مَالِهِ اِلٰى اَبِيْهِ وَجَدِّهِ وَاِنْ عَلَا وَلَا اِلٰى وَلَدِهِ وَ وَلَدِ وَلَدِهِ وَ اِنْ سَفَلَ وَلَا اِلٰى اُمِّهِ وَجَدَّاتِهِ وَاِنْ عَــلَا وَلَا اِلَى امْرَأَتِهٗ وَلَا تَدْفَعُ الْمَرْأَةُ اِلٰى زَوْجِهَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَا تَدْفَعُ اِلَيْهِ وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى مُكَاتَبِهِ وَلَا اِلٰى مَمْلُوْكِهِ وَلَا اِلٰى مَمْلُوْكِ غَنِيٍّ وَلَا اِلٰى وَلَدِ غَنِيٍّ اِذَا كَانَ صَغِيْرًا وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى صَغِيْرٍ فَقِيْرٍ لَا يَعْقِلُ اِلَّا اَنْ يَّدْفَعُ اِلٰى وَلِيِّهٖ

اور نہ اس سے میت کو کفن دیا جائے۔ اور نہ میت کا قرض ادا کیا جائے۔ اور نہ غلام کو آزاد کرنے کے لیے خریدا جائے اور مالدار کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔ اور زکوٰۃ دینے والا اپنے باپ، دادا اور اگر ان سے اوپر بھی ہوں کو اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے اور نہ اپنے بیٹے، پوتے اور اگرچہ نیچے چلے جاؤ، کو نہ دے اپنی ماں اور بیوی کو بھی نہ دے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہ دے اور صاحبان فرماتے ہیں کہ عورت اپنے شوہر کو دے اور اپنے مکاتب اور غلام کو زکوٰۃ نہ دے اور زکوٰۃ نہ دے مالدار کے غلام اور مالدار کے بیٹے کو جبکہ وہ چھوٹا ہے۔ اور کمسن فقیر جو کہ عاقل نہ ہو اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے مگر یہ کہ اس کے ولی کو دے

﴿غنی﴾ مالدار وہ ہے جو صاحب نصاب ہو

﴿علا﴾ یعنی پردادا اور اس سے بھی اوپر ، زکوٰۃ دہندہ کی اصل و فروع میں جس پہ اس کی ذاتی منفعت پائی جاتی ہو زکوٰۃ نہیں لگتی اصل سے مراد ماں، دادا، نانا، نانی وغیرہ میں بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسے وغیرہ داخل ہیں سب میں علت امتناع وہی ذاتی منفعت ہے شوہر اپنی زوجہ کو نہ دے، یا زوجہ اپنے شوہر کو، مالک اپنے مملوک کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ واللہ اعلم۔ سوتیلے ماں باپ، خسر، ساس، بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، پھوپھی، خالہ، ماموں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے (طحطاوی)

Marfat.com

وَلَا يَدْفَعُ اِلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ وَهُمْ اٰلُ عَلِيٍّ وَّاٰلُ عَبَّاسٍ وَّاٰلُ جَعْفَرٍ وَّاٰلُ عَقِيْلٍ وَّاٰلُ حَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَ مَوَالِيْهِمْ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ اِذَا دَفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى رَجُلٍ بِظَنِّهٖ فَقِيْرًا ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ غَنِيٌّ اَوْ هَاشِمِيٌّ اَوْ كَافِرٌ اَوْ دَفَعَ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ اِلٰى فَقِيْرٍ ثُمَّ بَانَ اَنَّهٗ اِبْنُهٗ اَوْ اَبُوْهُ فَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ عَلَيْهِ اِعَادَةَ

اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہ دے اور وہ اولاد علی، اولاد عباس، اولاد جعفر، اولاد عقیل، اولاد حارث بن عبد المطلب اور ان کے غلام ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمد فرماتے ہیں کہ جب کسی مرد کو فقیر جان کر زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا کہ وہ مالدار تھا یا ہاشمی تھا یا کافر تھا یا رات کے اندھیرے میں فقیر کو دی پھر پتہ چلا کہ وہ اس کا بیٹا یا باپ ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں اس پر زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔

﴿لایدفع﴾ سادات کرام کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ اور اس کی بحث ۔ بنی ہاشم اور ان کے خدمت گاروں کیلئے بھی متون اور کتب فقہ شریف اور احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ دینا منع ہے چونکہ فی زمانناہذا یہ مسئلہ بہت زیر بحث رہا ہے اس لئے اس پر کسی قدر وضاحت سے بحث کی جاتی ہے ہمارے نبی کریم ﷺ اولاد حضرت ہاشم سے ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ہاشم کی اولاد سے حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حارث وغیرہم تھے اس کے سوا جو اولاد ہاشم حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ساتھ جفاکار اور برسرپیکار رہی ان کو اس تقدس اور تعلق سے خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اولاد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بنت رسول ﷺ) کو سید اور اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو (جو کہ غیر از بطن سیدہ خاتون جنت ہے) علوی کہا جاتا ہے ان کے علاوہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سگے چچا نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت حارث بن عبد المطلب تھے ان سب کی اولاد پر زکوٰۃ کا پیسہ ناجائز لکھا ہے (ہدایہ، مختصر، شرح وقایہ، درمختار، مسلم شریف، بخاری شریف) امتناع زکوٰۃ کا حکم تمام بنو ہاشم کے لئے ہے ان کی اولاد سے وہی لوگ تذللا

Marfat.com

خارج ہوئے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے جیسے ابولہب وغیرہ۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سیدہ خاتون جو حبالہ عقد اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب (ابن مطلب بن ہاشم) میں تھیں ان کی اولاد سے سلسلہ سیادت شروع ہوتا ہے اور اس میں تخصیص امتناع زکوۃ نہیں بلکہ اسی عمومیت کے تحت جو بنو ہاشم کے ساتھ مربوط ہے چونکہ انساب کا سلسلہ باپ کی طرف منتسب ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا نسب مبارک حدیث صحیحہ خاتون جنت کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے اس سلسلے سے منسلک جو سادات کہلاتے ہیں یہ تعلق ان کے متعلق کی جاتی ہے کہ انہیں زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ صحیح بخاری میں بروایت ادم بن ابی ایاس حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی نے زکوۃ کی آئی ہوئی کھجوروں میں سے ایک اٹھا کر منہ میں ڈال لی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا "کخ کخ لیطر حھا" "دور کر دور کر تاکہ پھینک دے اسے" اور فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے (بخاری باب مایذکر فی الصدقات للنبی ﷺ) دوسری حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے راستے سے گزرتے ہوئے ایک کھجور پڑی دیکھی تو فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ زکوۃ کے مال سے ہوگی تو میں اسے کھا لیتا (مشکوۃ باب من لاتحل له الصدقة) عبدالمطلب بن ربیۃ سے روایت ہے کہ رحمتہ اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدقہ یعنی زکوۃ لوگوں کی میل جو محمد ﷺ اور ان کی آل کے لئے حلال نہیں۔

Marfat.com

وَلَوْ دَفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى شَخْصٍ ثُمَّ ظَهَرَ اَنَّهٗ عَبْدُهٗ اَوْ مُكَاتَبُهٗ لَمْ يَجْزِفِيْ قَوْلِهِمْ جَمِيْعًا وَلَا يَجُوْزُ دَفْعُ الزَّكٰوةِ اِلٰى مَنْ يَّمْلِكُ نِصَابًا مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ وَيَجُوْزُ دَفْعُهَا اِلٰى مَنْ يَّمْلِكُ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا وَيُكْرَهُ نَقْلُ الزَّكٰوةِ مِنْ بَلَدٍ اِلٰى بَلَدٍ اٰخَرَ وَاِنَّمَا يُصْرَفُ صَدَقَةُ كُلِّ قَوْمٍ فِيْهِمْ اِلَّا اَنْ يَّنْقُلَهَا الْاِنْسَانُ اِلٰى اَقْرِبَائِهِ الضُّعَفَاءِ اَوْ اِلٰى قَوْمٍ هُمْ اَحْوَجُ مِنْ اَهْلِ بَلَدِهٖ

اور اگر ایک شخص کو زکوٰۃ دی پھر ظاہر ہوا یہ کہ وہ اس کا غلام یا مکاتب ہے تو ان سب کے قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ اور اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جو نصاب کا مالک ہو خواہ کوئی مال بھی ہو۔ اور جو نصاب سے کم کا مالک ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچہ وہ تندرست اور کمانے والا ہو، اور زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانا مکروہ ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ ہر قوم کی زکوٰۃ انھی میں صرف کی جائے اگر زکوٰۃ والا ان میں سے ہو۔ مگر یہ کہ آدمی اپنے مفلس رشتہ داروں کے پاس زکوٰۃ لے جائے یا اس قوم کی طرف جو اس کے شہر والوں سے زیادہ محتاج ہوں

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ :۔ سونے چاندی، برتن زیور سچا گوٹہ، ٹھپہ کناری سب پر زکوٰۃ واجب ہے

مسئلہ :۔ اگر آپ کے پاس مال نصاب مثلاً دو سو روپیہ رکھا تھا۔ اور سال پورا ہونے سے پہلے آپکو اور ایک سو روپیہ مل گیا۔ تو اب اس سو روپیہ کو حساب علیحدہ نہ رکھیں گے بلکہ یہ سو بھی پچھلے دو سو کے ساتھ ملکر نصاب میں آجائے گا خواہ اس پر پورا ایک سال گذرا ہو یا نہ۔

حکمت :۔ چونکہ سونا اور چاندی اصل خلقت کے اعتبار سے متعین ہو چکی ہیں۔ اس واسطے ان میں تجارت کی نیت ہو یا نہ ہو اہل و عیال پر حرچ کرنے کا قصد ہو یا نہ ہو۔ ان میں زکوٰۃ واجب ہو گی۔ بر خلاف اور مستثنیات کے کہ ان میں اگر نیت تجارت نہ ہو تو زکوٰۃ بھی نہیں

مسئلہ :۔ ٹھیکہ اور عاریت کی زمین کے حاصلات میں جبکہ وہ عشری (عشری اس زمین کو کہتے ہیں جو مسلمان بادشاہ نے کفار سے فتح کر کے مسلمانوں کو بانٹ دی ہو یا پہاڑی زمین جہاں پانی نہ پہنچے عشری کہلاتی ہے۔ ملاحظہ ہو خانیہ عالمگیری) ہو۔ زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ

Marfat.com

عشر کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھیکہ داراور مستعیر ہے۔ مسئلہ :۔ زکوٰۃ کی شرائط میں یہ بھی کہ اس مال میں ملکیت تامہ ہو۔ اور تام ملک کے یہ معنی ہیں۔ کہ مال میں ملک وقبضہ دونوں موجود ہوں پھر جس مال میں ملکیت تو ہو پر قبضہ نہ ہو۔ مثلاً (مہر مؤجل) یا قبضہ بدون ملک کے ہو جیسے مدیون کے مال دَین کی مقدار تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

تعارف :۔ زکوٰۃ کے حساب کے لیے قمری سال ہے نہ شمسی۔ اس کو سال ہلالی بھی کہتے ہیں اور بموجب علم ہیئت اس کے ۳۵۴ دن، چھتیس گھڑی دس یوم یعنی بائیس وقفے ہوئے ہیں۔ (فتامل)

مسئلہ :۔ اگر آپ شروع اور آخر سال میں صاحب نصاب تھے لیکن درمیانی ایام میں مال گھٹتا گیا تو زکوٰۃ پورے سال کی واجب ہوگی۔

مسئلہ :۔ اگر وہ شخص جس پر زکوٰۃ واجب تھی مر گیا۔ تو علمائے احناف کا یہ فتویٰ ہے۔ کہ زکوٰۃ بوجہ موت اس پر سے ساقط تصور ہوگی۔ لیکن اس کے ذمہ قیامت کا سخت مواخذہ باقی رہ گیا اور اگر یہ متوفی ادائیگی زکوٰۃ کی وصیت کر کے مرا ہے تو ورثاء کو چاہیے کہ میت کے ثلث مال سے زکوٰۃ ادا کر دیں بلکہ حضرت امام شافعی تو یہ فرماتے ہیں کہ نہ تو اس وقت وصیت کو دیکھا جائے۔ نہ ثلث مال کی تقدیر ضروری ہے بدوں وصیت (کمبخت کے) سارے مال سے اول زکوٰۃ نکالی جائے۔

مسئلہ :۔ مستحق کو بنام انعام، یا تقریب عید، بہ نیت زکوٰۃ رقم دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ :۔ اگر تمہارا کسی پر قرضہ چلا آتا ہے تو اب اس کو زکوٰۃ میں سے، مجرا نہیں کیا جاسکتا، یہ تو وہی مثال ہوگی "حلوائی کی دوکان اور لاجی کی فاتحہ" درست نہیں۔ البتہ فقہاء نے یہ حیلہ جائز قرار دیا ہے کہ آپ اس کو اپنے قرضہ کا مطالبہ کر کے وہ رقم واپس لے سکتے ہیں۔

مسئلہ :۔ آپکے پاس اس قدر چاندی ہے کہ (۳) تولہ زکوۃ کی چاندی نکلتی ہے اور فرض کریں کہ بازار میں (۳) تولہ چاندی کی قیمت دو (۲) روپیہ ہے آپ دو روپیہ کی رقم یعنی قیمت چاندی زکوٰۃ میں نہیں دے سکتے۔ کیونکہ دو روپیہ کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دیجائے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے قیمت کا نہیں یہ مسئلہ یاد رکھئے البتہ آپ دو روپیہ کا سونا، کپڑا یا کوئی اور چیز یا خود ۳ تولہ چاندی کر دے سکتے ہیں۔ جس سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی (شامی وغیرہ)

(رسالہ سراج المشکوۃ فی مسائل الزکوۃ مکمل ہوا)

Marfat.com

بَابُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ

صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبٌ عَلَى الْحُرِّالْمُسْلِمِ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ اِذَا كَانَ مَالِكًا لِلنِّصَابِ فَاضِلًا عَنْ مَسْكَنِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَثَاثِهٖ وَفَرَسِهٖ وَ سِلَاحِهٖ وَ عَبِيْدِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَيُخْرِجُ ذٰلِكَ عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ اَوْلَادِهِ الصِّغَارِ وَعَنْ مَّمَالِيْكِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَلَا يُؤَدِّى عَنْ زَوْجَتِهٖ وَعَنْ اَوْلَادِهِ الْكِبَارِوَاِنْ كَانُوْا فِىْ عَيَالِهٖ وَعَنْ عَبْدِهِ الْمَاذُوْنِ وَالْمُؤْجِرَ وَعَبْدِهِ الْمُوْصٰى بِرَقَبَةٍ لَهٗ

صدقہ فطر

آزاد، مسلمان، بالغ، عاقل پر صدقہ فطر واجب ہے جبکہ نصاب کا مالک ہو۔ جو اس کے رہائشی گھر کپڑوں، سامان، گھوڑے، ہتھیار اور خدمت گار غلاموں سے زائد ہو۔ اور صدقہ فطر اپنی طرف سے اپنی کمسن اولاد اور اپنے خدمت گار غلاموں کی طرف سے ادا کرے گا۔ اپنی بیوی اور جوان اولاد کی طرف سے ادا نہ کرے۔ اگرچہ اس کے عیال میں شامل ہوں۔

﴿**فطر**﴾ فطر چھوٹی عید کو کہتے ہیں، اس موقع پر کچھ صدقہ کیا جاتا ہے ایک صدقہ معین ہے اور ایک غیر معین یہ صدقہ معین ہے جو کہ معین وقت پر مقرر مقدار میں دیا جاتا ہے۔ یہ صدقہ رمضان کے لیے ہوتا ہے تاکہ روزوں میں جو کمی ہے وہ اس سے پوری ہو جائے

﴿**عیال**﴾ فقہا فرماتے ہیں کہ جوان اولاد کی طرف سے بھی دے گا جبکہ وہ بارو زگار نہ ہوں اور اس کی ذمہ داری ہوں

Marfat.com

وَ اِنْكَانَ خِدْمَتُهٗ لِلْاٰخِرِ وَعَنْ عَبْدِ الْمَرْهُوْنَ اِنْكَانَ لَهٗ وَفَآءٌ وَلَا يُخْرِجُ عَنْ مَكَاتِبِهٖ وَلَا عَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلتِّجَارَةِ وَالْعَبْدِ بَيْنَ الشَّرِيْكَيْنِ لَافِطْرَةَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمَا وَيُؤَدِّى الْمُسْلِمُ الْفِطْرَةَ عَنْ عَبْدِهِ الْكَافِرِ وَالْفِطْرَةُ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْصَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ قِيْمَتُهٗ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ وَالصَّاعُ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِىِّ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ خَمْسَةُ اَرْطَالٍ وَثُلُثُ رَطْلٍ بِالْحِجَازِىِّ وَوُجُوْبُ الْفِطْرَةِ يَتَعَلَّقُ بِطُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِىْ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ

اور نہ اپنے ماذون یا موجر کی طرف غلام کی طرف سے ادا کرے۔ اور نہ اپنے اس غلام کی طرف سے کہ جس کی گردن آزاد کرنے کے متعلق وصیت کی گئی ہو اگر ان کہ خدمت دوسرے کے لیے ہو۔ اور نہ اپنے اس غلام کی طرف سے جو مرھون ہو اگر اس کے پاس کافی مال ہو۔ اور صدقہ فطر اپنے مکاتب اور اپنے غلاموں کی طرف سے ادا نہ کرے جو تجارت کے لیے ہوں۔ ایک غلام جو دو شریکوں کا ہے تو ان دو میں سے کسی پر بھی اس کا صدقہ فطر نہیں ہے اور مسلمان اپنے کافر غلام کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔ اور امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک صدقہ فطر گندم سے آدھا صاع یا کھجور سے ایک صاع یا جو یا میوے سے ایک صاع یا ان کی قیمت کے برابر ہے۔ اور صاع عراقی رطل کے اعتبار سے آٹھ رطل ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ پانچ رطل اور حجازی رطل کا تیسرا حصہ ہے۔ اور صدقہ فطر کا واجب ہونا یوم فطر کے دن صبح صادق کے نمودار ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَتَعَلَّقُ بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنْ اٰخِرِ يَوْمِ رَمَضَانَ وَمَنْ مَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْفِطْرَةُ عِنْدَنَا وَمَنْ اَسْلَمَ اَوْ وُلِدَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَمْ تَجِبُ الْفِطْرَةُ اِتِّفَاقًا وَالْمُسْتَحَبُّ لِلنَّاسِ اَنْ يُخْرِجُوا الْفِطْرَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ النَّاسُ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاِنْ قَدَّمُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ جَازَ عَنْهُمْ وَاِنْ اَخَّرُوْهَا مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ لَمْ تَسْقُطْ وَكَانَ عَلَيْهِمْ اِخْرَاجُهَا

اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے غروب آفتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس سے پہلے مر گیا تو ہمارے نزدیک اس پر فطرانہ واجب نہیں ہے اور جو صبح صادق کے بعد مسلمان ہوا یا پیدا ہوا تو بالاتفاق اس پر فطرانہ واجب نہیں ہے اور لوگوں کے لیے مستحب ہے یہ کہ فطر کے دن لوگوں کے عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے فطرانہ ادا کریں۔ پس اگر فطر کے دن سے پہلے فطرانہ دے دیا تو ان کی طرف سے جائز ہے اور اگر فطر کے دن سے موخر کرے تو صدقہ فطر ساقط نہیں ہوگا اور اس پر فطرانہ دینا لازم ہے۔

Marfat.com

كِتَابُ الصَّوْمِ

اَلصَّوْمُ ضَرْبَانِ وَاجِبٌ وَّنَفْلٌ فَالْوَاجِبُ مِنْهُ ضَرْبَانِ اَحَدُهُمَا يَتَعَلَّقُ بِزَمَانٍ بِعَيْنِهٖ كَصَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالنَّذْرِ الْمُعَيَّنِ فَيَجُوْزُ صَوْمُهٗ بِنِيَّةٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاِنْ لَّمْ يَنْوِ حَتّٰى اَصْبَحَ فَنَوٰى اَجْزَتْهُ مَا بَيْنَ الصُّبْحِ وَبَيْنَ الزَّوَالِ وَالضَّرْبُ الثَّانِىْ مَا ثَبَتَ فِي الذِّمَّةِ كَقَضَآءِ شَهْرِ رَمَضَانِ وَالنَّذْرِ الَّذِىْ هُوَ غَيْرُ الْمُعَيَّنِ

روزہ کی کتاب

روزہ کی دو قسمیں ہیں واجب اور نفل۔ پس ان میں سے واجب کی دو قسمیں ہیں۔ان میں سے ایک وقت معین سے تعلق رکھتا ہے ہے۔ جیسے ماہ رمضان اور نذر معین کا روزہ ہے۔ پس رات ہی کو نیت کر لینے سے یہ روزہ جائز ہے۔اور اگر صبح تک نیت نہیں کی تو صبح صادق اور زوال آفتاب کے درمیان نیت کر لینا جائز ہے۔اور دوسری قسم وہ ہے جو ذمہ میں ثابت ہو جیسے قضا ماہ رمضان اور نذر غیر معین کا روزہ ہے۔

﴿صوم﴾ صوم کے معنی ہیں روزہ۔ صام۔یصوم۔ صوما۔ صوم کا لغوی معنی امساک یعنی رک جانا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں عاقل، بالغ مسلمان کا روزے کی نیت سے صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا روزہ کہلاتا ہے۔

﴿واجب﴾ واجب بمعنی فرض کے ہے

﴿نذر المعین﴾ نذر معین کا روزہ بھی واجب ہے۔ کوئی نذر مانے کہ میں مقدمہ جیت جاؤں یا میرا اپنے تندرست ہو جائے یا اس طرح کئی اور باتیں تو میں تین دن، پانچ دن وغیرہ روزہ رکھوں گا۔

﴿قضاء﴾ کسی عذر کی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے تو اب ان کی قضا لازم ہے۔ جان بوجھ کر توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم آتا ہے ﴿غیر المعین﴾ جس میں وقت متعین نہ ہو

Marfat.com

فَلَا يَجُوْزُ اِلَّا بِنِيَّةٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَ كَذٰلِكَ صَوْمُ الظِّهَارِ وَالْكَفَّارَاتِ وَالنَّفْلُ كُلُّهٗ يَجُوْزُ بِنِيَّةٍ مِّنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ وَيَنْبَغِيْ لِلنَّاسِ اَنْ يَّلْتَمِسُوا الْهِلَالَ فِيْ يَوْمِ التَّاسِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنْ رَأَوْهُ صَامُوْا وَ اِنْ غُمَّ الْهِلَالُ عَلَيْهِمْ اَكْمَلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامُوْا وَلَا يَصُوْمُ يَوْمَ الشَّكِّ اِلَّا تَطَوُّعًا وَمَنْ رَّاٰى هِلَالَ رَمَضَانَ وَحْدَهٗ صَامَ

پس یہ جائز نہیں ہے مگر رات ہی کو نیت کر لینے سے۔ اور اسی طرح ظہار اور کفارے کے روزے ہیں۔ اور تمام نفلی روزے دن میں زوال سے پہلے نیت کر لینے سے جائز ہیں اور لوگوں کو چاہیے کہ شعبان کی انتیسویں (۲۹) کو چاند تلاش کریں پس اگر اسے دیکھ لیں تو روزہ رکھیں اور اگر ان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورا کر کے پھر روزہ رکھیں۔ اور شک کے دن روزہ نہ رکھیں مگر نفل کی نیت سے رکھیں۔ اور جس نے تنہا رمضان کا چاند دیکھا تو وہ روزہ رکھے

﴿من اللیل﴾ یعنی صبح صادق سے پہلے

﴿ظہار﴾ ظہار یعنی کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تم میری ماں کی طرح ہو یا تمھاری پیٹھ میری ماں یا بہن کی طرح ہے تو اس پر ظہار کے روزے کفارہ کے طور پر رکھنے لازم ہیں

Marfat.com

وَاِنْ لَّمْ يَقْبَلِ الْاِمَامُ شَهَادَتَهٗ وَاِنْ اَفْطَرَ فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَاِذَا كَانَ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ قَبِلَ الْاِمَامُ شَهَادَةَ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ رَجُلًا كَانَ اَوْ اِمْرَأَةً حُرًّا كَانَ اَوْ عَبْدًا وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ لَمْ يَقْبَلِ الْاِمَامُ شَهَادَةً حَتّٰى يَرَاهَا جَمْعٌ كَثِيْرٌ يَقَعُ الْعِلْمُ بِخَبَرِهِمْ وَ وَقْتُ الصَّوْمِ مِنْ حِيْنِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِيْ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالصَّوْمُ هُوَ الْاِمْسَاكُ عَنِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ نَهَارًا مَعَ النِّيَّةِ

اگرچہ امام اس کی شہادت کو قبول نہ کرے اور اگر روزہ نہ رکھے تو ہمارے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔ اور اگر آسمان میں بادل و غبار ہو تو امام چاند دیکھنے کے متعلق شہادت قبول کرے ایک عادل کی چاہیے وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام ہو۔ اور اگر آسمان میں بادل و غبار نہ ہو تو امام شہادت قبول نہ کرے یہاں تک کہ ایک ایسی بڑی جماعت دیکھے کہ جن کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے۔ اور روزے کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک ہے۔ اور روزہ دن کے وقت نیت کے ساتھ کھانے پینے اور صحبت کرنے سے رک جانے کا نام ہے۔

﴿عادل﴾ عادل جو مردود شہادت نہ ہو۔ یعنی زناکار، قاتل، قطاع الطریق یہ سب مردود شہادت ہیں جو سنت موکدہ کا پابند ہو۔ متبع شریعت ہو تو وہ عادل ہے۔

Marfat.com

فَإِنْ أَكَلَ الصَّآئِمُ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا لَمْ يُفْطِرْهُ فَإِنْ نَامَ فَاحْتَلِمَ أَوْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ امْرَأَةٍ بِشَهْوَةٍ فَأَنْزَلَ أَوِادَّهَنَ أَوِ احْتَجَمَ أَوِ اكْتَحَلَ أَوْ قَبَّلَ أَوْ أَصْبَحَ جُنُبًا لَمْ يَفْطِرْهُ فَإِنْ أَنْزَلَ بِقُبْلَةٍ أَوْلَمْسٍ فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ دُوْنَ الْكَفَّارَةِ وَلَا بَأْسَ بِالْمُلَامَسَةِ أَوْ بِالْقُبْلَةِ إِذَا أَمِنَ عَلَى نَفْسِهِ وَيَكْرَهُ إِنْ لَّمْ يَأْمَنْ وَإِنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ مِلأَ الْفَمِّ لَمْ يُفْطِرْ

اور اگر روزہ دار نے بھول کر کھالیایا پی لیایا مجامعت کر لی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اور اگر سونے میں احتلام ہو گیایا عورت کی شرمگاہ کی طرف شہوت سے نظر کی پس انزال ہو گیایا تیل لگایایا سینگی لگائی یا سرمہ لگایایا بوسہ لیایا جنب کی حالت میں صبح کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اور اگر بوسہ یا چھونے سے انزال ہو تو اس پر قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔ چھونے اور بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ اپنے نفس پر اس کو اطمینان نہ ہو۔ اور مکروہ ہے اگر اطمینان ہو۔ اور اگر منہ بھر کر قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

Marfat.com

فَاِنِ اسْتِقَاءَ عَمَدًا مِلأَ الْفَمِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَمَنِ ابْتَلَعَ الْحَصَاةَ اَوِ الْحَدِيْدَ اَوِ النَّوَاةَ اَفْطَرَ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ دُوْنَ الْكَفَّارَةِ وَمَنْ جَامَعَ عَامِدًا فِيْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ اَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ مَا يُتَغَذّٰى بِهٖ اَوْ يُتَدَاوٰى بِهٖ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ مِثْلَ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَمَنْ جَامَعَ فِيْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ اَوِ الْبَهِيْمَةِ اَوْ قَبَّلَ اَوْ لَمَسَ زَوْجَتَهٗ فَاَنْزَلَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ

اور اگر جان بوجھ کر منہ بھر کر قے کی تو اس پر قضا لازم ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور اگر کوئی سنگریزہ یا لوہا یا کھجور کی گٹھلی نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضا لازم ہے اور کفارہ نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے جان بوجھ کر قُبل یا دُبر میں مجامعت کر لی یا کھالی یا پی لی وہ چیز جس سے غذا حاصل کی جاتی ہو یا جس سے دوائی کی جاتی ہو تو ظہار کے کفارہ کی مانند اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اور جس نے فرج کے سوا عورت کی کسی اور جگہ یا جانور سے مجامعت کی یا بیوی کو چھونے یا بوسہ لینے سے انزال ہو گیا تو اس پر قضا لازم ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

Marfat.com

وَلَيْسَ فِيْ اَفْسَادِ الصَّوْمِ فِيْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ كَفَّارَةٌ وَمَنِ احْتَقَنَ اَوِ اسْتَعْطَ اَوْاَقْطَرَ فِيْ اُذُنَيْهِ اَوْ دَاوٰى جَائِفَةً اَوْ اٰمَّةً بِدَوَآءٍ رَطْبٍ فَوَصَلَ الدَّوَآءُ اِلٰى جَوْفِهٖ اَوْ اِلٰى دِمَاغِهٖ اَفْطَرَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِنْ اَقْطَرَ فِيْ اِحْلِيْلِهٖ لَمْ يُفْطِرْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَّعِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ يُفْطِرُ وَمَنْ ذَاقَ شَيْئًا بِفَمِّهٖ اَوْ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُدْخِلْ لَمْ يُفْطِرْ

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے کفارہ نہیں ہے۔ اور جس نے حقنہ لیا یا ناک میں دوائی ڈالی یا کانوں میں قطرے ڈالے یا تر دوائی سے پیٹ یا سر کے زخم کا علاج کیا پس وہ دوائی پیٹ یا دماغ میں پہنچ گئی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر ذکر کے سوراخ میں دوائی ٹپکائی تو امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جائے گا۔ اور جس نے اپنے منہ یا زبان سے کچھ چکھا اور وہ چیز اندر داخل نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☼ دواء ☼ اگر انجکشن لگایا اور دوائی دماغ یا پیٹ میں پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔

☼ ذاق شیئا ☼ اگر کسی کا شوہر سخت مزاج ہے اور وہ ہانڈی کا نمک چکھ کر پھینک دیتی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

Marfat.com

وَيُكْرَهُ لَهٗ ذٰلِكَ وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَمْضُغَ لِصَبِيِّهَا الطَّعَامَ اِذَا كَانَ لَهَا بُدٌّ مِنْهُ وَ مَضْغُ العَلَكِ لَا يُفْطِرُ الصَّوْمَ وَلٰكِنْ يُكْرَهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا فِيْ رَمَضَانَ فَخَافَ اِنْ صَامَ زَادَ مَرَضُهٗ اَفْطَرَ وَقَضٰى وَاِنْ كَانَ مُسَافِرًا لَا يَضُرُّهُ الصَّوْمُ فَصَوْمُهٗ اَفْضَلُ وَاِنْ اَفْطَرَ الْمُسَافِرُ وَقَضٰى جَازَ وَاِنْ مَّاتَ الْمَرِيْضُ وَ الْمُسَافِرُ وَ هُمَا عَلٰى حَالِهِمَا لَمْ يَلْزَمْهُمَا الْقَضَآءُ

اور یہ چکھنا اس کے لیے مکروہ ہے۔اور عورت کے لیے مکروہ ہے کہ بلاضرورت اپنے بچے کے لیے کھانا چبا کر نرم کرلے۔اور گوند کا چبانا روزہ نہیں توڑتا لیکن یہ مکروہ ہے۔اور جو رمضان میں بیمار ہو اور ڈرتا ہو کہ اگر روزہ رکھے تو بیماری زیادہ ہو جائے گی۔تو روزہ توڑ دے اور اس کی قضا کرے اور اگر ایسا مسافر ہے کہ روزہ اس کو ضرر نہیں پہنچاتا تو اس کا روزہ رکھنا افضل ہے۔اور اگر مسافر نے روزہ توڑ دیا اور اس کی قضا کرلی تو جائز ہے۔اور اگر مریض اپنی حالت مرض اور مسافر اپنی حالت سفر میں مر جائیں تو ان دونوں پر قضا لازم نہیں ہے

Marfat.com

وَ اِنْ صَحَّ الْمَرِيْضُ اَوْ اَقَامَ الْمُسَافِرُ ثُمَّ مَاتَا لَزِمَهُمَا الْقَضَآءُ بِقَدْرِ الصِّحَّةِ وَالْاِقَامَةِ وَقَضَاءُ رَمَضَانَ اِنْ شَآءَ فَرَّقَهٗ وَاِنْ شَآءَ تَتَابَعَهٗ فَاِنْ اَخَّرَ الصَّوْمَ حَتّٰى دَخَلَ رَمَضَانُ الثَّانِىْ صَامَ رَمَضَانَ الثَّانِىْ وَقَضَى الْاَوَّلَ بَعْدَهٗ وَلَا فِدْيَةَ عَلَيْهِ وَالْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ اِذَا خَافَتَا عَلٰى وَلَدِهِمَا اَوْ عَلٰى نَفْسِهِمَا اَفْطَرَتَا وَقَضَتَا وَلَا فِدْيَةَ عَلَيْهِمَا وَالشَّيْخُ الْفَانِى الَّذِىْ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ يُفْطِرُ وَيُطْعِمُ لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا كَمَا يُطْعِمُ فِىْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ

اور اگر بیمار تندرست ہو گیا یا مسافر اقامت پذیر ہو گیا پھر مر گیا۔ تو صحت اور اقامت کے حساب سے ان پر قضاء لازم ہے۔ اور رمضان کی قضا اگر چاہے وقفے وقفے سے رکھے یا مسلسل رکھے پس اگر روزہ کو مؤخر کر دیا حتی کہ دوسرا رمضان آگیا تو دوسرے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد پہلے رمضان کی قضا کرلے۔ اور اس پر کچھ فدیہ نہیں ہے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو جب اپنے بچوں یا اپنی جانوں کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھیں اور قضا کریں اور ان دونوں پر فدیہ نہیں ہے۔ اور بہت بوڑھا آدمی جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو روزہ نہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے جیسے ظہار کے کفارے میں کھلایا جاتا ہے۔

﴿فدیہ﴾ فدیہ وہ دے گا جس کو طبیب نے ساری عمر کے لیے روزے سے منع کر دیا ہو، جو تندرست ہو سکتا ہے اس پر قضا ہے

Marfat.com

وَمَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ قَضَآءُ رَمَضَانَ فَاَوْصٰى بِهٖ اَطْعَمَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ وَمَنْ دَخَلَ فِيْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ اَوْ فِيْ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ ثُمَّ اَفْسَدَهُمَا قَضَاهُمَا وَاِذَا بَلَغَ الصَّبِيُّ اَوْ اَسْلَمَ الْكَافِرُ فِيْ رَمَضَانَ بَعْدَ الزَّوَالِ اَمْسَكَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَصَامَا بَعْدَهٗ وَلَمْ يَقْضِيَا مَامَضٰى مِنْهُمَا وَمَنْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَمْ يَقْضِ الْيَوْمَ الَّذِيْ حَدَثَ فِيْهِ الْاِغْمَآءُ وَقَضٰى مَا بَعْدَهٗ وَاِذَا اَفَاقَ الْمَجْنُوْنُ فِيْ بَعْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ قَضٰى مَا مَضٰى مِنْهُ

اور جو شخص مر جائے اور اس پر رمضان کی قضا ہو پس اس نے قضا کی وصیت کی تو اس کی طرف سے اس کا ولی ہر دن ایک مسکین کو آدھا صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو یا ایک صاع میوے کے برابر دے دے۔ اور جو شخص نفلی روزے یا نماز میں داخل ہوا پھر اسے توڑ دیا تو ان دونوں کی قضا کرے۔ اور جب رمضان میں زوال کے بعد بچہ بالغ ہو جائے یا کافر مسلمان ہو جائے تو باقی دن رکے رہیں۔ اور اس دن کے بعد روزہ رکھیں اور اس دن اور اس سے پہلے روزے کی قضا نہ کریں۔ اور جو ماہ رمضان میں بے ہوش ہو گیا تو جس دن بے ہوشی واقع ہوئی اس روزہ کی قضا نہ کرے اور اس کے بعد کے روزے کی قضا کرے۔ اور جب پاگل رمضان کے کچھ حصے میں تندرست ہو گیا تو گذر جانے والے روزوں کی قضا کرے۔

﴿طعم﴾ اس کو اسقاط بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

وَاِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ اَوْ نَفِسَتْ اَفْطَرَتْ وَقَضَتْ اِذَا طَهُرَتْ وَلَا فِدْيَةَ عَلَيْهَا وَاِذَا قَامَ الْمُسَافِرُ وَطَهُرَتِ الْحَائِضُ فِيْ بَعْضِ النَّهَارِ اَمْسَكَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَمَنْ تَسَحَّرَ وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّ الْفَجْرَ لَمْ يَطْلُعْ اَوْ اَفْطَرَ وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّ الشَّمْسَ قَدْ غَرَبَتْ ثُمَّ تَبَيَّنَ اَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ اَوْ اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَغْرُبْ قَضٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَمَنْ رَّاٰى هِلَالَ الْفِطْرِ وَحْدَهُ لَمْ يُفْطِرْ وَاِذَا كَانَ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ لَمْ يَقْبَلُ الْاِمَامُ فِيْ هِلَالِ الْفِطْرِ اِلَّا شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَامْرَاَتَيْنِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي السَّمَآءِ عِلَّةٌ لَمْ يُقْبَلِ الْاِمَامُ اِلَّا شَهَادَةَ جَمْعٍ كَثِيْرٍ يَقَعُ الْعِلْمُ بِخَبَرِهِمْ

اور جب عورت حائضہ یا نفاس والی ہو جائے تو روزہ توڑ دے اور قضا کرے اور اس پر فدیہ نہیں ہے۔ اور جب دن کے بعض حصہ میں مسافر اقامت گزین یا حائضہ پاک ہو جائے۔ تو باقی دن کھانے پینے سے رک جائیں۔ اور جس نے اس گمان میں سحری کی کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوئی یا ان گمان میں افطار کیا کہ سورج ڈوب گیا پھر ظاہر ہوا کہ بے شک صبح صادق طلوع ہو چکا ہے یا یہ کہ سورج غروب نہیں ہوا ہے تو اس دن کی قضا کرے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔ اور جس نے تنہا عید کا چاند دیکھا تو روزہ ترک نہ کرے اور جب آسمان میں بادل و غبار ہو تو امام عید کے چاند کے متعلق قبول نہ کرے مگر دو مردوں کی شہادت یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت۔ اور اگر آسمان میں ابر و غبار نہ ہو تو امام قبول نہ کرے مگر جمع غفیر کی شہادت کہ ان کی خبر سے یقینی علم واقع ہو جائے۔

Marfat.com

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

اَلْاِعْتِكَافُ مُسْتَحَبٌّ وَهُوَ اللَّبْثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ بِنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ وَيُحَرَّمُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ الْوَطْئُ وَ اللَّمْسُ وَ الْقُبْلَةُ وَاِنْ اَنْزَلَ بِالْقُبْلَةِ اَوِ اللَّمْسِ فَسَدَ اِعْتِكَافِهٖ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ صَوْمَ لَا يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِيِّ اَوِ الْجُمْعَةِ وَاِنْ خَرَجَ لِغَيْرِهِمَا تَفْسُدُ الْاِعْتِكَافُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ عِنْدَهُمَا لَا تَفْسُدُ اِلَّا اِذَا كَانَ اَكْثَرَ النَّهَارِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ

اعتکاف

اعتکاف مستحب ہے۔ مسجد میں روزے کی حالت میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ اور معتکف پر صحبت کرنا، چھونا اور چومنا حرام ہے۔ اور اگر چھونے یا چومنے کے ساتھ انزال ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور اس پر قضا لازم ہو جائیگی۔ اور مسجد سے نہ نکلے مگر انسانی ضرورت یا جمعہ کی نماز کے لیے نکل سکتا ہے اور اگر ان امور کے علاوہ کسی اور کام کے لیے نکلا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہو گا جبکہ دن کے اکثر حصے میں مسجد سے باہر ہو تو فاسد ہو جائے گا

﴿**اعتکاف**﴾ اعتکاف کا معنی ہے ٹھہرنا، رکنا، قیام کرنا۔ اصطلاح معنی ہیں کہ نیت کے ساتھ رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ایسی مسجد میں جہاں پانچ وقتوں کی نماز ہوتی ہو رک جانا یا قیام کرنا۔ یہ سنت اعتکاف ہے۔ اور نفلی اعتکاف ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ ظہر کی نماز سے عصر کی نماز تک اور عصر سے مغرب تک اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ سکتا ہے ﴿**لحاجة الانسانی**﴾ حاجت انسانی یعنی چھوٹے یا بڑے پیشاب کیلیے یا فرض غسل کے لیے داڑھی مونڈھنے کے لیے مسجد سے نکلنا خلاف سنت ہے

﴿**الجمعة**﴾ یہ حاجت شرعی ہے

Marfat.com

وَلَابَأْسَ بِاَنْ يَّبِيْعَ اَوْ يَشْتَرِىَ فِى الْمَسْجِدِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّحْضُرَ السِّلْعَةَ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِخَيْرٍ وَيُكْرَهُ لَهُ الصَّمْتُ فَاِنْ جَامَعَ الْمُعْتَكِفُ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا عَامِدًا اَوْ نَاسِيًا بَطَلَ اِعْتِكَافُهٗ وَمَنْ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ اِعْتِكَافَ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَزِمَتْهُ اِعْتِكَافُهَا بِلَيَالِيْهَا وَكَانَتْ مُتَتَابِعَةً وَاِنْ لَّمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعَ

اور مسجد میں سامان لائے بغیر خرید و فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ہمیشہ اچھی بات کہے۔ اور معتکف کے لیے خاموش رہنا مکروہ ہے۔ اور اگر معتکف نے رات یا دن کے وقت جان بوجھ کر یا بھول کر مجامعت کرلی تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا اور جس نے چند دنوں کا اعتکاف اپنے نفس پر واجب کر لیا تو اس پر ان دنوں کا اعتکاف مع ان کی راتوں کے واجب ہے۔ اور ان ایام کا اعتکاف لگاتار واجب ہے اگرچہ وہ لگاتار اعتکاف کی شرط نہ لگائے

﴿بخیر﴾ یعنی غیبت، جھوٹ، فحش کلامی سے بچے

﴿متتابعة﴾ یعنی مسلسل اعتکاف کرے گا یہ نہیں کرے گا کہ ایک دن اعتکاف کرے اور دوسرے دن گھر چلا جائے اور تیسرے دن پھر اعتکاف کرے۔

Marfat.com

كِتَابُ الْحَجِّ

اَلْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى الْاَحْرَارِ الْبَالِغِيْنَ الْعُقَلَاءِ الْاَصِحَّاءِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

حج کا بیان

مسلمانوں میں سے آزاد بالغ و عاقل اور تندرست پر حج واجب ہے۔

﴿حج﴾ کا لغوی معنی کسی معظم چیز کا ارادہ کرنا، قصد کرنا، چلنا۔ اصطلاح میں مخصوص دنوں میں، مخصوص لباس کے ساتھ، مخصوص ارکان کا مخصوص مقامات میں ادا کرنا حج ہے۔ مخصوص دن یعنی ایام حج، مخصوص لباس یعنی احرام، مخصوص ارکان یعنی قیام مزدلفہ، منی، عرفات وغیرہ بیت اللہ شریف کا حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور یہ ہر اس عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس اس قدر سرمایہ ہو کہ وہ حج کے سفر کے اخراجات برداشت کر سکے نیز اپنے گھر والوں کے لئے اتنی رقم چھوڑ جائے جو اس کی واپسی تک ان کے اخراجات پورے کر سکے اور پھر حج پر جانے والے کو حج کے ضروری احکام اور بنیادی باتوں کے متعلق علم ہو۔

﴿واجب﴾ واجبات حج کا بیان درجہ ذیل ہیں

(۱) احرام باندھنا کر میقات سے گزرنا (انڈیا و پاکستان والوں کے لئے یلملم مقام میقات ہے)

(۲) طواف قدوم۔ یعنی مکہ مکرمہ میں داخلے کے بعد سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرنا مسنون ہے۔

(۳) سعی کرنا یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا (۴) سعی کی ابتداء کوہ صفا سے کرنا

(۵) غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا اور یہاں پر ظہر و عصر کی نماز یکجا کر کے پڑھنا

(۶) مزدلفہ میں قیام اور یہاں پر مغرب و عشاء کی نماز یکجا ادا کرنا

(۷) رمی جمار یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنا (۸) قربانی کرنا

(۹) حلق یا تقصیر کرنا یعنی سر منڈوانا یا بال کتروانا

(۱۰) طواف وداع یعنی مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت آخری بار طواف کرنا

(۱۱) ترتیب یعنی مندرجہ بالا واجبات کی ادائیگی میں ترتیب قائم کرنا

﴿علی الاحرار﴾ یعنی آزاد پر حج واجب ہے غلام، نابالغ اور مجنون نکل گئے

Marfat.com

اِذَا قَدَرُوْا عَلَى الزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ فَاضِلًا عَنْ مَّسْكَنِهٖ كَالْخَادِمِ وَ اَثَاثِ الْبَيْتَ وَثِيَابِهٖ وَمَالَا بُدَّمِنْهُ وَعَنْ نَفَقَةِ عَيَالِهٖ اِلٰى حِيْنَ عَوْدِهٖ وَكَانَ الطَّرِيْقُ اٰمِنًا وَيُعْتَبَرُ لِلْمَرْاَةِ اَنْ يَّكُوْنَ لَهَا مَحْرَمٌ تَحُجُّ بِهٖ اَوْ زَوْجٌ وَلَا يَجُوْزُ لَهَا اَنْ تَحُجَّ بِغَيْرِهِمَا اِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا فَصَاعِدًا

جبکہ وہ اس خرچہ اور سواری کی طاقت رکھتے ہوں جو ان کے گھر سے زاید ہوں جیسے خادم، گھر کا سامان، کپڑے اور وہ چیز جو از حد ضروری ہے۔ اور ان کے لوٹنے تک ان کے عیال کے نفقہ سے بھی زاید ہو۔ اور راستہ پر امن ہو۔ اور عورت کے لیے محرم کا ہونا معتبر ہے کہ جس کے ساتھ حج کرے یا شوہر کا ہونا معتبر ہے۔ اور عورت کے لیے ان دونوں کے بغیر حج کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن اور رات یا زیادہ کا سفر ہو۔

○ محرم ○ محرم یعنی جس کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ بھائی، چچا، ماموں،

Marfat.com

وَالْمَوَاقِيْتُ الَّتِیْ لَایَجُوْزُ اَنْ یَّتَجَاوَزَهَا الْاِنْسَانُ اِلَّا مُحْرِمًا خَمْسَةُ مَوَاضِعَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ذُوالْحُلَیْفَةِ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتُ عِرْقٍ وَلِاَهْلِ الشَّامِ جُحْفَةُ وَلِاَهْلِ النَّجْدِ قَرْنٌ وَلِاَهْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمُ فَاِنْ قَدَّمَ الْاِحْرَامَ عَلٰی هٰذِهِ الْمَوَاقِیْتِ جَازَ وَمَنْ کَانَ مَنْزِلُهٗ دَاخِلَ الْمِیْقَاتِ فَوَقْتُهُ الْحِلُّ الَّذِیْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْحَرَمِ وَمَنْ کَانَ بِمَکَّةَ فَمِیْقَاتُهٗ فِی الْحَجِّ الْحَرَمُ وَفِی الْعُمْرَةِ الْحِلُّ

اور وہ مقامات کہ جن سے انسان کا بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے پانچ ہیں۔ اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ ہے اور اہل عراق کے لیے ذات عرق ہے اور اہل شام کے لیے جحفہ ہے اور اہل نجد کے لیے قرن ہے اور اہل یمن کے لیے یلملم ہے اگر ان مواقیت سے پہلے احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔ اور جس شخص کا گھر ان مواقیت کے اندر ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ وہ حل ہے جو اس کے اور حرم کے درمیان واقع ہے۔ اور جو شخص مکہ میں ہو تو اس کا میقات حج میں حرم اور عمرہ میں حل ہے۔

☼یلملم☼ یلملم کے مقام سے حج تمتع کی نیت کرے یعنی حج تمتع میں عمرہ و حج دونوں شامل ہوتے ہیں۔ مگر صرف عمرہ کا احرام باندھ کر اس کی نیت کرے اور حج کی نیت نہ کرے ورنہ حج قران ہو جائے گا تمتع نہیں رہے گا۔ اہل ہند کے لیے یلملم ہے یہ مقام عدن میں واقع ہے آج کل کا زمانہ تو ہوائی جہازوں کا ہے جس کی وجہ مواقیت کا پتہ لگانا مشکل ہے اس لیے اگر کراچی سے یا جہاں ہے وہیں سے احرام باندھ لے تو جائز ہے

☼حل☼ حل سے حرم کی زمین شروع ہو جاتی ہے اس مقام پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احرام باندھا تھا۔ وہاں پر مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی واقع ہے

Marfat.com

وَإِذَا اَرَادَ الْإِحْرَامَ تَوَضَّاءَ اَوِ اغْتَسَلَ وَالْغُسْلُ اَفْضَلُ وَيَلْبَسُ ثَوْبَيْنِ جَدِيْدَيْنِ اَوْ غَسِيْلَيْنِ اِزَارًا وَّ رِدَاءً وَيَمَسُّ الطِّيْبَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ فَاِنْ كَانَ مُفْرِدًا بِالْحَجِّ يَنْوِيْ بِتَلْبِيَتِهِ الْحَجَّ وَصِفَةُ التَّلْبِيَةِ اَنْ يَّقُوْلَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

اور جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وضو یا غسل کرے اور غسل افضل ہے پھر دو نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنے، ان میں ایک تہبند اور ایک چادر ہے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو لگائے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور نماز کے بعد کہے اے اللہ جل جلالہ بے شک میں حج کا ارادہ کرتا ہوں پس اس کو میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے۔ اگر حج افراد کرنے والا ہو تو تلبیہ کے ساتھ حج کی نیت کرے۔ اور تلبیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کہے **لبیك اللھم لبیك**الخ کی صفت یہ کہنا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ اے اللہ جل جلالہ میں تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بے شک ہر قسم کی تعریف اور ہر قسم کا انعام تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہت تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

﴿**احرام**﴾ یہ دو سفید چادروں پر مشتمل ہوتا ہے ایک چادر سے تہہ بند کا کام لیا جاتا ہے یعنی لنگی باندھ لی جاتی ہے جبکہ دوسری چادر جسم کے باقی حصے پر لپیٹ لی جاتی ہے اور سر و چہرہ کو برہنہ رکھا جاتا ہے۔

﴿**تلبیہ**﴾ یہ تلبیہ اس وقت تک کہے گا کہ جب تک کعبۃ اللہ کو دیکھ نہ لے۔ یہ تلبیہ مقام میقات سے شروع کرے گا اور مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف پر نظر پڑنے تک اسے جاری رکھے گا

Marfat.com

وَيَنبَغِيْ اَنْ لَّا يَحُطَّ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَاِنْ زَادَ فِيهَا جَازَ فَاِذَا لَبّٰى فَقَدْ اَحْرَمَ فَلْيَتَّقِ مَا نَهَى اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الرَّفَثِ وَالْفُسُوْقِ وَ الْجِدَالِ وَلَا يَقْتُلُ صَيْدًا وَلَا يُشِيْرُ اِلَيْهِ وَلَا يَدُلُّ عَلَيْهِ وَلَا يَلْبَسُ قَمِيْصًا وَّلَا سَرَاوِيْلَ وَلَا عِمَامَةً وَلَا قَلَنْسُوَةً وَّلَا قَبَاءً وَّلَا خُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَّا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَيَقْطَعُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يُغَطِّيْ رَأْسَهٗ وَلَا وَجْهَهٗ وَلَا يَمُسُّ طِيْبًا وَلَا يَحْلِقُ رَأْسَهٗ وَلَا شَعْرَ بَدَنِهٖ

اور ان کلمات میں سے کچھ بھی کم نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر ان میں زیادہ کرے تو جائز ہے پس جب تلبیہ پڑھ لیا تو محرم ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جن امور سے منع فرمایا ہے ان سے بچے یعنی بے ہودہ بات، گناہ اور لڑائی۔ اور جانور شکار نہ کرے اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ اس کے متعلق بتلائے اور قمیص و پاجامہ نہ پہنے۔ اور پگڑی نہ باندھے اور نہ ٹوپی پہنے اور چغہ نہ پہنے اور موزے نہ پہنے مگر یہ کہ جوتے نہ پائے تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔ اور سر و چہرہ نہ ڈھانپے۔ اور خوشبو نہ ملے اور اپنے سر اور بدن کے کسی بال کو نہ مونڈھے

﴿ مانھی اللہ تعالیٰ ﴾ احرام باندھنے کے بعد درج ذیل امور سے مکمل باز رہیں

(۱) جنسی و بے ہودہ گفتگو اور مباشرت سے پرہیز کرے۔

(۲) لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ اور سخت کلامی نہ کرے

(۳) کسی بھی قسم کا شکار نہ کرے اور نہ ہی شکاری کی امداد کرے یہاں تک کہ مکھی، مچھر اور جوں کو بھی نہ مارے البتہ موذی اور ضرر پہنچانے والے جیسے سانپ، بچھو، چوہے اور کتے وغیرہ پر وار کر سکتا ہے۔

(۴) دستانے، جراب یا موزے نہ پہنے اور جوتے بھی ایسے پہنے جن سے پاؤں کی پشت یعنی اوپر والا حصہ برہنہ ہو

(۵) ناخن اور بال وغیرہ نہ کاٹے، کنگھی وغیرہ کرنے سے بھی پرہیز کرے

Marfat.com

(۶) خوشبو یا تیل وغیرہ نہ لگائے (۷) زیرناف اور زیربغل بال کاٹنے سے پرہیز کرے

(۸) صابن وغیرہ کے ساتھ سر یا داڑھی کو نہ دھوئے (۹) سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے البتہ خواتین پہن سکتی ہیں (۹) حرم شریف کے درختوں پودوں اور گھاس وغیرہ کو کاٹنے سے پرہیز کرے اور حرم شریف کے پرندوں کو بھی نہ ڈرائے نہ بھگائے

﴿ صیدا ﴾ کسی بھی قسم کا شکار نہ کرے اور نہ ہی شکاری کی امداد کرے یہاں تک کہ مکھی، مچھر اور جوں کو بھی نہ مارے البتہ موذی اور ضرر پہنچانے والے جیسے سانپ، بچھو، چوہے اور کتے وغیرہ پر وار کر سکتا ہے۔

﴿ ولا یلبس ﴾ سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے البتہ خواتین پہن سکتی ہیں

Marfat.com

وَلَا يُقَلِّمُ اَظْفَارَهُ وَلَا يَقُصُّ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَشَارِبِهٖ وَلَا يَلْبِسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا بِوَرْسٍ وَلَا بِزَعْفَرَانٍ وَلَا بِعُصْفُرٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ غَسِيْلًا لَايَنْفَضُ وَلَا بَأْسَ بِاَنْ يَّغْتَسِلَ وَ يَدْخُلَ فِي الْحَمَّامِ وَ يَسْتَظِلُّ بِالْبَيْتِ وَالْمِحْمِلِ وَيَشُدَّ فِيْ وَسْطِهِ الْهِمْيَانَ وَلَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَلَا لِحْيَتَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَيُكْثِرُ مِنَ التَّلْبِيَّةِ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ وَكُلَّمَا عَلَا شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا اَوْ لَقِيَ رُكْبَانًا وَّبِالْاَسْحَارِ

اور ناخن نہ کاٹے اور داڑھی و مونچھیں نہ تراشے۔ اور ورس، زعفران اور عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے مگر یہ کہ دھلے ہوئے ہوں اور بو نہ ہو۔ اور غسل کرنے، حمام میں داخل ہونے، گھر اور کجاوہ کا سایہ لینے اور کمر کے درمیان میں همیانی باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اپنے سر اور داڑھی کو گل خیرو کے ساتھ نہ دھوئے۔ اور نماز کے بعد اور جب بھی اونچی جگہ پر چڑھے یا میدان میں اترے یا سواروں سے ملے اور صبح کے وقت کثرت سے تلبیہ پڑھے۔

﴿همیان﴾ یہ چمڑے کی تھیلی ہوتی ہے

﴿خطمی﴾ ہم اسے گل خیرو کہتے ہیں۔ اس سے پانی میں خوشبو اور لیس پیدا ہو جاتی ہے

Marfat.com

فَإِذَا دَخَلَ فِيْ مَكَّةَ اِبْتَدَءَ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَإِذَا عَايَنَ الْبَيْتَ كَبَّرَ وَهَلَّلَ ثُمَّ اِبْتَدَءَ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَاسْتَقْبَلَهٗ وَ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَلَمَهٗ وَ قَبَّلَهٗ اِنِ اسْتَطَاعَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّؤْذِيَ مُسْلِمًا ثُمَّ اَخَذَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ مِمَّا يَلِي الْبَابَ وَقَدِ اضْطَبَعَ بِرِدَائِهٖ قَبْلَ ذٰلِكَ وَ الْاِضْطِبَاعُ اَنْ يَّجْعَلَ رِدَائَهٗ تَحْتَ اِبِطِهِ الْاَيْمَنِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَّجَعَلَ طَوَافَهٗ مِنْ وَّرَآءِ الْحَطِيْمِ

اور جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو مسجد حرام سے شروع کرے پس جب اللہ تعالیٰ کے گھر کو دیکھے تو تکبیر و تہلیل کہے پھر حجر اسود سے شروع کرے پس اس کی جانب منہ کر کے تکبیر و تہلیل کہے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور اگر کسی مسلمان کو تکلیف دیئے بغیر ممکن ہو تو حجر اسود کو چھوئے اور چومے۔ پھر اپنی دائیں جانب سے شروع کرے جہاں دروازہ ہے۔ اور طواف سے پہلے اپنی چادر کا اضطباع کرے۔ اور چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لپیٹنا اضطباع کہلاتا ہے۔ پس خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کرے۔ اور حطیم کے باہر سے طواف کرے

﴿هلل﴾ تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہے

﴿طواف﴾ طواف کی نیت :۔ اے اللہ میں خاص تیری رضا کے لئے بیت اللہ شریف کے سات چکر لگانے کی نیت کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرما اور اسے میری طرف سے قبول فرما

طواف کا طریقہ :۔ طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرے اگر ممکن ہو تو اسے بوسہ دے اگر ہجوم زیادہ ہو تو بوسہ دینے کی بجائے استلام کرے یعنی دور سے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چوم لے اور یہ کلمہ مبارکہ پڑھے۔

بسم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا للہ و اللہ اکبر و للہ لحمد ط

طواف کے درمیان یہ کلمہ مبارکہ اور دیگر دعائیں پڑھتا رہے اور جب رکن یمانی کے سامنے پہنچے تو وہاں سے حجر اسود تک یہ دعا پڑھتا رہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآ خرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ط وادخلنا الجنۃ مع الابرار ط یا عزیز یا غفار

Marfat.com

اور جب دوسرے چکر میں حجر اسود کے سامنے پہنچے تو اسی طرح بسم اللہ پڑھ کر استلام کرے اور جب رکن یمانی کے پاس پہنچے تو وہی دعا پڑھتا رہے اس طرح سات چکر پورے کرے لیکن ایک بات کا خیال رکھے کہ ابتدائی تین چکروں میں دائیں بازو کو برہنہ کر کے چادر بائیں کندھے پر لوٹ کر اپنی طاقت کے مطابق اکڑ کر چلے باقی چار چکر اپنی عام چال کے مطابق پورے کرے اور اس تمام طواف کے دوران ذکر الٰہی درود شریف اور دعائیں پڑھتا رہے طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ملتزم یعنی حجر اسود اور باب الکعبہ کے درمیان دیوار کے ساتھ لپٹ کر دعائیں مانگے اور مقام زمزم پر آکر خوب آب زمزم پیئے یہاں تک کہ سیر ہو جائے پھر سعی کرے۔

Marfat.com

وَ يَرْمُلُ فِي الْاَشْوَاطِ الثَّلٰثَةِ الْاُوَلِ وَيَمْشِيْ فِيْمَا بَقِيَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ بِهٖ اِنِ اسْتَطَاعَ وَيَخْتِمُ بِاسْتِلَامِ الْحَجَرِ ثُمَّ يَأْتِيْ مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ اَوْحَيْثُ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهٰذَا الطَّوَافُ طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سُنَّةٌ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ وَلَيْسَ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ طَوَافُ الْقُدُوْمِ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّفَا فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَيَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى لِحَاجَتِهٖ

اور پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلے اور باقی چکروں میں اپنے طریقے سے چلے۔ اور اگر طاقت رکھتا ہے تو حجر کا استلام کرے جتنی مرتبہ بھی اس کے پاس سے گذرے۔ اور طواف کو استلام حجر کے ساتھ ختم کرے۔ پھر مقام ابراہیم پر یا جس جگہ میں موقع ملے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور یہ طواف، طواف قدوم ہے اور یہ سنت ہے اور واجب نہیں ہے اور اہل مکہ پر طواف قدوم نہیں ہے پھر صفا کی طرف جائے اور اس پر چڑھ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرے اور تکبیر و تہلیل کہے۔ اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

﴿مقام ابراهیم﴾ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں یعنی مقام ابراہیم کے محاذ میں جہاں بھی جگہ مل جائے

﴿طواف قدوم﴾ یعنی مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرنا مسنون ہے۔

﴿الی الصفا﴾ سعی کی نیت :۔ اے اللہ میں خالص تیری رضا کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگانے کی نیت کرتا ہوں تو اسے مجھ پر آسان فرما اور تو اسے میری طرف سے قبول فرما۔

Marfat.com

وَيَنحَطُّ نَحوَالْمَرْوَةِ وَيَمْشِيْ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فَاِذَا بَلَغَ اِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ يَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعْيًا ثُمَّ يَمْشِيْ عَلٰى هَيْئَتِهٖ حَتّٰى يَأْتِي الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا وَهٰذَا شَوْطٌ وَاحِدٌ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَبْدَءُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ حَرَامًا وَّيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهٗ وَيُصَلِّيْ بَعْدَ كُلِّ سَبْعَةِ اَشْوَاطٍ رَكْعَتَيْنِ

پھر مروہ کی جانب جائے۔ اور اپنی چال سے چلے پس جب وادی کے وسط میں پہنچے تو دو سبز نشانوں کے درمیان تیز دوڑے پھر اپنی چال سے چلے یہاں تک مروہ پہنچ جائے۔ پس اس پر چڑھے اور وہی کام کرے جو اس نے صفا پر کیا۔ اور یہ ایک چکر ہے۔ پس اس قسم کے سات چکر لگائے۔ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے۔ پھر حالت احرام میں مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے اور جب بھی اس کا جی چاہے خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور ہر سات چکروں کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

﴿المروۃ﴾ سعی کا طریقہ :۔ سعی کی ابتداء کوہ صفا سے کرنا چاہیے اور کوہ صفا کے پتھروں پر چڑھ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے دعا کرے اور نیت کرکے دعائیں کرتا ہوا اپنی عام مناسب چال سے کوہ مروہ کی طرف روانہ ہو جائے جب سبز بتیوں والے نشان پر پہنچے تو یہاں سے دوڑنا شروع کر دے اور سبز بتیوں کے دوسرے نشان تک دوڑتا چلا جائے اور اس کے بعد پھر اپنی مناسب رفتار سے چلتے ہوئے کوہ مروہ پر آئے تو یہ ایک چکر پورا ہو جائے گا چنانچہ کوہ مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے دعا کرے اور مروہ سے صفا کی طرف دوسرے چکر کے لئے روانہ ہو جائے پھر سبز بتیوں کے نشان سے دوسرے نشان تک دوڑتا ہوا جائے اور بعد ازاں اپنی عام رفتار سے چلتا ہوا کوہ صفا پر آئے تو یہ دوسرا چکر پورا ہو جائے گا اسی طرح سات چکر پورے کرے گویا صفا سے شروع کرے گا اور مروہ پر ختم کرے گا اس عرصے میں اپنے ماں، باپ، پیر، استاد، رشتہ داروں دوستوں اولاد اور تمام امت کے لئے دعائیں مانگتا رہے سعی سے فراغت حاصل کرکے حلق کروائے یعنی سر منڈوائے یا تقصیر کرے یعنی بال کتروائے عورت کے لئے ایک یا دو بال کاٹنے کافی ہیں حجامت بنوانے کے بعد احرام کھول لے اور اپنے کپڑے پہن لے اور اس طرح حج تمتع کرنے والے کا عمرہ پورا ہو گیا اور اس پر احرام کے تمام پابندیاں بھی ختم ہو گئیں اب یہ میقات سے باہر نہیں جائے گا اپنے کپڑوں میں یہ آٹھ ذوالحجہ تک طواف بیت اللہ قرآن کریم کی تلاوت، نوافل، ذکر الٰہی درود شریف اور دیگر عبادات و دعاؤں میں مشغول رہے کیونکہ یہ موقع بڑا غنیمت ہے اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔

Marfat.com

فَاِذَا كَانَ قَبلَ يَوم التَّروِيَةِ بِيَوم يَخطبُ الْاِمَامُ خُطبَتَين يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيهَا الْخُرُوجَ اِلٰى مِنًا وَالصَّلٰوةَ بِعَرَفَاتٍ وَالْوَقُوفَ بِعَرَفَةَ وَالْاِفَاضَةَ فَاِذَا صَلّٰى الْفَجرَ يَومَ التَّروِيَةِ بِمَكَّةَ خَرَجَ اِلٰى مِنًا فَاَقَامَ بِهَا حَتّٰى يُصَلِّى الْفَجرَ مِنْ يَوم الْعَرَفَةِ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلٰى عَرَفَاتٍ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَيُقِيمُ بِهَا

پس جب یوم ترویہ سے ایک دن پہلے ہو تو امام دو خطبہ پڑھے جن میں لوگوں کو منیٰ کی طرف نکلنا، عرفات میں نماز پڑھنا، وقوف عرفات، اور طواف افاضہ کرنا سکھلائے۔ پس جب یوم ترویہ کو مکہ میں صبح کی نماز پڑھ لے تو منیٰ کی طرف نکلے پس وہاں ٹھہرے یہاں تک کہ عرفہ کے دن کی نماز فجر سیاہی میں پڑھے پھر طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی طرف متوجہ ہو پس وہاں ٹھہرے

○ یوم الترویۃ ○ یہ حج کا پہلا دن اور آٹھ ذوالحجہ ہے اس روز فجر کے بعد احرام باندھ کر بیت اللہ شریف آئے دو رکعت نفل ادا کرے طواف کرے تو بہتر ہے نہ کرے تب بھی اختیار رکھتا ہے اور پھر تلبیہ یعنی لبیک اللھم لبیک الخ کہتا ہوا منیٰ کی طرف چل پڑے یہاں پر مسجد خیف میں پانچ نمازیں ادا کرے یعنی ظہر، عصر، مغرب و عشاء اور نو ذوالحجہ کی نماز فجر۔

○ یوم العرفہ ○ نو ذوالحجہ کو جب سورج بلند ہو جائے تو منیٰ سے میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جائے اور مسجد نمرہ میں پہنچ کر خطبہ سنے نیز خطبہ حج سنا جاتا ہے اور اس کے بعد ظہر، عصر کی نمازیں یکجا باجماعت ادا کرے جسے جمع بین الصلوتین کہتے ہیں اور پھر میدان عرفات یا جبل رحمت پر وقوف کرے یعنی غروب آفتاب تک یہاں پر ٹھہرے غروب آفتاب تک دعاؤں ذکر الٰہی اور استغفار میں مشغول رہے یاد رہے کہ تلبیہ میدان عرفات میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے اور یہاں پر خطبہ حج کا سننا ظہر و عصر کی یکجا نمازیں پڑھنا اور غروب آفتاب تک ٹھہرنا حج کا مرکزی اور اہم ترین رکن ہے

○ افاضۃ ○ یعنی عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانا۔

Marfat.com

وَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ صَلَّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِيْ وَقْتِ الظُّهْرِ وَيَبْدَءُ الْاِمَامُ بِالْخُطْبَةِ فَيَخْطُبُ بِالنَّاسِ خُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيْهِمَا الْوُقُوْفُ وَالصَّلٰوةَ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ وَرَمَى الْجِمَارِ وَالنَّحْرِ وَالْحَلْقَ وَطَوَافَ الزِّيَارَةِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِيْ وَقْتِ الظُّهْرِ بِاَذَانٍ وَاِقَامَتَيْنِ وَمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ فِيْ رَحْلِهٖ وَحْدَهٗ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا فِيْ وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

اور جب عرفہ کے دن سورج ڈھل جائے تو امام ظہر کے وقت لوگوں کو ظہر و عصر کی نماز پڑھائے اور امام خطبہ سے شروع کرے۔ پس نماز سے پہلے لوگوں کو دو خطبے دے جس میں عرفہ و مزدلفہ میں وقوف کرنا اور نماز پڑھنا، پتھر مارنا، قربانی کرنا، سر منڈانا، اور طواف زیارت کرنا سکھائے۔ پھر ظہر کے وقت ان کو ظہر و عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ اور جس نے اپنی جگہ پر تنہا نماز ظہر پڑھی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر و عصر میں سے ہر ایک وہ اپنے وقت میں پڑھے

﴿المزدلفة﴾ مزدلفہ کی روانگی۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہو جاتے تھے اور نماز مغرب نہ یہاں پڑھتے تھے نہ راستے میں بلکہ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں یکجا ادا کرتے تھے اور رات تک یہیں قیام کرتے۔ صبح ہوتے ہی نماز فجر ادا کرتے بعد یہاں سے کھجور کی گٹھلی کی مانند چھوٹی چھوٹی ستر (۷۰) کنکریاں جمع کرتے تھے جن سے رمی جمار کی جاتی تھی۔ جب سفیدی اچھی طرح پھیل جائے تو طلوع آفتاب سے چند منٹ قبل [illegible] مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔

﴿اقامتين﴾ ایک اقامت ظہر کی نماز کے لیے اور دوسری عصر کی نماز کے لیے

Marfat.com

عِنْدَهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا الْمُنْفَرِدًا اَيْضًا ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمَوْقِفِ فَيَقِفُ بِقُرْبِ الْجَبَلِ وَعَرَفَاتُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنُ عُرَنَةَ وَيَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّقِفَ بِعَرَفَةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَدْعُو اللّٰهَ وَيُعَلِّمَ النَّاسَ الْمَنَاسِكَ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَّغْتَسِلَ قَبْلَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةٍ وَيَجْتَهِدَ فِي الدُّعَآءِ فَاِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهٗ عَلٰى هَيْئَتِهِمْ حَتّٰى يَأْتُوا الْمُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلُوْنَ وَيَبِيْتُوْنَ فِيْهَا

اور صاحبین کے نزدیک تنہا پڑھنے والا بھی ان دو نمازوں کی جمع کرے پھر موقف کی طرف متوجہ ہو پس جبل رحمت کے قریب ٹھہرے۔ اور سوائے بطن عرفہ کے تمام عرفات موقف ہے۔ اور امام کو عرفہ میں اپنی سواری پر وقوف کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور لوگوں کو مناسک حج سکھائے۔ اور عرفہ میں وقوف سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔ اور خوب دعا کرے۔ پس جب غروب ہو جائے تو امام اور اس کے ہمراہ لوگ بھی اپنی اپنی چال پر روانہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں آجائیں۔ پس وہاں اتریں اور رات بسر کریں۔

﴿موقف﴾ یعنی عرفات وہ مقام جہاں ٹھہرا جائے اور حضور ﷺ نے اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا تھا

Marfat.com

وَالْمُسْتَحَبُّ اَنْ يَّنزِلُوْا بِقُرْبِ الْجَبَلِ الَّذِیْ عَلَيْهِ الْمِيقَدَةُ يُقَالُ لَهٗ قُزَحُ وَيُصَلِّی الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِیْ بِاِقَامَتَيْنِ وَمَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ فِی الطَّرِيْقِ لَمْ يَجُزْ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَّمُحَمَّدٍ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ يَجْزِيْهِ وَقَدْ اَسَآءَ فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَّوْمِ النَّحْرِ صَلَّی الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ وَقَفَ الْاِمَامُ وَوَقَفَ النَّاسُ مَعَهٗ فَدَعَا

اور پہاڑ کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے کہ جس پر میقدہ ہے اور اسے قزح کہا جاتا ہے اور ہمارے نزدیک امام لوگوں کو مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھائے اور امام شافعی کے نزدیک دو اقامتوں کے ساتھ۔ اور جس نے راستے میں مغرب کی نماز پڑھی تو امام ابو حنیفہ وامام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اس کے لیے جائز ہے البتہ وہ گناہگار ہے۔ پس جب عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو ستاروں کی چمک میں صبح کی نماز پڑھائے پھر امام اور لوگ ٹھہریں اور دعا کریں۔

﴿المیقدة﴾ یہ جبل قزح پر ایک مقام ہے جس میں ایام جاہلیت میں لوگ آگ جلایا کرتے تھے (اللباب فی شرح الکتاب)

﴿قزح﴾ یہ پہاڑ اونچا ہے اس لیے قزح کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قزح مرتفع کے معنی میں ہے۔ (اللباب)

Marfat.com

وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ ثُمَّ اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَأْتُوْا مِنًى وَيَبْتَدِءُ بِجَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حِصَاتٍ مِثْلَ حِصَى الْخَذْفِ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حِصَاةٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ اَوَّلِ حِصَاةٍ ثُمَّ يَذْبَحُ اِنْ وَجَدَ ثُمَّ يَحْلِقُ اَوْ يَقْصُرُ وَالْحَلْقُ اَفْضَلُ وَقَدْ حَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَآءَ

اور سوائے بطن محسر کے تمام مزدلفہ موقف ہے۔ پس جب سورج طلوع ہو تو امام اور لوگ روانہ ہو جائیں یہاں تک کہ منیٰ میں آجائیں اور جمرہ عقبہ سے ابتداء کرے۔ پس وادی کے وسط سے چھوٹی کنکریوں کی مانند سات کنکریاں اس کو مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور اس کے قریب نہ ٹھہرے اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ بند کر دے۔ پھر قربانی کرے اگر پائے۔ پھر سر منڈوائے یا بال کترواے اور سر منڈوانا افضل ہے۔ تحقیق اب ہر چیز اس کے لیے حلال ہو گئی مگر عورتوں کے قریب جانا۔

﴿حصیات﴾ کنکری مارنے کے ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا جائے گا

﴿رمی جمار﴾ منیٰ میں پہنچ کر اسی دن یعنی دس ذوالحجہ کو جمرہ اولیٰ یعنی پہلے شیطان کو سات کنکریاں مارے گا باقی دونوں شیطانوں کو اس دن کنکریاں نہ مارے بلکہ اگلے دن یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو پہلے، دوسرے اور تیسرے تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں روزانہ مارے گا اور ہر ایک کنکری مارتے وقت یہ پڑھے گا۔ بسم اللہ اللہ اکبر لاحول ولاقوۃ الا باللہ ط بہتر یہ ہے کہ رمی جمار زوال آفتاب کے بعد کرے۔

﴿یذبح﴾ دس ذوالحجہ کو جمرہ اولیٰ یعنی صرف پہلے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد حسب توفیق قربانی کرے گا اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ ﴿حلق﴾ قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حلق کروائے یعنی سر منڈوائے یا تقصیر کروائے یعنی بال کتروائے اور احرام کھول کر اپنے کپڑے پہن لے اس طرح احرام کی تمام پابندیاں سوائے بیوی کے ساتھ مباشرت ختم ہو جاتی ہیں

Marfat.com

ثُمَّ يَأْتِيْ مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ فَاِنْ كَانَ قَدَّمَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِيْبَ طَوَافِ الْقُدُوْمِ لَمْ يَرْمَلْ فِيْ هٰذَا الطَّوَافِ وَلَا سَعْيَ عَلَيْهِ اَيْضًا وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ قَدَّمَ السَّعْيَ يَرْمَلُ فِيْ هٰذَا الطَّوَافِ وَيَسْعٰى مَا بَعْدَهٗ عَلٰى مَا قَدَّمْنَا وَ قَدْ حَلَّ لَهُ النِّسَآءُ وَهٰذَا الطَّوَافُ هُوَ الْمَفْرُوْضُ فِي الْحَجِّ

پھر اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن مکہ مکرمہ آئے۔ پس اللہ کے گھر کا سات چکر طواف زیارت کرے۔ پس اگر طواف قدوم کے بعد صفاومروہ کے درمیان سعی کی تھی تو طواف زیارت کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر نہ چلے۔ اور اس پر سعی بھی نہیں ہے۔ اور اگر پہلے سعی نہیں کی تھی تو اس طواف میں اکڑ کے چلے اور اس طریقہ پر سعی بھی کرے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ اور تحقیق اب اس کے لیے عورتیں حلال ہو گئیں۔ اور یہی طواف حج میں فرض ہے

﴿**طواف زیارت**﴾ حلق یا تقصیر کروانے کے بعد اپنے کپڑوں میں بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور طواف کے ساتوں چکر اسی طرح پوری کرے جس طرح ابتداء میں بتایا جا چکا ہے طواف کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے محاذ میں ادا کرے اور ملتزم پر آ کر دعا کرے اور پھر خوب سیر ہو کر آب زمزم پیئے اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرے اور اسی دن واپس منیٰ آئے یہاں پر دو تین دن قیام کرے اور ہر روز زوال آفتاب کے بعد رمی جمار کرے جس کا ذکر کیا جا چکا ہے منیٰ میں دو یا تین دن گزارنے کے بعد یہ واپس بیت اللہ شریف آئے اور طواف وداع کرے اب یہ حلال ہے یعنی میقات سے باہر جا سکتا ہے یہ حج تمتع کا طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ اگر حج کے دوران حاجی صاحب سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے مثلاً احرام کے دوران سلے ہوئے کپڑے پہن لئے، سر کو ڈھانپ لیا، بال کٹوائے، ناخن کاٹے، خوشبو کا استعمال کیا یا حرم شریف کے درخت، پودے یا گھاس کاٹی یا پرندوں کا شکار کیا تو اس جرم کے بدلے میں اسے ایک جانور کی قربانی کرنا پڑے گی اور اس قربانی کا گوشت وہ خود استعمال نہیں کرے گا۔

Marfat.com

وَالْفَرَائِضُ فِي الْحَجِّ ثَلٰثَةٌ طَوَافُ الزِّيَارَةِ وَالْاِحْرَامُ وَالْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ وَيُكْرَهُ تَاخِيْرُهُ عَنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ فَاِنْ اَخَّرَهُ عَنْهَا لَزِمَهُ دَمٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَاشَيْئَ عَلَيْهِ ثُمَّ يَعُوْدُ اِلٰى مِنٰى فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ مِنْ اَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلٰثَ يَبْدَءُ بِالَّتِيْ يَلِي الْمَسْجِدَ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَيَقِفُ عِنْدَهَا فَيَدْعُوْاثُمَّ الَّتِيْ تَلِيْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَا وَيَدْعُوْا

اور حج کے تین فرائض ہیں۔ طواف زیارت احرام اور عرفہ میں ٹھہرنا۔ اور طواف زیارت کو ان ایام سے موخر کرنا مکروہ ہے۔ پس اگر اسے ان ایام سے موخر کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دم لازم ہے اور صاحبین کے نزدیک اس پر کچھ بھی لازم نہیں پھر منیٰ لوٹ جائے اور اس میں قیام کرے پس جب قربانی کے دوسرے دن سورج ڈھل جائے تو تینوں جمرات کو کنکریاں مارے۔ اور اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد خیف کے ساتھ ہے۔ پس اس سے سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور اس کے پاس رکے اور دعا کرے۔ پھر اس کے برابر والے جمرہ کو پہلے کی مانند کنکریاں مارے اور اس کے پاس ٹھہر کر دعا کرے۔ پھر اس کے برابر والے جمرہ کو پہلے کی مانند کنکریاں مارے۔ اور اس کے پاس ٹھہر کر دعا کرے

﴿الفرائض فی الحج﴾ (۱) نیت کرنا (۲) احرام باندھنا (۳) عرفات کا وقوف کرنا (۴) طواف زیارت کرنا (۵) ترتیب کا قائم رکھنا۔ یعنی ان فرائض کو اپنے اپنے مقررہ وقت پر ترتیب کے مطابق ادا کرنا۔

﴿دم﴾ دم یعنی حرم کی زمین پر جانور قربان کرنا۔

Marfat.com

ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ كَذٰلِكَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُيَرْمِي الْجِمَارَ الثَّلٰثَ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ كَذٰلِكَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ نَفَرَ إِلٰى مَكَّةَ وَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ وَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيْمَ بِمِنٰى رَمَى الْجِمَارَ الثَّلٰثَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ كَذٰلِكَ (فَإِنْ قَدَّمَ الرَّمْيَ) فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَبْلَ الزَّوَالِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ جَازَ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا لَا يَجُوْزُ وَيُكْرَهُ أَنْ يُقَدِّمَ الْإِنْسَانُ ثَقَلَهُ إِلٰى مَكَّةَ وَيُقِيْمَ بِمِنٰى حَتّٰى يَرْمِيَ

پھر پہلے دونوں کی طرح جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور اس کے پاس نہ ٹھہرے۔ پس جب اگلا دن ہو تو سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو اسی طرح کنکریاں مارے۔ پس جب مکہ جلدی جانے کا ارادہ کرے تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔ پس جب منیٰ میں ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو چوتھے دن، سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو اسی طرح کنکریاں مارے۔ اور اگر اس دن زوال سے پہلے اور طلوع فجر کے بعد رمی کی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں۔ اور مکہ کی جانب اپنا سامان پہلے بھیج دینا اور خود منیٰ میں کنکریوں کے مارنے تک ٹھہرنا مکروہ ہے۔

﴿فان قدم الرمی﴾ اگر یوم نحر کے چوتھے روز یعنی تیرھویں تاریخ میں رمی زوال شمس سے پہلے کرے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے یہی مروی ہے، صاحبین کے نزدیک جائز نہیں۔

Marfat.com

فَاِذَا نَفَرَ اِلٰی مَکَّةَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَکَّةَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لَا یَرْمُلُ فِیْهَا وَلَا یَسْعٰی وَهٰذَا طَوَافُ الصَّدْرِ وَهُوَ وَاجِبٌ عِنْدَنَا اِلَّا عَلٰی اَهْلِ مَکَّةَ ثُمَّ یَعُوْدَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَدْخُلِ الْمُحْرِمُ مَکَّةَ وَتَوَجَّهَ اِلٰی عَرَفَاتٍ وَوَقَفَ بِهَا عَلٰی مَاقَدَّمْنَاهُ فَقَدْ سَقَطَ عَنْهُ طَوَافُ الْقُدُوْمِ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ لِتَرْکِهٖ وَمَنْ اَدْرَکَ الْوُقُوْفَ بِعَرَفَةَ مَا بَیْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَةَ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ یَّوْمِ النَّحْرِ فَقَدْ اَدْرَکَ الْحَجَّ

پس جب مکہ مکرمہ کی جانب آئے تو محصب کی گھاٹی میں اترے پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور سات چکر اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرے۔ اور اس میں اکڑ کر نہ چلے اور نہ سعی کرے۔ اور یہ طواف، طواف صدر ہے جو ہمارے نزدیک واجب ہے مگر اہل مکہ پر واجب نہیں ہے۔ پھر حاجی اپنے گھر والوں کی طرف واپس چلا جائے۔ اور اگر محرم مکہ معظّمہ میں داخل نہ ہو اور عرفات چلا جائے تو وہاں اس طرح ٹھہرے جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے پس تحقیق اس سے طواف قدوم ساقط ہو گیا۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے اس پر کچھ بھی لازم نہیں آتا ہے۔ اور جس نے عرفہ کے دن زوال سورج سے قربانی کے دن طلوع فجر تک وقوف عرفہ پالیا۔ پس اس نے حج کو پالیا۔

﴿محصب﴾ اس مسجد میں حضور نے نماز پڑھی تھی

﴿طواف الصدر﴾ مکہ معظمہ سے رخصتی کے وقت بلا رمل وسعی سات چکر طواف کرے جس کو طواف صدر یا طواف وداع کہتے ہیں۔

Marfat.com

وَمَنْ فَاتَهٗ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنِ اجْتَازَ بِعَرَفَةَ وَهُوَ نَائِمٌ اَوْ مُغْمٰى عَلَيْهِ اَوْ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّهَا عَرَفَةُ اَجْزَأَهٗ ذٰلِكَ عَنِ الْوُقُوْفِ وَالْمَرْأَةُ فِيْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ كَالرَّجُلِ غَيْرَ اَنَّهَا تَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا تَكْشِفُ رَأْسَهَا وَتَكْشِفُ وَجْهَهَا وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ وَلَا تَرْمُلُ فِي الطَّوَافِ وَلَا تَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ وَلَا تَحْلِقُ رَأْسَهَا وَلٰكِنْ تُقَصِّرُ وَلَا تَنْزِعُ الْمُخِيْطَ

اور جس سے رات کا وقوف عرفہ فوت ہو گیا پس تحقیق اس سے حج فوت ہو گیا اور جو شخص سونے یا بے ہوشی کی حالت میں یا وہ نہیں جانتا کہ یہ عرفہ ہے عرفہ سے گذر جائے تو اس کو یہ وقوف عرفہ سے کافی ہے۔ اور عورت ان تمام احکام میں مرد کی طرح ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ قمیص پہنے اور اپنا سر نہ کھولے اور اپنا چہرہ کھلا رکھے اور تلبیہ میں اپنی آواز بلند نہ کرے اور طواف میں اکڑ کر نہ چلے اور دو سبز نشانوں کے درمیان نہ دوڑے اور نہ سر منڈوائے بلکہ بال کتروائے اور سلے ہوئے کپڑے نہ اتارے۔

Marfat.com

بَابُ الْقِرَانُ

اَلْقِرَانُ اَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ وَالْاِفْرَادِ عِنْدَنَا وَصِفَةُ الْقِرَانِ اَنْ يُّهِلَّ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ مَعًا مِنَ الْمِيقَاتِ وَاَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَالِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ اِبْتَدَءَ بِالطَّوَافِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَرْمُلُ فِي الثَّلٰثَةِ الْاُوْلِ مِنْهَا وَيَمْشِيْ فِيْمَا بَقِيَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ وَيَسْعٰى بَعْدَهَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَهٰذِهٖ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَعْدَ السَّعْيِ طَوَافَ الْقُدُوْمِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِلْحَجِّ كَمَا بَيَّنَا فِي الْمُفْرَدِ

حج قران

ہمارے نزدیک تمتع اور افراد سے قران افضل ہے۔ اور قران کی تعریف یہ ہے کہ میقات سے عمرہ وحج کے لیے اکٹھا احرام باندھے اور دو رکعت نماز پڑھے اور نماز کے بعد کہے اے اللہ! میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں وہ دونوں میرے لیے آسان فرما اور ان کو میری طرف سے قبول فرما۔ پس جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو عمرہ سے ابتداء کرے پس سات چکر اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرے۔ پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلے اور باقی میں اپنی چال پر چلے اور اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پس یہ عمرہ کے افعال ہیں۔ پھر سعی کے بعد طواف یعنی سات چکروں میں طواف قدوم کرے اور صفا و مروہ کے درمیان حج کے لئے سعی کرے جیسا کہ ہم نے حج مفرد میں بیان کیا۔

Marfat.com

فَاِذَا رَمَی الْجِمَارَ یَوْمَ النَّحْرِ ذَبَحَ شَاةً اَوْ بَقَرَةً اَوْ بُدْنَةً اَوْ سُبُعَ بَقَرَةٍ فَهٰذَا دم الْقِرَانِ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ مَا یَذْبَحُ صَامَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ اٰخِرُهَا یَوْمُ عَرَفَةَ فَاِنْ فَاتَهُ الصَّوْمُ حَتّٰی مَضٰی یَوْمَ النَّحْرِ لَمْ یَجْزِهٖ اِلَّاالدَّمَ ثُمَّ یَصُوْمُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ اِذَارَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَاِنْ صَامَهَا بِمَکَّةَ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْحَجِّ جَازَ وَاِنْ لَّمْ یَدْخُلِ الْقَارِنُ بِمَکَّةَ وَتَوَجَّهَ اِلٰی عَرَفَاتٍ فَقَدْ صَارَ رَافِضًا لِعُمْرَتِهٖ بِالْوُقُوْفِ وَقَدْ سَقَطَ عَنْهُ دَمُ الْقِرَانِ وَ عَلَیْهِ دَمٌ لِرَفْضِ الْعُمْرَةِ وَعَلَیْهِ قَضَآءُهَا

اور جب قربانی کے دن جمرات کو کنکریاں مار چکے تو بکری یا گائے یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ذبح کرے پس یہ قران کا دم ہے۔ اور اگر اس کے پاس ذبح کا جانور نہ ہو تو حج کے ایام میں تین روزے رکھے جن میں آخری روزہ عرفہ کے دن کا ہو۔ پس اگر اس سے روزہ رہ گیا یہاں تک کہ قربانی کا دن گذر گیا تو اس کے لیے دم کے علاوہ کچھ جائز نہیں پھر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹنے کے بعد سات دن روزہ رکھے۔ اور اگر حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں یہ روزے رکھے تو جائز ہے۔ اور اگر قارن مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوا اور عرفات کی متوجہ ہوا تو بلاشبہ عرفات میں وقوف کرنے سے تارک عمرہ ہو گیا۔ اور بے شک دم قران اس سے ساقط اور باطل ہو گیا۔ اور اس پر ترک عمرہ کی وجہ سے دم لازم ہے نیز اس پر عمرہ کی قضا بھی لازم ہے

﴿**بدنه**﴾ یہاں بدنہ عام ہے اونٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے

Marfat.com

بَابُ التَّمَتُّعِ

اَلتَّمَتُّعُ اَفْضَلُ مِنَ الْاِفْرَادِ عِنْدَنَا وَالْمُتَمَتِّعُ عَلٰی وَجْهَیْنِ مُتَمَتِّعٌ یَسُوْقُ الْهَدْیَ وَمُتَمَتِّعٌ لَا یَسُوْقُ الْهَدْیَ وَ صِفَةُ التَّمَتُّعِ اَنْ یَّبْدَءَ مِنَ الْمِیْقَاتِ فَیُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ وَ یَدْخُلُ مَكَّةَ وَیَطُوْفُ لَهَا سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَیَرْمُلُ فِی الثَّلٰثَةِ الْاُوَلِ مِنْهَا وَیَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَیَحْلِقُ اَوْ یَقْصُرَ وَ الْحَلْقُ اَفْضَلُ فَقَدْ حَلَّ مِنَ الْعُمْرَةِ وَیَقْطَعُ التَّلْبِیَةَ اِذَا اَبْتَدَءَ بِالطَّوَافِ

حج تمتع

ہمارے نزدیک تمتع، افراد سے افضل ہے۔ اور حج تمتع کرنے والے کی دو اقسام ہیں۔ ایک متمتع وہ جو قربانی کا جانور ساتھ لے جائے۔ اور ایک وہ جو قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ جائے۔ اور تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے شروع کرے پس عمرہ کے لیے احرام باندھے اور مکہ معظّمہ میں داخل ہو کر عمرہ کا سات چکر طواف کرے۔ اور ان میں سے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر سر منڈوائے یا بال ترشوائے۔ اور سر منڈوانا افضل ہے۔ پس وہ عمرہ سے فارغ ہو گیا اور جب طواف کرے تو تلبیہ پڑھنا بند کرے۔ پس وہ عمرہ سے فارغ ہو گیا اور جب طواف شروع کرے تو تلبیہ پڑھنا بند کر دے۔

۞ (تمتع) ۞ اس میں عمرہ اور حج دونوں ہوتے ہیں جب عمرہ کر لیتے ہیں تو احرام کھول لیتے ہیں مگر میقات سے باہر نہیں نکلے اور پھر آٹھ (۸) ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھتے ہیں

۞ (حل) ۞ یعنی احرام میں جو کام حرام تھے اب حلال ہو جائیں گے۔

Marfat.com

فَيُقِيمُ بِمَكَّةَ حَلاَلاً فَإِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَيَفْعَلُ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ الْمُفْرِدُ وَعَلَيْهِ دَمُ التَّمَتُّعِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَمَتِّعُ أَنْ يَسُوقَ الْهَدْيَ أَحْرَمَ وَسَاقَ الْهَدْيَ فَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً قَلَّدَهَا بِمَزَادَةٍ أَوْ نَعْلٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَشْعَرَ الْبَدَنَةَ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَهُوَ أَنْ يَشُقَّ سَنَامَهَا مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ (وَلَا يُشْعِرُ) عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ

پس مکہ مکرمہ میں حلال ہو کر ٹھہرا رہے۔ جب یوم ترویہ ہو تو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھے اور وہی کچھ کرے جو مفرد حج کرنے والے کرتے ہیں۔ اور اس پر دم تمتع ہے اور اگر قربانی کا جانور نہ پائے تو حج کے ایام میں تین روزے اور جب گھر لوٹ آئے تو سات روزے رکھے۔ پس جب تمتع میں قربانی کا جانور لے جانے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے اور قربانی کا جانور لے جائے اور اگر اونٹ ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی گردن میں پرانا مشکیزہ یا جوتے کا پٹہ ڈال دیا جائے۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک اونٹ کو اشعار کرے۔ اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان کی دائیں یا بائیں جانب زخم لگائے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اشعار نہ کرے۔

☼ **ولا یشعر** ☼ [illegible]
عموماً ایسا ہوتا ہے کہ گوشت اور ہڈی کو صدمہ پہنچ جاتا ہے ہاں اگر کوئی اچھی طرح اشعار جانتا ہو اور گوشت اور ہڈی کو صدمہ پہنچائے بغیر اشعار کر سکتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسا اشعار مستحب ہے (طحطاوی)

Marfat.com

فَاِذَا دَخَلَ بِمَكَّةَ طَافَ وَسَعٰى وَلَمْ يَتَحَلَّلْ حَتّٰى يُحْرِمَ بِالْحَجِّ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَاِنْ قَدَّمَ الْاِحْرَامَ قَبْلَهٗ جَازَ وَعَلَيْهِ دَمُ التَّمَتُّعِ فَاِذَا حَلَقَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَدْ حَلَّ مِنَ الْاِحْرَامَيْنِ وَلَيْسَ لِاَهْلِ مَكَّةَ تَمَتُّعٌ وَلَا قِرَانٌ وَاِنَّمَا لَهُمُ الْاِفْرَادُ خَاصَّةً فَاِذَا عَادَ الْمُتَمَتِّعُ اِلٰى اَهْلِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْعُمْرَةِ وَلَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ بَطَلَ تَمَتُّعُهٗ وَمَنْ اَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ اَقَلَّ مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْوَاطٍ

اور جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو طواف اور سعی کرے۔ اور احرام نہ کھولے یہاں تک کہ یوم ترویہ حج کا احرام باندھے، اور اگر یوم ترویہ سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہے اور اس پر دم تمتع لازم ہے پس جب قربانی کے دن سر منڈوائے تو دونوں احراموں سے فارغ ہو گیا۔ اہل مکہ لیے حج تمتع اور قران نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ ان کے لیے صرف حج افراد ہے اور جب متمتع عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر لوٹ آئے اور وہ قربانی کا جانور نہیں لے کر گیا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا۔ اور جس نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا پس چار چکروں سے کم خانہ کعبہ کا طواف کیا

﴿ اشہر الحج ﴾ یعنی شوال، ذی قعد اور ذی الحج کی سترھویں تاریخ تک۔

﴿ قبل ﴾ یعنی ۳۰ رمضان المبارک کو عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر چار چکروں سے کم طواف کیا اور حج کے مہینے شروع ہو گئے۔

Marfat.com

ثُمَّ دَخَلَتْ اَشْهُرُ الْحَجِّ فَتَمَّمَهَا وَاَحْرَمَ بِالْحَجِّ كَانَ مُتَمَتِّعًا وَاِنْ طَافَ لِعُمْرَتِهٖ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ فَصَاعِدًا ثُمَّ دَخَلَ اَشْهُرُ الْحَجِّ ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهٖ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ مُتَمَتِّعًا وَاَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَ ذُوالْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحَجَّةِ فَاِنْ قَدَّمَ الْاِحْرَامَ بِالْحَجِّ عَلَيْهَا جَازَ اِحْرَامُهٗ وَانْعَقَدَ حَجًّا وَاِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ الْاِحْرَامِ اغْتَسَلَتْ وَاَحْرَمَتْ وَصَنَعَتْ كَمَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرَ وَاِنْ حَاضَتْ بَعْدَ الْوُقُوْفِ وَبَعْدَ طَوَافِ الزِّيَارَةِ انْصَرَفَتْ مِنْ مَكَّةَ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهَا لِتَرْكِ طَوَافِ الصَّدْرِ

پھر حج کے مہینے شروع ہو گئے تو طواف پورا کرے اور حج کا احرام باندھ لے تو متمتع ہو گیا۔ اور اگر حج کے مہینوں سے پہلے چار چکر یا زیادہ عمرہ کا طواف کیا۔ پھر حج کے مہینے شروع ہو گئے اور اسی سال حج کیا تو متمتع نہ ہوا۔ اور حج کے مہینے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ پس اگر ان مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھا تو اس کا احرام جائز ہے اور حج ثابت ہو گیا اور جب عورت احرام کے نزدیک حائضہ ہو جائے تو غسل کر کے احرام باندھ لے اور وہی کرے جو حج کرنے والا کرتا ہے مگر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی اور اگر وقوف اور طواف زیارت کے بعد حائضہ ہوئی تو مکہ مکرمہ سے لوٹ جائے اور طواف صدر ترک کرنے پر اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْجَنَايَاتِ فِى الْاِحْرَامِ

وَاِذَا تَطَيَّبَ الْمُحْرِمُ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَاِنْ تَطَيَّبَ عُضْوًا كَامِلًا فَمَا زَادَ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَاِنْ تَطَيَّبَ اَقَلَّ مِنْ عُضْوٍ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ لَبِسَ ثَوْبًا مَخِيْطًا اَوْ غَطّٰى رَأْسَهٗ يَوْمًا كَامِلًا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ حَلَقَ اَقَلَّ مِنَ الرُّبُعِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ حَلَقَ مَوْضِعَ الْمَحَاجِمِ فَعَلَيْهِ دَمٌ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا عَلَيْهِ صَدَقَةٌ

احرام کی حالت میں حرام کاموں کے بیان میں

جب احرام باندھنے والا خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔ اور اگر پورے عضو یا زیادہ حصہ پر خوشبو لگائی تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر ایک عضو سے کم پر خوشبو لگائی تو اس پر صدقہ لازم ہے۔ اور اگر مکمل ایک دن سلا ہوا کپڑا پہنا یا سر کو ڈھانپ رکھا تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر ایک دن سے کم ہو تو اس پر صدقہ ہے اور اگر چوتھائی سے کم سر کو منڈوائے تو اس پر صدقہ لازم ہے اور اگر پچھنے لگوانے کی جگہ کو مونڈ لیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دم لازم ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اس پر صدقہ لازم ہے

﴿**جنایات**﴾ جنایات وہ چیزیں جو نہیں کرنی چاہیں تھیں ان کے بدلے میں کیا کرنا ہے یعنی جو کام ممنوع ہیں حج کے دوران ان کے کرنے سے کیا لازم آتا ہے ہمارے اساتذہ نے جنایات کا معنی جرم کیا ہے اس کا مادہ جنو ہے ﴿**عضوا کاملا**﴾ جسے پورے بازو، یا چہرے پر لگائی ﴿**دم**﴾ یعنی جانور کی قربانی کرنا لازم ہے ﴿**مخیطا**﴾ مخیط کا اطلاق تین کپڑوں پر ہوتا ہے۔ یعنی قمیص پاجامہ اور قباء پر پس اگر محرم سلا ہوا کپڑا دن بھر پہنا جس طرح پہننے کی عادت ہے۔ تو جرم ادا کرے گا۔ یعنی دم دے گا۔

Marfat.com

وَاِنْ قَصَّ اَظَافِيْرَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ فَعَلَيْهِ دَمٌ اِنْ قَصَّ يَدًا اَوْ رِجْلًا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَاِنْ قَصَّ اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَظَافِيْرَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ قَصَّ خَمْسَةَ اَظَافِيْرَ مُتَفَرِّقَةٍ مِّنَ الْيَدَيْنِ اَوِ الرِّجْلَيْنِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ دَمٌ وَاِنْ تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ اَوْ حَلَقَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَ اِنْ تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ مِنَ الْمَخِيْطِ مِنْ عُذْرٍ فَهُوَ مُخَيَّرٌ اِنْ شَاءَ ذَبَحَ شَاةً

اور اگر ہاتھوں اور پیروں کے ناخن کاٹے تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے تو اس پر بھی دم لازم ہے۔ اور اگر پانچ سے کم ناخن کاٹے تو اس پر صدقہ لازم ہے اور اگر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے متفرق طور پر پانچ ناخن کاٹے تو امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف کے نزدیک اس پر صدقہ ہے اور امام محمد کے نزدیک اس پر دم ہے۔ اور اگر بغیر کسی عذر کے خوشبو لگائی یا کپڑا پہنا یا سر منڈایا پس اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے خوشبو لگائی یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو ایک بکری ذبح کرے

﴿وان قص اظافیر﴾ اگر دونوں ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے ایک ہی مجلس میں تو ایک خون واجب ہے۔ اگر مجلس متعدد ہو تو خون بھی متعدد واجب ہونگے۔ اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے تب بھی پورا ایک خون واجب ہوگا۔

Marfat.com

وَاِنْ شَآءَ تَصَدَّقَ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ بِثَلٰثَةِ اَصْوُعٍ مِنَ الطَّعَامِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ وَاِنْ شَآءَ صَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ قَبَّلَ اَوْ لَمَسَ بِشَهْوَةٍ فَاَنْزَلَ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ جَامَعَ فِىْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ قَبْلَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ فَسَدَ حَجُّهٗ وَعَلَيْهِ شَاةٌ وَيَمْضِىْ فِى الْحَجِّ كَمَا يَمْضِىْ مَنْ لَّمْ يَفْسُدْ حَجُّهٗ وَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ فِى الْعَامِ الْقَابِلِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يُّفَارِقَ امْرَاَتَهٗ اِذَا حَجَّ بِهَا فِى الْقَضَآءِ

اور اگر چاہے تو چھ مسکینوں پر تین صاع کھانے سے صدقہ کرے اس طرح کہ ہر مسکین کے لیے نصف صاع ہو۔ اور اگر چاہے تو تین روزے رکھے۔ پس اگر بوسہ لیا یا شہوت سے چھو لیا اور انزال ہو گیا تو اس پر دم لازم ہے۔ اور جس نے وقوف عرفہ سے پہلے دونوں میں سے کسی ایک راستے میں مجامعت کی تو اس کا حج باطل ہو گیا اور اس پر بکری ہے اور حج ادا کرے جیسا کہ وہ ادا کرتا ہے جس نے اپنا حج فاسد نہ کیا ہو۔ اور آنے والے سال میں اس پر قضا لازم ہے۔ اور اس پر اپنی بیوی کو جدا کرنا لازم نہیں جبکہ اس کے ساتھ قضا حج کرے

۞ ویمضی فی الحج ۞ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ بعد جماع دونوں ایک بکری ذبح کریں اور افعال حج پورے کریں اور آئندہ سال اس حج کی قضا کریں۔

۞ ولیس علیہ ۞ دوسرے سال قضا حج میں زوجین کا ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا ضروری نہیں کیونکہ ترک جماع کے لئے قضاء کی مشقت ہی کافی ہے (غایۃ الاوطار)

Marfat.com

وَمَنْ جَامَعَ امْرَأَتَهُ بَعْدَ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ لَمْ يَفْسُدْ حَجُّهُ وَعَلَيْهِ بُدْنَةٌ عِنْدَنَا وَإِنْ جَامَعَ بَعْدَ الْحَلْقِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ جَامَعَ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ اَنْ يَطُوفَ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ اَفْسَدَهَا وَمَضٰى عَلَيْهَا وَقَضَاهَا وَعَلَيْهِ شَاةٌ عِنْدَنَا وَإِنْ وَطِئَ بَعْدَ مَا طَافَ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَلَا تَفْسُدُ عُمْرَتُهُ وَلَا يَلْزَمُ قَضَاءُ هَا وَمَنْ جَامَعَ نَاسِيًا كَانَ كَمَنْ جَامَعَ عَامِدًا عِنْدَنَا

اور جس نے وقوف عرفہ کے بعد اپنی بیوی سے مجامعت کی تو اس کا حج فاسد نہیں ہوتا اور ہمارے نزدیک اس پر اونٹ ہے اور اگر سر منڈانے کے بعد مجامعت کرلی تو اس پر بکری ہے۔ اور جس نے طواف عمرہ کے چار چکروں سے پہلے مجامعت کرلی تو عمرہ فاسد ہو گیا اور اسے پورا کرے اور اس کی قضا کرے۔ اور ہمارے نزدیک اس پر بکری ہے اور اگر چار چکر طواف کرنے کے بعد مجامعت کی تو اس پر بکری ہے اور اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوتا ہے اور عمرہ کی قضا لازم نہیں ہے اور جس نے بھول کر جماع کیا تو ہمارے نزدیک وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے جان بوجھ کر جماع کیا۔

☆﴿لم یفسد﴾☆ لیکن امام شافعی کے نزدیک قبل از رمی جماع کرنے سے بھی حج فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن احناف کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے من وقف بعرفۃ فقد تم حجہ۔ (درمختار)

Marfat.com

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ جِمَاعُ النَّاسِيْ غَيْرُ مُفْسِدٍ وَكَذَا الْخِلَافُ فِيْ جِمَاعِ النَّائِمَةِ وَالْمُكْرَهَةِ فِيْ حَقِّ فَسَادِ الْاِحْرَامِ لَا فِيْ حَقِّ الْاِثْمِ وَيَسْتَوِيْ فِيْهِ حَالَةُ النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ وَالطَّوْعِ وَالْاِكْرَاهِ وَالْبَالِغُ وَغَيْرُ الْبَالِغِ وَالْعَاقِلُ وَغَيْرُ الْعَاقِلِ وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الْقُدُوْمِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ كَانَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَاِنْ كَانَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ بُدْنَةٌ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُّعِيْدَ الطَّوَافَ مَادَامَ بِمَكَّةَ وَلَا ذَبْحَ عَلَيْهِ

اور امام شافعی نے فرمایا کہ بھول کر جماع کرنا غیر مفسد ہے۔ اور اسی طرح سوئی ہوئی عورت اور زبردستی کے جماع میں اختلاف ہے۔ یہ اختلاف احرام فاسد ہونے کے حق میں ہے نہ کہ گناہ کے حق میں۔ اور اس میں حالت نیند وبیداری، رضا وجبر، بالغ ہونا ونابالغ ہونا، عاقل وغیر عاقل ہونا سب برابر ہیں۔ اور جس نے بے وضو طواف قدوم ادا کیا تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر جنبی ہو تو اس پر بکری ہے۔ اور جس نے بغیر وضو کے طواف زیارت کیا تو اس پر بکری ہے۔ اور اگر جنبی ہے تو اس پر بدنہ ہے اور جب تک مکہ مکرمہ میں ہے تو طواف کو لوٹانا افضل ہے۔ اور اس پر ذبح نہیں ہے

☆طواف القدوم محدثا☆ یعنی بیت اللہ میں داخل ہونے کے وقت پہلا طواف بے وضو کیا تو صدقہ واجب ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الصَّدْرِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَاِنْ طَافَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ تَرَكَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ ثَلٰثَةَ اَشْوَاطٍ فَمَا دُوْنَهَا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَمَنْ تَرَكَ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ بَقِيَ مُحْرِمًا اَبَدًا حَتّٰى يَطُوْفَهَا وَمَنْ تَرَكَ طَوَافَ الصَّدْرِ اَرْبَعَةَ اَشْوَاطٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَمَنْ تَرَكَ ثَلٰثَةَ اَشْوَاطٍ مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمَنْ تَرَكَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَحَجَّةٌ تَامٌّ

اور جس نے طواف صدر بغیر وضو کے ادا کیا تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر جنب کی حالت میں ادا کیا تو اس پر بکری ہے اور جو طواف زیارت کے تین چکر یا اس سے کم چھوڑ دے تو اس پر دم ہے۔ اور جو چار چکر چھوڑ دے تو ہمیشہ محرم رہے گا یہاں تک کہ طواف زیارت کر لے۔ اور جس نے طواف صدر یا اس کے چار چکر چھوڑے تو اس پر بکری ہے اور جس نے طواف صدر کے تین چکر چھوڑے تو اس پر صدقہ ہے۔ اور جو صفا و مروہ کے درمیان سعی چھوڑ دے تو اس پر ایک بکری ہے۔ اور اس کا حج مکمل ہے۔

Marfat.com

وَمَنۡ اَفَاضَ مِنۡ عَرَفَاتٍ قَبۡلَ الۡاِمَامِ فَعَلَيۡهِ شَاةٌ وَمَنۡ تَرَكَ الۡوُقُوۡفَ بِالۡمُزۡدَلِفَةِ فَعَلَيۡهِ دَمٌ وَمَنۡ تَرَكَ رَمۡيَ الۡجِمَارِ فِي الۡاَيَّامِ كُلِّهَا فَعَلَيۡهِ دَمٌ وَمَنۡ تَرَكَ رَمۡيَ يَوۡمٍ وَاحِدٍ فَعَلَيۡهِ دَمٌ وَمَنۡ تَرَكَ رَمۡيَ اِحۡدَى الۡجِمَارِ الثَّلٰثِ فَعَلَيۡهِ صَدَقَةٌ وَاِنۡ تَرَكَ رَمۡيَ جَمۡرَةِ الۡعَقَبَةِ فِيۡ يَوۡمِ النَّحۡرِ فَعَلَيۡهِ دَمٌ وَمَنۡ اَخَّرَ الۡحَلۡقَ حَتّٰى مَضَتۡ اَيَّامُ النَّحۡرِ فَعَلَيۡهِ دَمٌ عِنۡدَ اَبِيۡ حَنِيۡفَةَ وَعِنۡدَهُمَا لَا شَيۡءَ عَلَيۡهِ وَكَذٰلِكَ اَنۡ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ حَتّٰى مَضَتۡ اَيَّامُ التَّشۡرِيۡقِ

اور جو امام سے پہلے عرفات سے نکل آیا تو اس پر ایک بکری ہے۔ اور جس نے وقوف مزدلفہ چھوڑا تو اس پر دم لازم ہے۔ اور جس نے جمرات کو کنکریاں مارنا تمام دنوں میں چھوڑا تو اس پر دم ہے اور جس نے ایک دن کی رمی کو چھوڑا تو اس پر بھی دم ہے۔ اور جس نے تین جمرات میں سے کسی ایک کی رمی کو چھوڑا تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی چھوڑ دی تو اس پر دم ہے۔ اور جس نے سر منڈانے میں دیر کی یہاں تک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دم ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر طواف زیارت میں دیر کی یہاں تک کہ ایام تشریق گذر گئے۔

﴿وقوف﴾ ہمارے نزدیک مزدلفہ میں ٹھہرنا ضروری ہے عشاء سے صبح صادق تک۔ جبکہ نجدی کہتے ہیں مزدلفہ میں دو رکعت پڑھے اور کنکریاں لے کر وہاں سے چل پڑے۔

Marfat.com

وَ اِذَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ الصَّيْدَ اَوْ دَلَّ عَلَيْهِ مَنْ قَتَلَهٗ فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ سَوَآءٌ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِدُ وَالنَّاسِيْ وَالْمُبْتَدِئُ وَالْعَائِدُ وَالْجَزَآءُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ اَنْ يَّقُوْمَ الصَّيْدَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ قَتَلَهٗ فِيْهِ اَوْ فِيْ اَقْرَبِ الْمَوَاضِعِ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ فِيْ بَرِّيَّةٍ يَّقُوْمُهٗ ذَوَا عَدْلٍ ثُمَّ هُوَ مُخَيَّرٌ فِي الْقِيْمَةِ اِنْ شَآءَ ابْتَاعَ بِهَا هَدْيًا فَيَذْبَحُهَا فِي الْحَرَمِ اِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا

اور جب محرم نے شکار مارا یا جس نے شکار مارا اس کو شکار کے متعلق بتایا تو اس پر جزاء لازم ہے اور اس میں ارادہ سے اور بھول کر کرنے والا، شروع کرنے والا اور دوبارہ کرنے والا سب برابر ہیں ۔اور امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف کے نزدیک جزا یہ ہے کہ جس جگہ شکار مارا ہے یا اس کے قریبی مقامات میں شکار کی قیمت لگائی جائے ۔اور اگر صحرا میں ہو تو دو عادل اشخاص اس کی قیمت لگائیں ۔پھر وہ قیمت میں اختیار رکھتا ہے کہ اگر قیمت قربانی کے جانور تک پہنچ جائے تو جانور خرید کر اسے حرم میں ذبح کرے۔

☆ (جزا) ☆ جزا بمعنی بدلہ۔

Marfat.com

وَإِنْ شَاءَ اِشْتَرٰى بِهَا طَعَامًا فَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ عَلٰى كُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ وَإِنْ شَآءَ صَامَ عَنْ كُلِّ نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ يَوْمًا وَّ عَنْ كُلِّ صَاعٍ مِّنْ شَعِيْرٍ يَوْمًا فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الطَّعَامِ اَقَلَّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَهُوَ مُخَيَّرٌ اِنْ شَآءَ تَصَدَّقَ بِهٖ وَإِنْ شَاءَ صَامَ عَنْهُ يَوْمًا كَامِلًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَ الشَّافِعِيُّ يَجِبُ فِي الصَّيْدِ النَّظِيْرُ فِيْمَا لَهٗ نَظِيْرٌ،

اور اگر چاہے تو کھانا خرید کر مسکینوں پر اس طرح صدقہ کرے کہ ہر مسکین کے لیے نصف صاع گندم سے یا ایک صاع کھجور یا جو سے ہو۔ اور اگر چاہے تو ہر نصف صاع گندم اور ہر صاع جو کے عوض ایک روزہ رکھے۔ اور اگر نصف صاع گندم سے کم کھانا بچ جائے۔ تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو صدقہ کر دے اور اگر چاہے اس کے عوض مکمل ایک دن روزہ رکھے۔ اور امام محمد اور امام شافعی نے فرمایا کہ جس شکار میں اس کی مثل ہو تو اس کی مثل واجب ہے

Marfat.com

فَفِي الظَّبِيِ شَاةٌ وَفِي الضَّبعِ شَاةٌ وَفِي الْاَرْنَبِ عَنَاقٌ وَّفِيْ قَتْلِ النَّعَامَةِ بُدْنَةٌ وَفِي الْيَرْبُوْعِ جَفْرَةٌ وَمَنْ جَرَحَ صَيْدًا اَوْنَتَفَ شَعْرَهٗ اَوْ قَطَعَ عُضْوًا مِّنْهُ ضَمِنَ مَانَقَصَ مِّنْهُ فَاِنْ نَتَفَ رِيْشَ طَائِرٍ اَوْ قَطَعَ قَوَائِمَ صَيْدٍ فَخَرَجَ مِنْ حَيِّزِ الْاِمْتِنَاعِ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ كَامِلَةً وَمَنْ كَسَرَ بَيْضَ صَيْدٍ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ كَامِلَةً فَاِنْ خَرَجَ مِنَ الْبَيْضَةِ فَرْخٌ مَّيِّتٌ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ حَيًّا وَلَيْسَ فِيْ قَتْلِ الْغُرَابِ وَالْحِدَاَةِ وَالذِّئْبِ وَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَةِ وَ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ جَزَآءٌ

پس ہرن اور لگڑ بگڑ میں ایک ایک بکری ہے اور خرگوش مین بکری کا ششماہی بچہ ہے۔ اور شتر مرغ کو مارنے پر اونٹ ہے اور جنگلی چوہے میں بکری کا چار ماہی بچہ ہے۔ اور جس نے شکار کو زخمی کیا یا اس کے بالوں کو اکھیڑا یا اس کا کوئی عضو کاٹا تو اس کا ضامن ہے جو اس سے قیمت کم ہوئی اور اگر پرندے کے پر نوچے یا شکار کے پاؤں کاٹے پس وہ اپنے آپ کو بچانے سے رہ گیا اس پر اس کی پوری قیمت ہے۔ اور جس نے شکار کے انڈے توڑ دیئے تو اس پر اس کی پوری قیمت ہے اور اگر انڈے سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اس پر زندہ بچہ کی قیمت ہے۔ اور کوے، چیل، بھیڑیئے، سانپ، بچھو، چوہے اور کاٹنے والے کتے کو مارنے پر جزا نہیں ہے۔

﴿یربوع﴾ جنگلی یا صحرائی چوہا سفید ہوتا ہے

Marfat.com

وَلَيْسَ فِيْ قَتْلِ الْبَعُوْضَةِ وَالْبُرْغُوْثِ وَالنَّمْلِ وَ الْقِرَادِ شَيْءٌ وَمَنْ قَتَلَ الْقُمَّلَةَ يَتَصَدَّقُ بِمَاشَآءَ وَمَنْ قَتَلَ جَرَادَةً تَصَدَّقَ بِمَا شَآءَ وَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ جَرَادَةٍ وَمَنْ قَتَلَ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ مِنَ الصَّيْدِ كَالسِّبَاعِ وَنَحْوِهَا فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ وَلَا يَتَجَاوَزُ بِقِيْمَتِهَا شَاةً وَاِنْ صَالَ سَبُعٌ عَلٰى مُحْرِمٍ فَقَتَلَهٗ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَاِنْ صَالَ عَلَيْهِ الْجَمَلُ فَقَتَلَهٗ ضَمِنَ لِصَاحِبِهٖ وَاِنِ اضْطُرَّ الْمُحْرِمُ اِلٰى اَكْلِ لَحْمِ الصَّيْدِ فَقَتَلَهٗ فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ

[illegible] کو مارنے پر کچھ چیز نہیں ہے۔ اور جس نے جوں یا ٹڈی کو مارا تو جو [illegible] عوض کھجور بہتر ہے۔ اور جس نے شکار میں اس کو مارا کہ جس کا [illegible] وغیرہ تو اس پر جزا ہے جو بکری کی قیمت سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر [illegible] مار دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اونٹ نے اس پر حملہ [illegible] مار دیا تو اس سے مالک کے لیے ضامن ہو گا۔ اگر محرم شکار کا گوشت کھانے [illegible] تو اس پر جزا ہے۔

Marfat.com

وَلَابَأْسَ بِاَنْ يَذْبَحَ الْمُحْرِمُ الشَّاةَ وَالْبَقَرَةَ وَالْبَعِيْرَةَ وَالدُّجَاجَةَ وَالْبَطَّ الْكَسْكَرِيَّ وَمَنْ قَتَلَ حَمَامَةً مُّسَرَ وَلاَ اَوْ ظَبْيًا مُّسْتَانِسًا فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ وَاِنْ ذَبَحَ الْمُحْرِمُ صَيْدًا فَذَبِيْحَتُهٗ مَيْتَةٌ لاَ يَحِلُّ اَكْلُهَا عِنْدَنَا وَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّاْكُلَ الْمُحْرِمُ لَحْمَ صَيْدًا اِصْطَادَهٗ حَلَالٌ وَذَبَحَهٗ اِذَا لَمْ يَدُلَّ الْمُحْرِمُ عَلَيْهِ وَلَااَمَرَهٗ بِصَيْدِهٖ وَفِيْ صَيْدِ الْحَرَمِ اِذَا ذَبَحَهُ الْحَلَالُ فَعَلَيْهِ الْجَزَآءُ وَاِنْ قَطَعَ حَشِيْشَ الْحَرَمِ حَلَالًا كَانَ اَوْ حَرَامًا اَوْ شَجَرَةً اَلَّتِىْ لَيْسَتْ بِمَمْلُوْكَةٍ

اور کوئی حرج نہیں کہ محرم، بکری، گائے، اونٹ، مرغی اور بطخ ٹکری کو ذبح کرے [illegible] مسرول کبوتر یا سدھائے ہوئے ہرن کو مارا تو اس پر جزا ہے۔ اور اگر محرم شکار کو ذبح کرے تو اس کا ذبح کیا ہوا مردار ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور غیر محرم کے شکار اور ذبح کیے ہوئے کا گوشت کھانے میں محرم پر کوئی حرج نہیں جبکہ محرم نے شکار کے متعلق نہ بتایا ہو اور نہ ورنہ شکار کا حکم دیا ہو۔ جب غیر محرم نے حرم میں موجود شکار کو ذبح کیا تو اس پر جزا ہے۔ محرم ہو یا غیر محرم اگر حرم کی گھاس کاٹی یا وہ درخت کاٹے جو کسی کی ملکیت نہیں

﴿مسرول﴾ کبوتر وہ جس کی ٹانگوں پر پر ہوں

﴿الحرم﴾ مکہ مکرمہ کی زمین کو حرم کہتے ہیں

Marfat.com

وَلَا مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ فَعَلَيْهِ قِيمَتُهُ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلَهُ الْقَارِنُ مِمَّا ذَكَرْنَا اِنَّ فِيهِ عَلَى الْمُفْرِدِ دَمًا فَعَلَى الْقَارِنِ دَمَانِ دَمٌ لِحَجَّتِهِ وَدَمٌ لِعُمْرَتِهِ اِلَّا اَنْ يَتَجَاوَزَ الْمِيقَاتَ مِنْ غَيْرِ اَحْرَامٍ ثُمَّ يُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ فَاِنَّهُ يَلْزَمُهُ دَمٌ وَاحِدٌ وَاِذَا اشْتَرَكَ مُحْرِمَانِ فِي قَتْلِ صَيْدٍ وَّاحِدٍ فَعَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا جَزَآءٌ كَامِلٌ وَاِذَا اشْتَرَكَ حَلَالَانِ فِي قَتْلِ صَيْدِ الْحَرَمِ فَعَلَيْهِمَا جَزَآءٌ وَّاحِدٌ وَاِذَا بَاعَ الْمُحْرِمُ صَيْدًا اَوِ ابْتَاعَهُ فَالْبَيْعُ بَاطِلٌ

نہ وہ درخت جنہیں لوگ اگاتے ہوں۔ تو اس پر اس کی قیمت ہے۔ ہر وہ کام جسے ہم نے بیان کیا ہے کہ حج افراد کرنے والا وہ کام کرے تو ایک دم ہے اگر قارن وہی کام کرے تو دو دم ہیں۔ ایک دم حج کے لیے اور ایک عمرہ کے لیے ہے مگر یہ کہ وہ بغیر احرام میقات سے آگے بڑھ جائے پھر عمرہ وحج کا احرام باندھے تو اس پر ایک دم لازم ہے اور جب دو احرام باندھنے والے ایک شکار کو مارنے میں شریک ہو جائیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر پوری جزا ہے اور اگر دو غیر محرم حرم کے شکار کو مارنے میں شریک ہوں تو ان دونوں پر ایک جزا ہے۔ اور جب محرم شکار بیچے یا اس کو خریدے۔ تو یہ خرید و فروخت باطل ہے۔

﴿قارن﴾ کیونکہ وہ دو احرام، حج و عمرہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس لیے دو دم ہیں یہ ہمارے نزدیک ہے۔ جبکہ ائمہ ثلاثہ ایک ہی احرام کا حکم سمجھتے ہیں اس لیے ان کے نزدیک ایک دم واجب ہوتا ہے

﴿ان یتجاوز المیقات﴾ اس کی ایک وجہ ہے کہ ایام حج میں ہمارے نزدیک عمرہ نہیں ہوتا۔ وہی حج تمتع کا پہلا عمرہ ہے۔ اب جبکہ عمرہ نہیں تو ہم عمرہ کا احرام نہیں باندھ سکتے۔ تو اس لیے حج قران کا احرام باندھنا ہوگا۔ اکثر لوگ ایام حج میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لیتے ہیں اور پھر احرام کھول لیتے ہیں۔ یہ احناف کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو دم لازمی ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْاِحْصَارِ

اِذَا اُحْصِرَ الْمُحْرِمُ بِعَدُوٍّ اَوْ اَصَابَهٗ مَرَضٌ يَّمْنَعُ مِنَ الْمَضِيِّ جَازَلَهُ التَّحَلُّلَ وَقَالَ الشَّافِعِيُّؒ لَايَكُوْنَ الْاِحْصَارُ اِلَّا مِنْ عَدُوٍّ وَقِيْلَ لَهٗ اِبْعَثْ شَاةً تُذْبَحُ فِي الْحَرَمِ وَوَاعِدَ مَنْ يَّحْمِلُهَا يَوْمًا بِعَيْنِهٖ يَذْبَحُهَا فِيْهِ ثُمَّ يَتَحَلَّلَ فَاِنْكَانَ قَارِنًا بَعَثَ بِدَمَيْنِ وَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُ دَمِ الْاِحْصَارِ اِلَّافِي الْحَرَمِ

عمرہ وحج سے رک جانے کے بیان میں

اور جب محرم حج سے رک جائے کسی دشمن کی وجہ سے یا اس کو ایسی بیماری لگ جائے جو جانے سے روک دے تو اس کے لیے احرام کھولنا جائز ہے۔ اور امام شافعی نے فرمایا سوائے دشمن کے کسی اور وجہ سے احصار واقع نہیں ہوتا اور ایسے شخص کے لیے کہا گیا ہے کہ ایک بکری بھیجے جو حرم میں ذبح کی جائے۔ اور بکری لے جانے والے سے مقرر شدہ دن کا وعدہ لے لے کہ جس میں وہ بکری ذبح کرے۔ پھر وہ حلال ہو جائے گا۔ اور اگر قارن ہے تو دو دم بھیجے اور سوائے زمین حرم کے کسی اور جگہ احصار کا دم ذبح کرنا جائز نہیں ہے

﴿**الاحصار**﴾ عامل لوگ اپنے معمول کے گرد دائرہ لگا دیتے ہیں کہ یہ ان کا احصار ہے اس سے باہر نہیں آتا۔ احصار حصر سے ہے جس کا معنی ہیں رکجانا ﴿**قیل**﴾ مگر یہاں پر ضعف کے لئے نہیں ہے قول ضعیف کے لیے آتا ہے۔ کیونکہ پتہ نہیں کہ کس نے کیا ہے ﴿**واعد**﴾ مثلاً لے جانے والا کہے کہ میں چوتھے دن پہنچو گا اور اسی دن بکری ذبح کروں گا تو اب یہ چوتھے دن احرام کھول کر حلال ہو جائے گا مگر یہاں یہ معنی مراد نہیں ہے بلکہ یہاں اس کو معنی ہے کہ اس سے کہا جائیگا کہ ھدی یا دم احصار بھیج دو حرم شریف میں تاکہ وہاں ذبح کر دیا جائے معین کردہ دن میں اور یہ یہاں احرام کھول کر گھر کو واپس روانہ ہو جائے۔

Marfat.com

وَيَجُوْزُ ذَبْحُهٗ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَ مُحَمَّدٌ لَا يَجُوْزُ الذَّبْحُ لِلْمُحْصِرِ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَجُوْزُ لِلْمُحْصِرِ بِالْعُمْرَةِ اَنْ يَّذْبَحُ مَتٰى شَآءَ وَالْمُحْصَرُ بِالْحَجِّ اِذَا تَحَلَّلَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَ عُمْرَةٌ وَعَلَى الْمُحْصَرِ بِالْعُمْرَةِ الْقَضَآءُ وَعَلَى الْقَارِنِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَتَانِ وَاِذَا بَعَثَ الْمُحْصَرُ هَدْيًا وَّ وَاعَدَهُمْ اَنْ يَّذْبَحُوْا فِيْ يَوْمٍ بِعَيْنِهٖ ثُمَّ زَالَ الْاِحْصَارُ فَاِنْ قَدَرَ عَلٰى اِدْرَاكِ الْهَدْيِ وَالْحَجِّ لَمْ يَجُزْ لَهُ التَّحَلُّلُ

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے اس کا ذبح کرنا جائز ہے اور امام ابو یوسف و محمد فرماتے ہیں کہ حج سے رک جانے والے کے لیے ذبح کرنا جائز ہے مگر قربانی کے دن۔ اور عمرہ سے رک جانے والے کے لیے ذبح کرنا جائز ہے جب بھی وہ چاہے اور حج سے رک جانے والا جب احرام کھول دے تو اس پر ایک حج اور ایک عمرہ ہے۔ اور عمرہ سے رک جانے والے پر قضا ہے اور قارن پر ایک حج اور دو عمرے ہیں اور جب حج سے رک جانے والا جانور بھیج دے اور ان سے مقررہ دن میں ذبح کرنے کا وعدہ لے لے۔ پھر رکاوٹ دور ہو گئی پس اگر وہ ہدی اور حج کو پانے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کیلیے احرام کھولنا جائز نہیں

Marfat.com

وَلَزِمَهُ الْمَضِيُّ وَاِنْ قَدَرَ عَلٰى اِدْرَاكِ الْهَدْيِ دُوْنَ الْحَجِّ جَازَلَهُ التَّحَلُّلُ وَاِنْ قَدَرَ عَلٰى اِدْرَاكِ الْحَجِّ دُوْنَ الْهَدْيِ جَازَلَهُ التَّحَلُّلُ اِسْتِحْسَانًا وَمَنْ اُحْصِرَ بِمَكَّةَ وَهُوَ مَمْنُوْعٌ مِّنَ الْوُقُوْفِ وَطَوَافِ الزِّيَارَةِ كَانَ مُحْصَرًا وَاِنْ قَدَرَ عَلٰى اَحَدِهِمَا دُوْنَ الْاٰخِرِ فَلَيْسَ بِمُحْصَرٍ

بلکہ جانا ضروری ہے اور اگر ہدی کو پانے کی قدرت رکھتا ہے بغیر حج کے تو اس کے لیے احرام کھولنا جائز ہے اور اگر بغیر ہدی حج کو پانے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کے لیے استحسانا احرام کھولنا جائز ہے۔ اور جو مکہ معظمہ میں محصور ہو گیا اور وقوف وطواف زیارت سے روک دیا گیا تو وہ محصر ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک پر قدرت رکھتا ہو تو وہ محصر نہیں ہے۔

﴿استحسانا﴾ اس لیے کہ احرام تو حج کے لیے باندھا ہے اب جبکہ صرف ہدی کو پا سکتا ہے اور حج کو نہیں تو احرام کھول سکتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْفَوَاتِ

وَمَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَفَاتَهُ الْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَّوْمِ النَّحْرِ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَعَلَيْهِ اَنْ يَّطُوْفَ وَيَسْعٰى وَيَتَحَلَّلَ وَيَقْضِى الْحَجَّ مِنْ قَابِلٍ وَلَا دَمَ عَلَيْهِ وَالْعُمْرَةَ لَاتَفُوْتُ وَهِىَ جَائِزَةٌ فِىْ جَمِيْعِ السَّنَةِ اِلَّا فِىْ خَمْسَةَ اَيَّامٍ يُكْرَهُ فِعْلُهَا فِيْهَا يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ وَهِىَ الْاِحْرَامُ وَالطَّوَافُ وَالسَّعْىُ وَالْحَلْقُ

فوت شدہ حج کے بیان میں

اور جس نے حج کا احرام باندھا اور اس سے وقوف عرفہ رہ گیا یہاں تک کہ قربانی کے دن صبح صادق طلوع ہوگئی تو بلا شبہ اس کا حج رہ گیا۔ اور اس پر طواف وسعی کر کے احرام کھول دینا لازم ہے۔ اور آنے والے سال میں حج کی قضا کرے اور اس پر دم لازم نہیں ہے۔ اور عمرہ فوت نہیں ہوتا اور عمرہ سال بھر جائز ہے۔ سوائے پانچ دنوں کے کہ جن میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ اور وہ ایام عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور ایام تشریق ہیں۔ اور عمرہ سنت ہے۔ احرام، طواف، سعی اور سر کا منڈانا عمرہ ہے۔

﴿فوات﴾ فوات جمع ہے فوت کی۔ جس کے معنی ہیں گذرا ہوا

Marfat.com

بَابُ الْهَدْيِ

اَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنْ ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ يَجْزِئُ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ الثَّنِيُّ فَصَاعِدًا اِلَّا الضَّانِ فَاِنَّ الْجَزْعَ مِنْهُ يُجْزِئُ فِيْهِ وَلَايَجُوْزُ فِي الْهَدْيِ مَقْطُوْعُ الْاُذُنِ اَوْاَكْثَرِهَا وَلَا مَقْطُوْعُ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَلَا مَقْطُوْعُ الذَّنَبِ وَلَا ذَاهِبَةُ الْعَيْنِ وَلَا الْعَجْفَاءُ وَلَا الْعَرْجَاءُ الَّتِيْ لَاتَمْشِيْ اِلَى الْمَنْسَكِ وَالشَّاةُ جَائِزَةٌ فِيْ كُلِّ دَمٍ

قربانی کے جانور کے بیان میں

قربانی کا کم سے کم درجہ بکری ہے۔اور قربانی کی تین اقسام ہیں۔اونٹ ،گائے اور بکری کی قربانی،ان سب میں گائے میں ثنی دو سالہ کو کہتے ہیں مگر اونٹ میں ثنی پانچ سالہ کو کہتے۔یا زیادہ عمر کا جانور کافی ہے مگر دنبہ کہ جس میں چھ مہینے کا بچہ بھی کافی ہے۔اور قربانی میں پورا یا اکثر کان کٹا،ہاتھ ،پاؤں اور دم کٹا،اندھا،کانا، نحیف اور لنگڑا جو مذبح تک نہ جاسکے جائز نہیں ہے۔اور بکری ہر دم میں جائز ہے

﴿ھدی﴾ حج کے موسم میں جانا اور عرفات،مزدلفہ سے ہوتے ہوئے منیٰ میں جاکر جانور قربان کرنا۔اصطلاح شرعی میں اسے ہدی کہتے ہیں ﴿ضان﴾ چھ ماہیہ دنبہ جو کہ دیکھنے میں ایک سالہ نظر آتا ہو تو اس کی قربانی کافی ہے

Marfat.com

إِلَّا فِيْ مَوْضِعَيْنِ فِيْ مَنْ طَافَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ جُنُبًا وَمَنْ جَامَعَ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ فَإِنَّ فِيْ هٰذَيْنِ الْمَوْضِعَيْنِ لَا يَجُوْزُ إِلَّا بَدَنَةٌ وَالْبُدْنَةُ وَالْبَقَرَةُ يَجُوْزُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَنْ سَبْعَةِ أَنْفُسٍ إِذَا كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الشُّرَكَاءِ يُرِيْدُ الْقُرْبَةَ فَإِنْ أَرَادَ أَحَدُهُمْ بِنَصِيْبِهِ لَحْمًا لَمْ يَجُزْ لِلْبَاقِيْنَ عَنِ الْقُرْبَةِ وَيَجُوْزُ الْأَكْلُ لِلْمَالِكِ مِنَ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ وَلَا يَجُوْزُ الْأَكْلُ مِنْ بَقِيَّةِ الْهَدَايَا لِلْمَالِكِ وَلَا لِلْغَنِيِّ

مگر دو جگہوں پر جائز نہیں۔ ایک جس نے جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا اور جس نے وقوف عرفہ کے بعد مجامعت کر لی ہو، پس ان دونوں جگہوں پر جائز نہیں مگر اونٹ۔ اونٹ اور گائے میں سے ہر ایک سات اشخاص کی طرف سے جائز ہے جن میں سے ہر ایک قرب الٰہی کی نیت سے شریک ہو۔ اور اگر ان میں سے ایک نے اپنے حصے کے گوشت کا ارادہ کیا تو باقیوں کی جانب سے ازروئے ثواب کے جائز نہیں ہے اور مالک کے لیے نفلی، تمتع اور قران کی قربانی میں سے کھانا جائز ہے اور مالک اور مالدار کے لیے باقی قربانیوں سے کھانا جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

وَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ اِلَّا فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَجُوْزُ ذَبْحُ بَقِيَّةِ الْهَدَايَا فِيْ اَيِّ وَقْتٍ شَآءَ وَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُ دَمِ الْهَدْيِ اِلَّا فِي الْحَرَمِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِهَا عَلٰى مَسَاكِيْنِ الْحَرَمِ وَ غَيْرِهِمْ وَلَا يَجِبُ التَّعْرِيْفُ بِقَلَادَةٍ بِالْهَدْيِ وَالْاَفْضَلُ فِي الْبُدْنَةِ النَّحْرُ وَفِي الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ الذَّبْحُ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يَتَوَلَّى الْاِنْسَانُ بِنَفْسِهٖ اِذَا كَانَ يُحْسِنُ ذٰلِكَ وَيَتَصَدَّقُ بِجِلَالِهَا وَخِطَامِهَا وَلَا يُعْطِيْ اُجْرَةَ الْجَزَّارِ مِنْهَا

اور نفلی، تمتع اور قران کی قربانی کو ذبح کرنا جائز نہیں مگر قربانی کے دن۔ اور باقی قربانیوں کو ذبح کرنا جائز ہے جس وقت بھی چاہے۔ اور دم کی قربانی کو ذبح کرنا جائز نہیں مگر حرم میں اور ان کا گوشت وغیرہ حرم کے مسکینوں اور دوسرے مسکینوں پر صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور قربانی کے جانور کو پٹہ کے ساتھ نشان لگانا واجب نہیں ہے اور بہتر ہے اونٹ میں نحر کرنا اور گائے، بھیڑ، بکری میں ذبح کرنا، اور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے جبکہ اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو۔ اور اس کی جھول اور رسی صدقہ کر دے اور ان سے قصاب کی مزدوری ادا نہ کرے۔

﴿التعریف﴾ بعض علماء نے تعریف کا معنی قربانی کے جانور کو عرفات لے جانا کر دیا ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ سَاقَ بُدْنَةً فَاضْطُرَّ اِلٰى رُكُوْبِهَا وَاِنِ اسْتَغْنٰى عَنْ ذٰلِكَ لَمْ يَرْكَبْهَا وَاِنْ كَانَ لَهَا لَبَنٌ لَمْ يَحْلِبْهَا وَلٰكِنْ يَنْضَحُ ضَرْعَهَا بِالْمَآءِ الْبَارِدِ حَتّٰى يَنْقَطِعُ اللَّبَنُ وَمَنْ سَاقَ هَدْيًا فَعَطِبَ فَاِنْ كَانَ تَطَوُّعًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ وَاِنْ كَانَ وَاجِبًا فَعَلَيْهِ اَنْ يُّقِيْمَ غَيْرَهٗ مُقَامَهٗ وَكَذٰلِكَ لَوْاَصَابَهٗ عَيْبٌ كَثِيْرٌ اَقَامَ غَيْرَهٗ مَقَامَهٗ وَصَنَعَ بِالْمَعِيْبِ مَاشَآءَ وَاِنْ عَطِبَتِ الْبُدْنَةُ فِى الطَّرِيْقِ فَاِنْ كَانَ تَطَوُّعًا نَحَرَهَا

اور جو اونٹ لے گیا پس اس پر سواری ہونے پر مجبور ہو گیا تو اس پر سوار ہو جائے اور اگر مجبور نہ ہو تو اس پر سوار نہ ہو۔ اور اگر اس کا دودھ ہو تو نہ دوہے بلکہ اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی ڈالے یہاں تک کہ اس کا دودھ خشک ہو جائے۔ اور جو قربانی کا جانور لے گیا پس وہ مر گیا۔ اگر نفلی ہے تو اس پر اس کا بدل نہیں ہے اور اگر قربانی واجب ہے تو پہلی کے بدلے میں دوسری لانا اس پر لازم ہے۔ اسی طرح اگر قربانی کے جانور میں بہت سے عیوب پیدا ہو گئے۔ تو اس کہ جگہ دوسرا لائے۔ اور عیب دار کا جو چاہے کرے۔ اور اگر اونٹ راستے میں مر گیا۔ اگر نفلی ہے تو اس کو نحر کرلے

Marfat.com

وَصَبَغَ نَعْلَهَا بِدَمِهَا وَضَرَبَ بِهَا صَفْحَةَ سَنَامِهَا وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا هُوَ وَلَا غَيْرُهٗ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ وَاِنْ كَانَتْ وَاجِبَةً اَقَامَ غَيْرَهَا مُقَامَهَا وَصَنَعَ بِهَا مَاشَآءَ وَيُقَلِّدُ هَدْيَ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ وَلَا يُقَلِّدُ دَمَ الْاِحْصَارِ وَلَا دَمِ الْجَنَايَاتِ

اور اس کے نعل کو اس کے خون سے رنگ لے اور اس خون کو اس کے کوہان کو مارے۔ اور وہ اور نہ کوئی دوسرا مالداروں میں سے اس کا گوشت کھائے۔ اور اگر واجب ہے تو اس کے بدلے دوسرا لائے اور پہلے کے ساتھ جو چاہے کرے۔ اور نفلی، تمتع اور قران کی قربانی کی گردنوں میں پٹہ ڈالے صرف دم احصار اور دم جنایات کو پٹہ نہ ڈالے۔

تَمَّت بِالْخَیر

وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاُسْتَاذِيْنَا وَلِمَشَآئِخِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ه

مرتبہ :۔ تنویر احمد قادری

Marfat.com

ماخذ و مراجع

۱۔ قرآن مجید ترجمہ کنز الایمان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲۔ تفسیر خازن، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۳۔ تفسیر عزیزی، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور

۴۔ انجیل برنابا (مطبوعہ مصر) صہ ۶۰۔۶۱

۵۔ صحیح بخاری شریف، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی

۶۔ صحیح مسلم شریف، نور محمد اصح المطابع دہلی

۷۔ ترمذی شریف، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۸۔ سنن دارمی، محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی

۹۔ مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور

۱۰۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۱۱۔ الزجاجۃ المصابیح، مطبوعہ حیدر آباد دکن

۱۲۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف،

۱۳۔ مصفیٰ و مسویٰ شرح موطا، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی

۱۴۔ شرح فقہ اکبر، مطبوعہ مجتبائی دہلی

۱۵۔ کشف الغمہ عن جمیع الامۃ، مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر

۱۶۔ ہدایہ شریف، مطبع مجتبائی دہلی

۱۷۔ غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار، مطبوعہ مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ

۱۸۔ شرح وقایہ، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

۱۹۔ مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ

۲۰۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح، مطبوعہ مصر

۲۱۔ [illegible] علی الدرر شرح الغرر، مطبوعہ مصر

۲۲۔ المبسوط، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

۲۳۔ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۲۴۔ فتاویٰ قاضی خان، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۲۵۔ شرح معانی الآثار المعروف بالطحاوی، مطبوعہ مطبع الاسلامیہ لاہور

۲۶۔ کتاب الآثار، مطبوعہ انوار محمدی پریس لکھنو

۲۷۔ فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۲۸۔ فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

۲۹۔ بدائع الصنائع، دار الفکر بیروت

۳۰۔ توضیح العقائد یعنی رکن الدین، مطبوعہ اللہ والے کی دکان لاہور

۳۱۔ انوار ساطعہ، مطبوعہ مطبع نعیمی مراد آباد بھارت

۳۲۔ عقائد الاسلام، مطبوعہ انصاری دہلی

۳۳۔ ارشاد الطالبین، مطبوعہ فیض عام دہلی

۳۴۔ فضائل الذکر، مطبوعہ ناشران قرآن کمپنی

۳۵۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ مطبوعہ نامی پریس لکھنو، نئی دار الاشاعت مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

۳۶۔ فضائل صدقات، ناشر ادارہ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی

۳۷۔ فضائل صبر و شکر، ادارہ دینیات

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com